بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت :قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔(سورۃ یوسف۔۱۰۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں میں اور وہ بھی جو میرا تابع (تام) ہے (یعنی مہدی موعودؑ) اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

احکامِ ولایت

〈ازل سے فرض تھے ابد تک فرض رہینگے〉

مولف

سیدعبدالقادرمجاہد

(نبیرہ سلطان الواعظین حضرت سیدعیسیٰ حاجی میاںؒ)

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ﴾

نام کتاب	:	**احکامِ ولایت**
مولف	:	**سیدعبدالقادر مجاہد**
سن اشاعت	:	ماہ شوال، ۱۴۳۷ھ م جولائی ۲۰۱۶ء
تعداد	:	۱۰۰۰
صفحات	:	۲۱۶
قیمت	:	100 -/-
ناشر	:	وائی۔ایس۔یم ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائیٹی

کتاب ملنے کا پتہ

(۱) بمکان مصنف: 16-4-748/1 نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔
سیل نمبر۔ 9296509096۔9010702398

(۲) بمکان حضرت پیرو مرشد سید علی مرتضٰی فراز مجتہدی صاحب۔ مشیرآباد، حیدرآباد
سیل نمبر۔ 9949113612

(۳) SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد سیل نمبر 9959912642

احکامِ ولایت

نمبر	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
۱	**تقریظ** حضرت پیرومرشد مولانا سید دلاور میاں صاحب مخصوصی (اہل اپل گوڑہ)	۴
۲	**تقریظ** حضرت پیرومرشد سید مصطفٰی مبارک یداللّٰہی میاں صاحب (اہل بڑودہ)	۷
۳	**تقریظ** حضرت پیرومرشد سید علی مرتضٰی فراز مجتہدی صاحب	۹
۴	**عرض حال** جناب سید عبدالقادر مجاؔہد صاحب	۱۳
۵	**منقبت** محبِّ قوم جناب محمد نعمت اللہ خاں صوفی	۱۷
۶	ترک حبِّ دنیا	۱۹
۷	ہجرت از وطن	۵۰
۸	صحبتِ صادقاں	۸۳
۹	عزلت از خلق	۱۰۷
۱۰	ذکر اللہ فرض عین ہے	۱۲۶
۱۱	توکل علی اللہ	۱۴۹
۱۲	طلب دیدارِ خدا	۱۷۳
۱۳	عُشر	۱۹۸
۱۴	**صدیق اکبر ولایت ثانی مہدیؑ کی شان میں چند منتخب اشعار**	۲۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت پیرو مرشد مولانا سید دلاور میاں صاحب مخصوصی (اہل اپل گوڑہ)

(صدر مجلس علمائے مهدویه هند)

محترم قارئین کرام

موجودہ تاریکی کے دور میں ناول، افسانے اور بے سروپا داستانوں کے علاوہ وھابیت، بے دینیت، بدعقیدگی اور جدید نظریات کے رسائل و کتب اپنی کارستانیاں دکھا رہے ہیں ان حالات میں قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے نچوڑ تعلیمات جسکو احکام ولایت کہا جاتا کی خدمت ایک عظیم سعادت ہے اس کام کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دینا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ ۔

احکام ولایت کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث شریف کی روشنی میں بخوبی لگایا جاسکتا ہے جسکو تفسیر روح البیان جلد۳ صفحہ ۱۸۰ پر درج کیا گیا ہے۔ ’’ **فـا ورثـنـی علـوم الاولـیـن و الاخـریـن و عـلـمـنی ما شئی فعلم اخذ عهداً علی کتمه وهوعلم لا یقدر حمله غیـری و علم خیّر نی فیه وعلم امرنی بتبلیغه الی الخاص والعام من امة** ‘‘ ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین وآخرین کے علوم کا وارث بنایا اور مجھے چند قسم کے علوم عطا فرمائے ایک وہ کہ خدا نے ان کو چھپانے کا مجھ سے عہد لیا اور یہ وہ علوم تھے کہ جن کے اٹھانے کی طاقت میرے سوائے کسی میں نہیں تھی (سوائے مہدی موعودؑ کے جس کو خضرؑ کے ذریعہ بار امانت کے طور پر مہدی موعودؑ کو پہنچائی گئی تھی) اور ایک وہ علوم ہیں جن کے بتانے اور چھپانے کے بارے میں خدا نے مجھے اختیار دیا تھا۔ اور ایک وہ علوم ہیں جس کے بارے میں خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں

ان کو اپنی امت کے ہر خاص و عام تک پہنچادوں۔اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ احکام ولایت کی عظمت و بلندی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، امامنا مہدی موعود علیہ السلام سے کسی نے احکام شریعت کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپؑ نے فرمایا: شریعت کے احکام بھائیوں نے بتادئے ہیں (یعنی ائمہ اربعہ) وہ احکام جو ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں بندہ سے پوچھو؟ مہدی موعود علیہ السلام نے تمام احکامِ ولایت جو خاص ولایت محمدیہؐ سے تعلق رکھتے تھے وہ سب بتائے۔جسکی تفصیل موجودہ کتاب جو جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب نے تحریر فرمائی ہے ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔حدیث شریف میں جن علوم کو چھپانے کا حکم دیا گیا تھا وہی علوم مہدی موعود علیہ السلام نے عام کئے جو آپؑ کا خاصہ تھا، جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تعلیم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بھی نہیں دی تھی جس کا ثبوت صاحب تفسیر تاویلات کے بیان سے ہوتا ہے۔ **''الم ذالک الکتاب الموعود ای صورۃ الکل المومی الیہ بکتاب الجفر والجامعۃ المشتملۃ علیٰ کل شئی الموعود بانہ یکون مع المھدی فی آخرالزمان کما ھو با لحقیقۃ الا ھو الخ''** ترجمہ: الم ذالک الکتاب یعنی وہ کتاب جس کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی طرف کتاب جفر و جامعہ کا اشارہ کیا گیا ہے جو ہر موعود شئی پر مشتمل ہے اس طرح کہ آخر زمانے میں وہ مھدیؑ کے ساتھ ہوگی جس کو ان کے سوائے کوئی نہیں پڑھے گا جیسی کہ وہ حقیقت میں ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کی حقیقت جس طرح مہدی موعود علیہ السلام اور اصحابِ مہدی موعود علیہ السلام پر ظاہر ہوگی وہ کسی اور پر ظاہر نہ ہوگی اسی لئے حدیث مذکورہ میں جس علم کو چھپانے کا رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا وہی علم مہدی موعود علیہ السلام سے ظاہر ہونا تھا چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی روایت کردہ اس حدیث شریف سے ہوتی انہوں نے اپنی کتاب عوارف المعارف میں ابن مسعودؓ کے سلسلہ اسناد سے

روایت کیا ہے'' **ما من اٰیۃ الاولھا قوم یعلمون بھا** ''ترجمہ: ہر آیت کی حقیقی طور پر جاننے والی ایک خاص قوم ہے۔عوارف المعارف کی شرح تعارف میں اس روایت کی شرح میں لکھا ہے '' **یفھم من ذالک ان بعض المعانی لم یخطر ببال الصحابہ و یخطر فی قلوب بعض المشائخ سبماً من اصحاب المھدی انتھا** ''ترجمہ:اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض معانی ومطالب کا صحابہؓ کے قلوب میں بھی خیال نہیں گذرا تھا اور وہ معانی بعض مشائقین خصوصاً اصحاب مہدی موعود علیہ السلام کے قلوب میں منکشف ہوں گے۔اس سے صاف وصریح ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ کا جس علم کو اللہ تعالیٰ نے چھپانے کا حکم فرمایا تھا وہی علم تھا جو بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام بطور امانت کے جو رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہوا تھا مہدی موعود علیہ السلام کو پہنچایا گیا اور وہی علم کی دعوت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانے میں عام ہونا تھا اور عام ہوئی اس سے احکام ولایت کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ملاعبدالقادر بدایونی نے مہدی موعود علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں یہ لکھا ہے''امیر سید محمد جونپوری کی ولایت ان کی جلالت بزرگی اور اعمال میں کلام نہیں ہے۔

زیرِنظر کتاب احکام ولایت جس کو جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب فرزند حضرت سید نصرت صاحبؒ نبیرہ حضرت مولانا سلطان الواعظین سید عیسیٰ حاجی میاں صاحب قبلہ نوّراللہ مرقدہ' نے ترتیب فرمائی ہے جسکو فقیر نے سرسری مطالعہ کیا ہے لاجواب کتاب ہے یقیناً ایسی کتاب کی موجودہ حالات میں ضرورت تھی جس میں تمام احکامِ ولایت کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی جو قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو کو اس کارخیر کا اجر عطا فرمائے اور یہ کتاب ہر عام وخاص میں مقبول ہوجائے۔آمین۔

فقیر سید دلاور مخصوصی (اہل اپل گوڑہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت پیر و مرشد مولانا سید مصطفےٰ مبارک میاں صاحب ید اللّٰہی

(اہل بڑودہ، گجرات)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دورِ نبوت میں جو شرعی احکام فرض فرمائے تھے وہ سب ہی فرائض خاص و عام کیلئے تھے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرائض ولایت کی تعلیم بھی عطا کی تھی جو صرف خاص صحابہ کیلئے تھی جو اس کے متحمل تھے، احکام نبوت و احکام ولایت کے فرض ہونے کا ثبوت قرآن مجید، احادیث نبوی اور فرامینِ مہدی موعود علیہ السلام میں موجود ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کے جو فرائضِ ولایت حضور اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے عام نہیں فرمائے تھے، اس کو عام کرنے کی ذمّہ داری مہدی موعود علیہ السلام کی تھی جس کو مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عام فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور اور مہدی موعود علیہ السلام کے دور کے درمیانی حصّے میں کئی پاکانِ خدا (یعنی اولیاء اللہ) نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے ایسی ایسی تکالیف اُٹھائی، ایسی ایسی مشخت کی جس کے بارے میں مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا بھائیوں نے نزدیک کا راستہ چھوڑ کر دور کا راستہ اپنایا تب جا کر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور ہم مہدویوں پر اللہ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں مہدی موعود علیہ السلام کی قوم میں پیدا فرمایا اور تصدیق سے بھی مشرف کیا، ایسی لاثانی نعمت عطا کرنے پر ہم کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور مہدی موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے احکامِ ولایت پر چلتے ہوئے آسانی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی چاہئے تاکہ اسی دارِ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو سکے، مگر المیہ یہ ہے کہ ہم دنیا کی محبت میں دنیوی عیش و عشرت میں ایسے ملوث ہو چکے ہیں کہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی نکل نہیں پا رہے، اللہ تعالیٰ سے حقیر بندہ دعا کرتا ہے کہ جو کوئی بھی جناب سید عبدالقادر مجاؔہد صاحب کی لکھی ہوئی انوکھی تصنیف ''**احکام ولایت**'' کا مطالعہ کریں انہیں اللہ کی ایسی عطا ہو، کہ وہ تمام احکام پر صد

فیصد عمل کرنے کی جستجو میں لگ جائیں اور مہدی موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے اپنی اور اپنے گھر والوں کی آخرت سنوارنے میں کامیاب ہو جائیں۔

برادرم جناب سید عبدالقادر مجاہد میاں صاحب فرزند حضرت سید نصرت میاں صاحبؒ نبیرہ حضرت مولانا سلطان الواعظین سید عیسیٰ حاجی میاں صاحب قبلہ نوّراللہ مرقدہٗ سجادہ دائرہ چنچل گوڑہ، اور نواسے حضرت سید محمود میاں صاحب سکندرآبادی قبلہ نوّراللہ مرقدہ' کو بندہ عرصہ دراز سے جانتا ہے موصوف کی علمی قابلیت جو کہ آپ کو ورثہ میں ملی اُس کا قائل ہے اتنی کم عمری ہی میں اللہ تعالیٰ نے مجاہد میاں صاحب کو دین کی اتنی سمجھ عطا کی۔ جس کی بنا پر ابھی تک جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب چار کتابیں تحریر فرما چکے ہیں، جو ہر خاص وعام میں مقبول ہو چکی ہیں۔

(۱) سیرت جانشین خاتم ولایت محمدیہ صدیق اکبر حضرت بندگیمیراں سید محمود ثانی مہدیؓ

(۲) سیرت شہزادہ خاتم ولایت محمدیؑ حضرت بندگیمیراں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

(۳) مبارک راتیں (شب معراج، شب برأت، شب قدر)

(۴) سیرت سیدینؓ

''احکام ولایت'' مجاہد میاں کی پانچویں (۵) کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے، ایسی لاجواب کتاب کی موجودہ دور میں اشد ضرورت تھی جو کہ بہت ہی تحقیق کے بعد ترتیب دی گئی ہے۔ برادرم مجاہد میاں کا تحریر کا انداز بالکل انوٹھا ہے جو کہ ہر خاص وعام قاری کی سمجھ میں آسانی سے آجاتا ہے ہے یقیناً ایسی کتاب کی اشاعت جس میں تمام احکام ولایت کو ایک جگہ جمع کرنے کی سعی کی گئی، قابل تعریف ہے۔فقیر قارئین سے التجاء کرتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برادرم جناب سید عبدالقادر مجاہد میاں صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے جو کہ ایسے مصروف ترین دور میں بھی دین مہدی کی اشاعت کیلئے اپنا قیمتی وقت قوم کیلئے وقف کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دوسرے کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی ہر عام وخاص میں مقبولیت عطا ہو۔آمین۔

حقیر فقیر سید مصطفےٰ مبارک ید اللّٰہی (اہل بڑودہ، گجرات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

پیرومرشد حضرت سید علی مرتضٰی فراز میاں صاحب مجتہدی

(جانشین سلسلہ حضرت بندگی میراں شاہ قاسمؓ مجتہدہ گروہ مہدویہ)

مہدی موعود علیہ السلام کے فرمودات کو پڑھنے کے بعد ہر کس و ناکس کو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ تمام تر مذاہب کا نچوڑ فرامینِ مہدی موعودؑ میں موجود ہے۔ غیر مقلدین کی تعلیمات میں اُن کے علماء نیک کام کرنے والوں کیلئے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور گناہ کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ مگر **مہدی موعود علیہ السلام** نے یہ تعلیمات ساری دنیا تک پہنچائی ہیکہ جنت کہ کو پانے یا دوزخ سے بچنے کیلئے عبادت کرنے کے بجائے جنت والے کو پانے کیلئے عبادت کریں۔ اگر ہم ساری کائنات کے خالق کو راضی کرنے کی جستجو میں لگ جائیں اور اُس کو پالیں اُس کا دیدار دنیا ہی میں کرلیں تو ہمارا جینا اور مرنا کامیاب ہو جائیگا۔ **مہدی موعود علیہ السلام** کی یہ تعلیم صرف اور صرف ہماری قوم میں ہی نمایاں طور پر نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کچھ بھی احکامات فرمائیں ہیں وہ صرف **مہدی موعود علیہ السلام** کے پیروکار ہی مانتے ہیں اور اُس پر عمل بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غیر قوم والے یا دوسرے مسلکوں کے ماننے والے صرف کچھ ہی فرائض کو مانتے ہیں اور اُسی پر عمل کرتے ہیں۔ **احکامِ ولایت** کے زیادہ تر احکامات کو اکثر و بیشتر مسلمان نہیں مانتے اور نا ہی اُس پر عمل کرتے ہیں، ہماری قوم میں **احکامِ ولایت** کو مانتے تو سب ہی ہیں مگر عمل سب لوگ نہیں کر پاتے، جو لوگ **احکامِ ولایت** پر سچّے دل سے عمل کرتے ہیں یقیناً انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔

جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے کاموں کیلئے چن لیا ہے

اتنی کم عمری ہی میں موصوف قومِ مہدویہ کیلئے پانچ (۵) کتابیں لکھ چکے ہیں جس کے پڑھنے کے بعد ایمان کو ایک نئی جلا ملتی ہے اور دل کو سکون محسوس ہوتا ہے، موصوف کی خاصیت یہ ہے کہ مضمون میں تسلسُل برقرار رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور قاری کو باندھ کر رکھنے کا ہنر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ آپ نجیبُ الطرفین ہیں آپ کے دادا **سلطان الواعظین حضرت سید عیسیٰ حاجی میاں صاحب**ؒ (سجادہ دائرہ چنچل گوڑہ) اپنے دور کے جید مشائقین میں سے تھے آپ کے وعظ و بیان کو سننے کیلئے سینکڑوں لوگ جمع ہوتے تھے حضرتؒ کے شاگردوں میں بڑے بڑے علماء و مشائقین شامل تھے۔ اسی طرح جناب **سید عبدالقادر مجاہد صاحب** کے پڑ نانا **حضرت مولانا سید ولی اشرفیؒ سکندر آبادی** بھی اپنے دور کے جید عالمِ دین ومشائخوں میں سے ایک تھے، **حضرت نے سوانح مہدی موعودؑ** کی تالیف کی ہے اور بھی کتابیں لکھی ہیں اور بعض فارسی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ **حضرت ولیؒ سکندر آبادی** کے فرزند و جانشین پیر و مرشد **حضرت سید محمود اشرفی سکندر آبادی صاحب**ؒ جو کہ **جناب مجاہد صاحب** کے حقیقی نانا ہوتے ہیں اپنے دور کے باعمل مرشدِ تھے **جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب** علمی اور باعمل گھرانوں کے چشم و چراغ ہیں اسی لئے موصوف کے قلم میں اللہ تعالیٰ نے اثر عطا فرمایا ہے آپ جو بھی لکھتے ہیں وہ دل میں اُتر جاتا ہے، آپ کے مضامین بڑے ہی معلوماتی اور سبق آموز ہوتے ہیں جو ماہنامہ نور ولایت میں اکثر و بیشتر چھپتے ہیں۔

احکامِ ولایت کے نام سے **جناب مجاہد صاحب** نے جو کتاب لکھی ہے وہ نہایت تحقیقی و توصیفی کتاب ہے اُس کو پڑھنے کے بعد **فقیر** کے آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے، فقیر عاقبت کے ڈر سے رونے لگا، **مہدی موعود علیہ السلام** نے جو تعلیمات دی ہیں اگر اُس پر **فقیر** عمل پیرا نہیں ہو سکا تو پھر **فقیر** کا کیا ہوگا؟ پھر **فقیر** کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اگر بندہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو وہ بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرمائیگا، **حضور پر نور**ﷺ کی شفاعت کی قوی اُمید، **مہدی موعود علیہ السلام** کی

نسبت فقیر کے سامنے آگئیں۔ **اللہ تعالیٰ** چاہتا تو اُس کے کروڑ ھا کروڑ بندے جو کہ **اللہ** کونہیں ماننتے ،نبیوں کونہیں مانتے ،رسولوں کونہیں مانتے **حضور پر نور** ﷺ کونہیں مانتے ایسے کسی گھرانے میں بھی بندہ کو پیدا کرسکتا تھا مگر پروردگار کا فقیر پر یہ احسان ہے کے اُس نے نہ صرف ایک مسلمان کے گھر پیدا فرمایا بلکہ **مصدق مہدی موعود علیہ السلام** کے گھر میں پیدا کیا اور بندہ سے **مہدی موعود علیہ السلام** کی تصدیق بھی کروائی بھلا اتنا کرم کرنے کے بعد میرا مولیٰ کیا فقیر کو یوں ہی ضائع کر دیگا!! بالکل نہیں۔ خیر **فقیر** کے مطالعہ کے حساب سے **موصوف** کی لکھی ہوئی کتاب **احکامِ ولایت** بہت ہی معلوماتی ہے جس سے ہر کوئی رہنمائی حاصل کرسکتا ہے جس میں موصوف نے کتاب کے ہر مضمون کے ساتھ انصاف کیا ہے کتاب میں قرآنی آیات، احادیثِ نبویؐ ،فرموداتِ مہدی موعودؑ اور بزرگانِ دین کے حکایات واقوال موجود ہیں، اس کتاب کا خاصہّ ہے کہ قاری کو **احکامِ ولایت** کے تمام رموز ایک ہی کتاب میں پڑھنے میں آسانی ہوگی۔

فقیر کی طرح **مجاہد میاں صاحب** بھی صدیقِ اکبر، اول میراں، جانشین خاتم ولایت **حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ** کے بہت ہی بڑے عاشق ہیں۔ فقیر اپنی دانست میں پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ جو کوئی بھی **بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ** کا سچا عاشق اور شیدائی ہوگا وہ ہی **ثانی مہدیؓ** کی عظمت اور مقام کو جان سکے گا اور ثانی مہدی کی دور اندیشی، سمجھ بوجھ، حکمت کا شیدا ہو جائیگا کیونکہ **صدیقِ اکبر** ہی کی کاوشوں سے دائروں کا نظام قائم رہا۔ **مہدی موعود علیہ السلام** کے دور میں صرف ایک ہی دائرہ ہوا کرتا تھا، جب بھی اور جہاں بھی **مہدی موعودؑ** کو اللہ کا حکم ہوتا، وہیں دائرہ قائم کیا جاتا، وہیں پر تمام مہاجرین اللہ تعالیٰ کے اگلے حکم تک ایک ساتھ رہا کرتے تھے، مگر **ثانی مہدیؓ** کے دور میں اللہ کا کوئی حکم نہیں ہوتا تھا کہ تبلیغ کیلئے دوسرے مقامات پر ہجرت کرو، یہ تو **ثانی مہدیؓ** کی حکمت ودانشمندی تھی کہ تبلیغ دینِ مہدیؑ کی خاطر تقریباً تمام تر مہاجرین کو الگ الگ دائرہ قائم کرنے کیلئے منوالیے اور آپؓ ہی کی سعی کی بناء پر ملک کے کونے کونے میں دائرہ قائم کئے

گئے اور **دینِ مہدی** کی تبلیغ زور و شور سے ہر سُو ہونے لگی اور ہر کوئی **احکامِ ولایت** جو کہ **مہدی موعودؑ** کے فرمودات ہے عمل کرنے لگا۔

اولادِ مہدی میں زیادہ تر **حضرات بندگمیاںؓ** کے عاشق ہیں ہر وقت اُن کی زبان پر **یا بندگمیاںؓ** رہتا ہے یہ وہی سچّے عاشق **ثانی مہدیؓ** ہیں جو بندگمیاںؓ سے اتنی محبت، عقیدت اور اُن کی عظمت رکھتے ہیں۔ کیونکہ بندگمیاںؓ نے **ثانی مہدیؓ** کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جو کوششیں کی تھیں جو دورانِ سفر خدمت کر کے آرام پہنچایا تھا تاریخ میں اُسکی نظیر نہیں ملتی۔ دونوں **سیدینؓ** کی آپس میں جو محبت تھی وہ تحریر میں نہیں لائی جاسکتی۔ جو کوئی **صدیقِ اکبر** کا عاشق ہوگا اُس کی زبان پر یابندگمیاںؓ ہوگا اور جو کوئی عاشقِ **بندگمیاںؓ** ہوگا اُس کی زبان پر ہر وقت **یا ثانی مہدیؓ** ہوگا۔

تصنیف **احکامِ ولایت** کی اشاعت سے **فقیر** کو بے انتہا مسرت ہورہی ہے اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی خوشی ہورہی ہے کہ **قومِ مہدویہ** کے کتب خانہ میں ایک بہترین کتاب کا اضافہ ہورہا ہے۔ **کحل الجواہر** جیسی بے مثال کتاب کے مقابلہ کی تو کوئی کتاب ابھی تک نہیں آئی مگر **مقدمہ سراج الابصار** کے بعد ایک معیاری کتاب پڑھنے کا انتظار اس کتاب کی اشاعت سے پورا ہوا۔ **اللہ تعالیٰ** سے دعا ہے کہ جناب **سید عبدالقادر مجاہد صاحب** کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرفِ مقبولیت عطا ہو اور ہر خاص و عام کی پسندیدہ کتابوں کی فہرست میں شامل ہو اور اس کتاب کے **مصنف** کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا کرے اور اپنے دیدار سے سرفراز کرے، آمین

فقیر سید علی مرتضیٰ فراز مہدوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

از:- محبِّ قوم محمد نعمت اللہ خاں صوفیؒ

(صدر ادارہ تنظیمِ مہدویہ)

اِلٰہی دے قلم کو وہ روانی
کہ دریا شرم سے ہو پانی پانی

جومضمون باندھوں وہ بندش میں آجائے
سمندر میرے کوزے میں سماجائے

رسا تیرے کرم سے نارسا ہو
یہ قطرہ وہ ہو جو بحر آشنا ہو

زمینِ شعر میں ہو وہ بلندی
فلک بھولے خیالِ خود پسندی

ہوا کو باندھ کر کسَ کر گرہ دوں
وہی موزوں ہو جو کچھ بات کہہ دوں

اُجالا ذہن و دل میں چار سُو ہو
تیرے فیض و کرم سے آبرو ہو

یہ احکامِ ولایت کا مجلّہ
مکمل ہے عبادت کا مجلّہ

اسے جو بھی پڑھے حق آشنا ہو
عقیدت مند کا دل آئینہ ہو

دلوں پر عارفانہ در کھلیں گے
تصوّف کے ہزاروں گھر کھلیں گے

اسے پڑھے تو دل ہوجائے گا پاک
ہو اُسکو سرِّ یزدانی کا ادراک

کہ جسمیں بھید قدرت کا سمایا
اُس کو عبدالقادر نے بتایا

عجب نسبت ہے بندہ اور خدا کی
حقیقت کھول دی سرِّ انا کی

لکھی ہیں باطن و ظاہر کی باتیں
کہی ہیں اوّل و آخر کی باتیں

ہوئی وحدت جو کثرت میں نمودار اُسی کا کردیا حضرت نے اظہار
اسے دل کی زباں سے گر پڑھوگے صدائے غیب کانوں سے سنوگے
تجلّی کے کئی منظر کھلیں گے خدا کی دید کے جوہر کھلیں گے
ہیں اسمیں ترکِ دنیا کے فوائد ہیں اسمیں درج نورانی قواعِد
ہے اسمیں صحبتِ صادق کا عقدہ ملے گا ذکر ' اللہ کا ہر جا
وطن سے ہجرتوں کی ہے ہدایت ہے اسمیں توکل کی فضیلت
ہیں اسمیں خلق سے عزلت کی باتیں عشر پر گفتگو نسبت کی باتیں

ہر اک خطبے میں دریا سا رواں ہے
بہت ہی سہل اندازِ بیاں ہے
ہے صوفیؔ کی گزارش آپ سب سے
اسے پڑھیئے عقیدت سے ادب سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترکِ حبِّ دنیا

آیت: وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (اٰل عمران. ۱۸۵)

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔ (اٰل عمران. ۱۸۵)

اسلام نے ہر حالت میں اعتدال پر زور دیا ہے اور افراط و تفریط سے منع فرمایا ہے خواہ وہ عبادات سے متعلق امور ہوں یا معاملات سے یہ ایک نسخہ کیمیاء ہے جس کی مثال کسی دوسری شریعت یا دین میں نہیں ملتی۔ اسی لئے ہماری قوم کے تارکِ دنیا حضرات ہو یا کاسب جو کم سے کم دونوں وقت (صبح و شام) کی حفاظت کرتے ہیں یعنی خدا کی یاد میں، ذکر میں مستغرق رہتے ہیں اُن کے بارے میں حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے "**لا تطرد الذین یدعون ربھم با لغداۃ و العشی**" ترجمہ: تم ان لوگوں کو دور نہ کرنا جو صبح و شام خدا کو پکارتے ہیں اور ایک مقام پر اللہ نے فرمایا۔" **واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم با لغداۃ والعشی**" ترجمہ: اور صبر کر اپنے نفس کو روک رکھ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں اور اس کی یاد میں رہتے ہیں۔ یہ آیات تو اصحابِ صفہ کی شان میں نازل ہوئی تھی جو اللہ کی یاد اور عبادت کے سوائے کوئی کام (کسب) یا تجارت نہیں کرتے تھے یعنی تارک دنیا تھے۔ پس جو کوئی آج بھی اُسی طریقہ پر چلتے ہوئے سوائے عبادت الٰہی کے کوئی (کسب) کام، تجارت نہیں کریگا یعنی ترک دنیا کر کہ اللہ پر توکل کریگا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ دیگا (یعنی بھیجے گا) وہی کھائے گا ورنہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرتے ہوئے اپنی زندگی احکامِ ولایت پر چلتے ہوئے گذاریگا وہی سچا فقیر کہلانے کا مستحق ہوگا اور ان مذکورہ آیات کا

مصداق قرار پائے گا۔ مقامِ ترکِ حُبِّ دنیا ہی سب سے اعلیٰ و افضل مقام ہے، اس مقام پر جس کا قدم جس قدر جما رہیگا اسی قدر اس کا درجہ بھی بلند ہوگا، اور جو مقامِ ترک سے دوری اختیار کرتا جائیگا وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جائیگا، آخرکار وہ مقامِ انسانیت سے بھی گر جائیگا۔ دنیا کے حلال پر تو محاسبہ ہے اور حرام پر عذاب ہے یعنی دونوں سورتوں میں بچنا ناممکن ہے۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ ہمارے بزرگوں کے راستے پر چلتے ہوئے جتنی جلدی ہو سکے دنیا ترک کر کہ اللہ کی عبادت و ریاضت میں اپنے آپ کو وقف کر دیں تاکہ طیب رزق عطا ہو۔ ترکِ حبِّ دنیا کا معنی و مفہوم حُبِّ الٰہی ہے یعنی دنیا کا ارادہ نہ کرنا، اس کو پسند نہ کرنا، آخرت پر دنیا کو ترجیح نہ دینا، دنیا سے محبت نہ رکھنا، اس پر غرور نہ کرنا، اس سے مطمئن نہ ہونا، اور نہ ہی دنیا کے مقابلہ میں آخرت کا سودا کرنا یہ سب ہی ترک حبِّ دنیا کے جزیات ہیں ''ما سوی اللہ کا نام دنیا ہے تو ترک ما سوی اللہ ترک دنیا ہے'' (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت اُس کی عبادت کے سوائے کچھ بھی کرنا حبِّ دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اُس کی عبادت کیلئے سب کچھ چھوڑ دینا ترک حبِّ دنیا ہے)۔ ترک دنیا کا ایک مفہوم ایثارِ نفس بھی ہے۔ ایثار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس چیز کی تم کو ضرورت نہیں ہے وہ کسی کو دے دیں بلکہ ایثار وہ ہے جس چیز کی تم کو ضرورت ہو وہ دوسروں کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دے دیں۔ تمام تر عبادتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے ہے۔ اکثر غیر قوم (غیر مسلم ہو یا غیر مہدوی) لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ترک دنیا کرنے کے بعد فطری خواہشات کو بھی ترک کرنا ہوگا۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ تارک دنیا اپنے فطری تقاضہ شرعیت کے دائرہ میں رہ کر پورا کر سکتا ہے، ترک دنیا میں تو صرف نفسانی خواہشات کو ترک کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے اور بندہ یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ شائد ہی کوئی مذہب ہو جو انسانوں کو فطری تقاضوں سے روکتا ہوگا اور نفسانی خواہشات کے احترام کا درس دیتا ہوگا۔ ترک دنیا دراصل بندہ کا اللہ کی طرف پہلا

قدم ہے، ترک دنیا کئے بغیر قربِ الٰہی اور دیدارِ الٰہی ممکن نہیں ہے۔اب آپ کے سامنے چند قرآنی آیات پیش کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے طالبِ دنیا کے بارے میں کیا وعیدیں فرمائی ہیں اور تارک دنیا کیلئے کن کن انعامات سے نوازے جانے کی خوشخبری دی ہے۔

آیت: فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ.

ترجمہ: بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو دنیا ہی میں دیدے، تو ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔(بقرۃ. ۲۰۰)

آیت: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى، وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا.

ترجمہ: اے پیغمبر (ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگار کے لئے بہتر ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔(نساء.۷۷)

آیت: وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا.

ترجمہ: اور ان کو آپ (محمدؐ) چھوڑ دیجئے جن لوگوں نے دین کو کھیل تماشہ بنا لیا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔(سورۃ الانعام۔۷۰)

آیت: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ.(شوریٰ. ۲۰)

ترجمہ: جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہے تو ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہے اس کو ہم اس میں سے دیں گے اور اسکا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔

آیت: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ.(سورۃ ھود۔۱۵)

ترجمہ: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے طالب ہیں تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں

ہی پورا بھگتا دیں گے۔ اوراس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔(سورۃ ھود۔۱۵)

آیت: اَلَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ.(ابراھیم.۳)

ترجمہ: جولوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اوراس میں ٹیڑھا پن تلاش کرتے ہیں ایسے لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

آیت: وَمَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ.(عنکبوت.۶۴)

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا (مقام) تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ لوگ سمجھتے(عنکبوت.۶۴)

آیت: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ٝ وَ لَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ.(فاطر.۵)

ترجمہ: اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور فریب دینے والا (شیطان) تم کو فریب نہ دے۔(فاطر.۵)

آیت: وَ اِنۡ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ الۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ.

ترجمہ: اور یہ سب چیزیں (ناپائیدار) دنیا کی زندگی کا ساز وسامان ہے۔ اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کیلئے ہے۔(زخرف.۳۵)

آیت: بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا. وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی.(سورۃ اعلیٰ ۱۶۔۱۷)

ترجمہ: بلکہ تم لوگ دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور پائندہ تر ہے۔

قرآن مجید میں مذکورہ قرآنی آیات کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جس میں ترک دنیا

کوفرض قرار دیا گیا ہے مگر مضمون کے طوالت کے خوف سے صرف چند آیات کی نشاندہی کی جارہی ہے جو قرآن مجید کے مختلف سورتوں میں آئی ہیں جو ترک دنیا کے فرض ہونے اور طالب دنیا کے خلاف وعید کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔

(۱)سورۃ بقرۃ۔۸۶،۲۱۲ (۲)سورۃ آل عمران۔۱۴ (۳)سورۃ اعراف۔ ۵۱ (۴)سورۃ انفال۔۲۸ (۵)سورۃ یونس۔۸،۷ (۶)سورۃ بنی اسرائیل۔۲۱،۲۰،۱۹،۱۸ (۷)سورۃ کھف ۔۴۶ (۸)سورۃ روم۔۷ (۹)سورۃ قصص۔۶۰ (۱۰)سورۃ مؤمن۔۳۹ (۱۱)سورۃ شوریٰ ۔۳۶ (۱۲)سورۃ حدید۔۲۰ (۱۳)سورۃ نٰزعٰت۔۳۸،۳۹ (۱۴)سورۃ تغابن۔۱۵ (۱۵) سورۃ ھمزہ۔۱،۹ ۔وغیرہ

قرآنی آیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دنیا ہے اور ایک حیاتِ دنیا ہے اور ایک متاعِ حیاتِ دنیا ہے اور انہی تین چیزوں کا مجموعہ کا نام دنیا رکھ دیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا آیت سے قرآن کا یہ منشاء بالکل بھی نہیں ہے کہ انسان اپنی عورتوں، اپنے بچوں، اپنی کمائی ہوئی دولت، زیوارات، گھوڑوں، مویشیوں اور اپنے کھیت کھلیانوں سے نفرت کرنے لگے، بلکہ مذکورہ چیزوں کی محبت دل میں بت کی طرح نا بٹھائے اور اگر یہ سب چیزوں کی محبت اللہ، رسولؐ، مہدیؑ کی محبت پر غالب آجائے تو اس سے بڑھ کر ضلالت اور گمراہی اور کیا ہوسکتی ہے۔ ان سب ہی چیزوں سے تعلق رکھے مگر حسبِ ضرورت ہی، پس جب تک شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے ان سے مستفید ہوگے وہ مباح قرار دیا جائے گا لیکن یہی چیز جب محبوبیت، مقصدیت اور مخدومیت کا مقام حاصل کرلیں گی وہ حرام اور کفر کا باعث قرار پائیں گی۔ اقرآن کریم میں جابجا آخرت پر ہی زور دیا گیا ہے۔ دارِ دنیا کے مقابلے میں دارِ آخرت کو ترجیح دی گئی ہے اور ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے اس جانب دلالت کرتا ہے کہ دار دنیا میں رہ کر انسان کو اسی کا نہیں ہو جانا چاہیئے ، دنیا کا ہو جانا ہی دنیا داری ہے اور دنیا دار کافر کے زمرے میں آتا ہے لہذا دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا ہی نجات کا باعث اور عقلمندی ہے۔ جس شخص کیلئے دنیا ہی سب کچھ ہے اور وہ آخرت کا تصور تک بھی نہیں کرتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا ایسے شخص کو دنیا تو مل جائیگی مگر آخرت میں گھاٹے میں رہیگا اور یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہے کہ طالب دنیا کا ٹھکانہ سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہے ظاہر ہے جہنم کسی مومن کا تو ٹھکانہ ہو ہی نہیں سکتا تو ایسے میں طالبِ دنیا کو غور وخوص کرنا چاہیئے کہ وہ کس زمرے میں رہیگا۔ حضورا کرم ﷺ نے بھی دنیا کی محبت کو تمام گناہوں کا سر قرار دیا ہے جس نے دنیا کو ترک کر کہ فقر و فاقہ کا پیشہ اختیار کر لیا اس کو تمام گناہوں سے توبہ نصیب ہو گئی۔ حضورا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا دار کیلئے دنیا جنت ہے اور مومن کیلئے قید خانہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلا شبہ دنیا کو میں نے میرے دوستوں کیلئے قید خانہ بنا کر پیدا کیا اور میرے دشمنوں کے لئے جنت۔ دنیا دار لوگ قید خانہ کو ہی اپنا اصلی گھر سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے لئے دنیا ہی سب کچھ ہے ،اس کو پانے کیلئے ہر وہ کام کرنے کو تیار رہتے ہیں جو جہنم میں لے جانے والا ہے۔ اور جو لوگ آخرت کو ہی اپنا اصلی گھر سمجھتے ہیں اُن کیلئے یہ دنیا قید خانہ سے کم نہیں ہے اسی لئے وہ دنیا ترک کر کہ دنیا اور دنیا داروں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنا زیادہ تر وقت اللہ کی عبادت و ریاضت میں لگا دیتے ہیں ، ایسے ہی لوگوں کے نیک اعمال زندگی میں اور آخرت میں کام آئینگے۔ آیئے اب آپ کے سامنے چند احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں ترک دنیا کرنے کی اہمیت اور دنیا داری کی مذمت کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں: تم دنیا داری میں رغبت نہ کرو۔ (موطاء امام مالک)

حدیث: حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب بندہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اس کو دنیا سے ایسا ہی بچالیتا ہے جیسا کہ تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاتے ہو۔ (کنز العمال)

حدیث: حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے پس ترجیح تو باقی کو فانی پر۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: حضرت کعب بن عیاضؓ نے کہا میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر ایک امت کے لئے آزمائش ہے اور میری امت کے لئے مال آزمائش ہے۔ (ترمذی)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں ! خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس بات کی جس سے خوش ہو گے۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے فقر کا ڈر نہیں ہے لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہیں دنیا تم پر کشادہ نہ ہو جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی پھر تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے جیسے اگلے لوگوں نے حسد کیا تھا اور دنیا تم کو غافل کر دے گی (اللہ سے)، جیسا کہ اگلی امتوں کو غافل کر دی تھی۔ (بخاری)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پانی پر چلے تو کیا اس کے پیر پانی میں مبتلا نہیں ہونگے ؟ اسی طرح دنیا دار شخص بھی گناہوں سے نجات نہیں پا سکے گا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علاء بن عبدالرحمٰن سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے (ترمذی۔ مسلم)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بوجہ حلال دنیا کو طلب کرے تا کہ لوگوں

سے سوال کرنے سے بچ سکے اور اپنے اہل وعیال کو پالنے کی کوشش کر سکے اور پڑوسیوں کے ساتھ ہمدردی کر سکے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوگا۔ اور فرمایا دنیا دار گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں افضل تارک دنیا ہے۔ (کنز العمال)

حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ ﷺ نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے۔ اے اللہ آخرت کے عیش کے سوا کوئی دوسرا عیش نہیں، انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرمادے۔ (بخاری)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے سامنے دنیا اور آخرت پیش کی گئی ہو پس جس نے دنیا ترک کردی اور آخرت کو پکڑ لیا اس کے لئے تو جنت ہے اور جس نے دنیا پکڑ لی اور آخرت کو چھوڑ دیا اس کیلئے دوزخ ہے۔ (کنز العمال)

حدیث: عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا: حضرت رسول اللہ ﷺ نے میرے مونڈھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: اس دنیا میں تُو ایسا رہ گویا تو ایک اجنبی ہے یا مسافر ہے۔ (بخاری۔ ترمذی)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے۔ (مکاشفۃ القلوب۔ ۲۴۱)

حدیث: حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا دنیا کیا چیز ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا تمہارا نفس ہے یعنی تمہاری ہستی وخودی کا نام دنیا ہے، جب تم اس کو فنا کردو گے تو پھر تمہارے لئے دنیا نہیں ہے۔ (کنز العمال)

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم

کسی تارک الدنیا شخص کو دیکھو تو اس کے قریب ہو جاؤ اس لئے کہ اس کو حکمت دی جا رہی ہے۔

(ترغیب و ترہیب)

حدیث: ام المومنین بی بی عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کو اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کو چھوڑ دو (کنز العمال)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخرت کی تصدیق کرنے والے پر تعجب ہے کہ وہ دنیا کیلئے محنت کر رہا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب۔۲۴۲)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا کی محبت تمام خطاؤں کا سر ہے اور دنیا کی محبت کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ (کنز العمال)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حیاتِ دنیا غرور کی پونجی اور سرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عمار بن یسارؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نیکو کار اس دنیا میں ترک دنیا سے بڑھ کر کسی چیز سے مزین (مطمئن) نہ ہوئے۔

(ترغیب و ترہیب)

حدیث: حضور اکرم ﷺ کی کچھ احادیث کا مفہوم پیش خدمت ہے۔ حضور ﷺ نے ایک جہاد سے واپس ہوتے ہوئے اپنے صحابہ سے عرض کیا اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف پلٹ آئے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا جہاد اکبر کیا ہے؟ حضور نے فرمایا نفس سے لڑنا یعنی اپنے نفس کو فقر و فاقہ پر مجبور کرنا اور بلاؤں پر صبر کرنا وغیرہ۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک روز بی بی فاطمہؓ روٹی پکا کر لائیں اور آپ ﷺ کے روبرو رکھ کر عرض کی کہ میں روٹی پکائی تھی آپ ﷺ کیلئے بھی لائی ہوں میرے دل کو سکون نہیں ملتا جب تک کہ آپ ﷺ کو نہ کھلاؤں حضور ﷺ نے فرمایا: یہ پہلا کھانا ہے جو تین دن کے بعد تیرے باپ کے منہ میں جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دن عید کے

موقع پر اُم المومنین بی بی عائشہؓ نے حضور اکرمﷺ سے کہا یا رسول اللہﷺ آپ کو معلوم ہے آپؐ کے سب ہی بی بیوںؓ کے یہاں عید کے دن کچھ کھانے کو نہیں ہے رسول اللہﷺ بہت خوش ہوئے اور فرطِ خوشی سے سر مبارک ہلا کر کہا میری نعمت پوری ہوگئی اور میرا فقر کمال کو پہنچ گیا۔ عائشہؓ تم کیوں غمگین ہوتی ہو، بی بی عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں اس امر سے خوش ہوں (نافع المسلمین)

حضور اکرمﷺ کی سیرت کا ہر پہلو مہدی موعود علیہ السلام کی سیرت میں اور صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ کی سیرت میں اور تمام صحابہؓ کی سیرتوں میں نمایاں نظر آتا ہے، جس طرح حضورؐ نے تمام اختیارات رہنے کے باوجود فقر و فاقہ جیسی نعمت کو پسند فرمایا اسی طرح حضورؐ کی یہ سنت قوم مہدویہ کے ہر ایک سچّے مہدوی میں نظر آئیگی اگر یہ صفات کسی مہدوی میں نہیں ہے تو وہ مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرنے کہ باوجود بھی مہدوی نہیں ہے بلکہ موافق مہدی ہے، چاہے وہ تارک دنیا ہو یا کاسب۔ لہٰذا جو کوئی اپنے آپ کو مومن یا مہدوی کہلوانا چاہتا ہے تو اُس کیلئے ضروری ہے کہ وہ بلا و فقر کو اپنے لئے لازم کر لے کیونکہ محبت الٰہی کی شرط بلا ہے اور خاتمینؐ کی محبت کی علامت فقر و فاقہ ہے جو کوئی بھی خاتمینؐ کی کامل اتباع کرنا چاہتا ہے وہ بلائیں، تکالیف، پریشانیاں، بیماریاں، آزمائشیں، آفات و مصائب، فقر و فاقہ آئیں تو واویلا اور ماتم نہ کریں بلکہ خوش ہو کر اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہم کو بھی اللہ نے اس قابل سمجھا کہ رسولوں، نبیوں، ولیوں اور اللہ کے خاص بندوں کی فہرست میں شامل کر لیا اور ان آزمائشوں پر صبر کرتے ہوئے ثابت قدم رہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۵۔۱۵۷ میں فرماتا ہے کہ ''اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں گے اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں، ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے، انہیں

خوشخبری دے دو ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایت ہوں گی۔اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں''۔

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ ترک دنیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت پیدا کر دیتا ہے اور اس کی زبان کو اس حکمت کے ساتھ گویا کر دیتا ہے اور اس کو دنیا کے عیب اور اس کا مرض دیکھنے اور اس کا علاج کرنے کی قوت عنایت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا سے صحیح وسالم دارالسلام کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔(مشکوٰۃ)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت دنیا کی عظمت کرنے لگے گی اس سے اسلام کی ہیبت نکل جائے گی ،اللہ کی قسم مجھے تمہاری فقیری ومحتاجی کا خوف نہیں ہے لیکن تم پر دنیا کی کشائش ہو جانے کا خوف ہے کہ تم اس کی طرف راغب ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر دنیا کشادہ ہوگئی تھی اور وہ اس کی طرف راغب ہو گئے تھے پس تم کو بھی دنیا ہلاک کر دے گی جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کر دی تھی۔(بخاری، کنز العمال)

حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں: دنیا کو اہل دنیا کیلئے چھوڑ دو پس جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ دنیا کو لیا تو اس نے اپنی موت کو پکڑ لیا اور اس کو اس بات کا شعور نہ ہوگا اس نے کیا لیا ہے۔(کنز العمال)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا نہ محمد ﷺ کو چاہیے اور نہ آل محمد ﷺ کو درکار ہے۔(کنز العمال)

حدیث: حضور اکرم ﷺ کی بی بیاںؓ جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہیں کہ ہمیں پر تکلف لباس، چادریں اور مِقنعہ بنا دو۔تو ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اے نبی کہہ دو اپنی بی بیوںؓ سے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو متاع طلاق

دیدیتا ہوں اور چھوڑ دیتا ہوں تم کو اچھا چھوڑ نا (انصاف نامہ ۵۷) اسی طرح سے صدیقِ اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدیؑ کی زوجہ مکرم بی بی کد بانوؓ نے ایک روز بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے فرمایا کہ میراں سید محمودؓ سے کہو کہ چند سویت ہم کو زیادہ دیں۔ مہمانوں کی وجہ سے خرچ زیادہ ہوگیا ہے۔ میاں دلاورؓ نے حضرت ثانی مہدیؑ سے عرض کیا تو میراں سید محمودؓ آنکھوں میں پانی لائے اور فرمایا کہ میاں دلاورؓ آپ از خود نہیں کہتے ہو، کسی کے کہنے پر کہتے ہو۔ بی بی کد بانوؓ اس بندہ کے پاس دنیا کی چیز طلب کرتی ہیں' کہو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس بندہ کو دس سویتیں عطا فرمائیں تھیں وہی کافی ہیں، بعد ازاں آپؑ کو چند فرزند ہوئے تب بھی صدیق اکبر میراں سید محمودؓ نے دس سے زیادہ سویتیں نہیں لیں۔ (انصاف نامہ۔۱۹۸' ۱۹۷)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں کسی بلند ٹیلے والی آبادی سے تشریف لا رہے تھے، جب وہ بازار سے گذر رہے تھے اور لوگ بھی (یعنی صحابہؓ) آپ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے ایک بھیڑ کا بچہ دیکھا جو چھوٹے کان والا تھا اور مرا پڑا تھا آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں کون ایک درہم میں اس کو لیتا ہے؟ لوگوں نے (صحابہؓ نے) کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو ایک دمڑی میں میں بھی اسکو لینا نہیں چاہیں گے پھر اس کو لیکر آخر ہم کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے پاس اس بکری کے بچّہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسا کہ یہ مردہ بکری کا بچّہ تمہارے نزدیک ذلیل ہے۔ (مسلم)

حضورِ اکرم ﷺ نے دنیا کی محبت کو کبیرہ گناہ فرمایا ہے اور دنیا دار کو ملعون فرمایا ہے اور تارک الدنیا کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اصلی فقیر تو وہ ہوتا ہے جس کو فقر و فاقہ محتاجی، آزمائش کے وقت سکون محسوس ہوتا ہے، اگر چہ وہ کئی دن سے بھوکا ہو اور اللہ کچھ بھیج دے تو اُس کو بھی وہ ایثار کر دیتا ہے اور فقر و فاقہ میں ہی خوشی محسوس کرتا ہے، ایسے اللہ والے فقراء آج بھی

ہماری قوم میں موجود ہیں۔اور یہ بات افسوس کے ساتھ لکھنا پڑھ رہا ہے کہ ہماری قوم میں بعض ایسے بھی فقراء ہیں جو صرف نام کے واسطے دنیا ترک کئے ہیں اُن کو یہ بھی نہیں معلوم کے دنیا ترک کرنا کس کو کہتے ہیں تارک الدنیا کے صبح وشام کیسے گذرنے چاہئے، کیا کرنا چاہئے، کیا نہیں کرنا چاہئے، کہاں جانا چاہئے، کہاں نہیں جانا چاہئے وغیرہ وغیرہ ایسے ہی فقراء کی وجہ سے سچّے اور اچھے تارکِ دنیا بدنام ہورہے ہیں، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے، اُس کی معرفت پانے کیلئے، اُس کے دیدار کیلئے دنیا ترک کی ہے اُن کو یہ سب چیزوں سے کوئی فرق نہیں پڑھتا مگر اس سے ہماری قوم کی بدنامی ہوتی ہے اور منافقوں کی زبانیں کھلنے لگتی ہیں، ایسے ہی دنیا دار، تارکِ دنیا کے دلوں میں دنیا کی محبت قوی ہوتی ہے اور اللہ کی محبت کم ہوتی ہے۔دنیا کی محبت صرف مال و دولت ہی نہیں بلکہ بیوی، بچے، عزیز و اقارب، زمین، جائداد، باغات، کھیت کھلیان، عالیشان مکانات، مہنگی سواریاں، بینک بیلنس، سیر و تفریح نیز اس میں ہر وہ چیز آتی ہے جو بندے کو خدا کے ذکر سے دور رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی جانور یا پرندہ کی آواز خوشی دیتی ہے، صبح کی ہلکی ہلکی خوشبودار ہوا سکون پہنچاتی ہے اور ذکر اللہ سے غافل کردیتی ہے تو یہ بھی دنیا کی محبت میں شامل ہے اور یہ خوشی اس کیلئے جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔جتنی زیادہ دنیا سے محبت ہوگی، اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے محبت کم ہوگی، جس شخص کو جتنا کچھ دنیا میں ملے گا، اتنا ہی آخرت میں کمی ہوگی اور جس طرح کوئی شخص مشرق سے قریب ہوتا ہے اسی قدر وہ مغرب سے دور ہوتا ہے یعنی جتنا دنیا کے قریب ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا۔

قرآنی آیات اور احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا کا طالب کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کا طالب ہی مومن ہے اور دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو ترک کردینا ہی ایک سچّے مہدوی ایک مومن کی شان ہے، مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے یعنی دنیا

کا ترک ہر عبادت کی اصل ہے غرض جو چیز دخولِ جہنم کا موجب ہو اس کا ترک مومن پر فرضِ اعظم ہے، تقویٰ تمام امور کی جڑ ہے جس دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے اس پر پھر کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ اس پر کسی قسم کی تنگی پیش آتی ہے۔ آیئے اب کچھ نقلیات مہدی موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالتے ہیں جس میں مہدی موعود علیہ السلام نے دنیا سے محبت کرنے والے کے حق میں کیا وعیدیں فرمائی ہیں اور تارک دنیا کی فضیلت کے بارے کیا فرمایا ہے۔

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ترکِ دنیا کو فرض فرمایا ہے۔ (شواہد ولایت۔۴۴۳)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے یعنی جان سے جینا کہ اس کو ہستی وہ خودی کہتے ہیں اور جس چیز کا نام اللہ کی کتاب میں متاع حیات دنیا رکھا ہے چناچہ عورت، اولاد، اموال، حیوانات، زراعت، تجارات، عمارات، ملبوسات اور ماکولات وغیرہ جو شخص ان چیزوں کا ارادہ کرنے والا ہو اور ان میں مشغول ہو تو وہ کافر ہے۔

(نقلیات میاں عبدالرشید۔۱۸)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ترک حیات دنیا کی نسبت فرمایا: اللہ کا قول ہے جو شخص نیک عمل (یعنی ترک حیات دنیا) کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتے ہو تو ہم اس کی زندگی (دنیا میں بھی) اچھی طرح بسر کرائیں گے اور ان کو (آخرت میں بھی) ان کے بہترین اعمال کا ضرور صلہ دیں گے۔ (عقیدہ شریف۔۶)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی (تارک دنیا) کسی طالب دنیا کی صحبت میں رہے یا اس کے گھر جائے یا اس کو ساتھ رکھے تو وہ ہماری آن سے نہیں اور آنِ محمد سے نہیں ہے اور آنِ خدا سے نہیں ہے۔ (شواہد ولایت۔۴۴۳)

نقل: ترک دنیا کے معنی یہ ہیں کہ اول موجودہ کا ایثار، دوم منقود (یعنی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش)

کا ترک کرنا، تیسرا دل کا مال اور جاہ سے سرد ہونا، یہ ترک دنیا کی پہلی قسم ہے دوسری قسم یہ ہے کہ اخلاق ذمیمہ کو اخلاق حمیدہ سے بدل دینا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ مرنے سے پہلے مر جائیں یعنی اخلاق الٰہی پیدا کرنا (اس کا مقصد) اللہ کے اخلاق حاصل کرنا ہے یعنی اللہ میں فنا ہو کر باقی باللہ ہونا، باقی باللہ کی تعریف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے دیدار سے خود حجاب میں نہ رہے اور خود کو دیکھنے سے حق تعالیٰ پوشیدہ نہ ہو۔ (مخزن الولایت ۔۲۱)

نقل: صدیق اکبر اول میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے دائرہ میں ندا کروائی کہ جو کوئی بازار جاتا ہو سودا نزدیک سے لیا کرے ایک دو پیسے بچانے کے لئے دور جائیگا تو وہ دنیا کا طالب ہوگا۔

(تذکرۃ الصالحین ۔۱۸۴)

صدیق اکبر حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے جو حکم فرمایا کہ نزدیک سے سودا لایا کرو کچھ پیسے بچانے کیلئے دور جا کر سودا لاؤ گے تو دنیا کہ طالب کہلاؤ گے، دنیا کے طالب ہونے کا مطلب پیسے کی محبت میں، کچھ پیسے بچانے کی خاطر دور تک جا کر سودا لانا ہے، اگر تارک دنیا میں پیسے کی محبت پیدا ہو جائے تو وہ اپنے مقصد یعنی ترک دنیا اور صحبتِ مرشد سے دور ہو جاتا ہے اسی لئے ثانی مہدیؓ نے پیسے کی محبت دور کرنے کیلئے نزدیک سے سودا لانے کیلئے فرمایا ہے، تا کہ وہی وقت اللہ کی یاد میں گذاریں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ثانی مہدیؓ کا یہ ارشاد مہدی موعودؑ کے تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ ایک روز مہدی موعودؑ نے دیکھا کے ایک صحابی گیہوں کوٹ کر آٹا بنا رہے تھے، یہ دیکھ کر مہدی موعودؑ نے فرمایا بھائی دو چار مٹھی گیہوں کسی کو مزدوری پر دے دو اور اپنا وقت ذکر میں لگاؤ۔ ہمیں بھی مہدی موعودؑ اور ثانی مہدیؓ کے مطابق اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ذکر اللہ میں گذارنا چاہیئے تا کہ دنیا کمانے اور بچانے سے محفوظ رہ سکے۔

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں بچوں کو بالغ ہونے تک اللہ واسطے اُن کی

پرورش کرو، پھر دیکھو اگر وہ راہ خدا اختیار کر کہ ریاضت کرتے ہیں تو اُنہیں ساتھ رکھ لو، اگر وہ دنیا کی طلب کریں تو اُن سے بیزار ہو کر نکال دو۔ یہ بھی خدا واسطے کرو نہیں تو خدا کے ہاں گرفتار ہو گے۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

بندگی میاں سید خوند میرؓ کا فرمان مبارک عین قرآنی آیت اور حدیث شریف کی طرف دلالت کرتا ہے جس کا مفہوم ہے۔ تمہاری اولاد کی محبت اللہ اور اسکے رسول کی محبت سے بڑھ نہ جائے اگر ایسا ہوا تو دونوں جہانوں میں تمہارا لئے خسارا ہوگا۔ یعنی اولاد کی اچھی پرورش کرنا ہر ماں باپ پر فرض ہے، اُنہیں دینی تعلیم دینا، اچھے اخلاق سکھانا، صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرنا وغیرہ اگر ان کے دل میں اللہ تعالیٰ، رسولِ خدا ﷺ اور مہدی موعودؑ کی محبت پیوست ہوگئی اور وہ اپنی زندگی اللہ کی عبادت ریاضت میں گذازیں تو اُنہیں اپنے پاس ہی رکھو اگر وہ طالب دنیا ہو گئے یا دنیا داروں کی جانب راغب ہوگئے اور ان کا مقصد صرف دنیا ہی رہ گیا تو انہیں گھر سے نکال دو تا کہ خدا تم سے راضی ہو جائے۔

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے یعنی جان سے جینا کہ اسکو ہستی و خودی کہتے ہیں اور مال اور اولاد کا نام متاعِ حیاتِ دنیا رکھا ہے جو ارادہ کرے یا اسمیں مشغول رہے یا دنیا کی زندگی چاہے وہ کافر ہے اگر کوئی شخص دنیا دار سے محبت رکھے یا اسکے گھر جائے یا اس سے الفت رکھے ایسے شخص کے بارے میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہماری آن سے نہیں ہے وہ محمد ﷺ کی آن سے نہیں ہے وہ خدا کی آن سے بھی نہیں ہے۔ (سنت الصالحین۔۸)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ترک دنیا، ترک تدبیر و جہد کو گم کرنا فنا حاصل ہونا ہے یعنی مرنے سے پہلے مرجانے کا حکم فرمایا ہے۔ (شواہد ولایت۔۴۴۳)

نقل: ملک مجاہد عرف ملک منجھو دساڑے کے امیر اور سلطان محمود بیگڑہ کے مصاحب تھے، بوڑھے ہو جانے پر آپ نے ترک دنیا کا ارادہ کیا گھر سے نکلتے وقت کمر میں کٹھار باندھی اور ڈھال تلوار سے آراستہ ہو کر ہاتھ میں بھالا لیا اور دوڑتے ہوئے اپنے مرشد بندگی مبارک میاں بھائی مہاجرؒ کی خدمت میں آئے لوگوں نے پوچھا دوڑتے ہوئے آنے کی کیا وجہ ہے؟ کہا: کوئی یہ نہ سمجھے کہ منجھو طاقت و ہمت ختم ہو جانے کے بعد دنیا ترک کیا ہے اس وقت بھی بندہ کے دل میں ہمت اور بدن میں طاقت اور مذہبی جوش موجزن ہے۔ (خاتم سلیمانی)

نقل: حضرت شاہ قاسمؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ترک دنیا علائق (یعنی دنیا سے تعلق ختم کر دینا)، صحبت مرشد، عزلت خلق، ذکر کثیر یعنی حدودِ دائرہ کی پابندی کرتا ہوا خدا کے دیدار کی طلب رکھے وہی اپنی طلب میں سچّا اور اسی کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے طالب صادق اور مومن حکمی فرما کر زمرۂ مومنین میں شمار کیا ہے۔ (حدود دائرہ۔۶۳)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا علائقِ دنیا کو ترک کرنا فرض ہے۔ (شواہد ولایت۔۴۴۳)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کو اغنیا اور اول فراغ تو کہہ سکتے ہیں ان کو دنیا دار نہیں کہنا چاہئیے، کیونکہ دنیا دار کافر ہے۔ (میزان العقائد۔۲۴)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سو سال دائرہ میں رہا بالآخر ایک روز دنیا کی طلب میں دائرہ کے باہر جا کر مر گیا تو وہ کافر ہے اور اگر کوئی شخص سو سال دنیا کی طلب میں رہا اور آخری وقت ترک دنیا کر کے دنیا کے گھر سے نکل کر دائرہ کی طرف روانہ ہو کر مر گیا تو وہ مومن ہے۔ (نقلیات میاں سید عالم۔۱۱)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں کسی نے عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس بہت مال تھا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: عثمانؓ کے جیسے بنو تو مال بھی رکھو عثمانؓ نے

تو اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ فرمایا اور خود اللہ کو حاصل کیا۔(حاشیہ۲۰۲)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ کیلئے کوئی چیز چھوڑے گا فلاح پائے گا۔(نقلیات بندگی میاں سید عالم۔۳۲)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے بعض لوگوں نے عرض کی کہ ہم دنیا کو ترک کرتے ہیں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ بندہ کہتا ہے اس پر عمل کرو، مرغ کھاؤ، اچھے کپڑے پہنو اور تخت پر سو لیکن (منع شدہ دنیا کو) طلب مت کرو۔ تمہارا دل خدا کے حوالے کردو انہوں نے کہا یہ کام کیسے ہو؟ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: تم جانو اس کے بعد ان لوگوں نے دنیا ترک کی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت اختیار کی۔(حاشیہ۔۲۱۷)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا تمہارے لئے ہے اے کافرو۔ اور عقبیٰ (آخرت) تمہارے لئے ہے اے ناقص مومنوں۔ اور خدا میرے لئے اور میری پیروی کرنے والوں کیلئے ہے۔(انصاف نامہ۔۵۴)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتّے ہیں اور کتوں میں برُا وہ ہے جو ٹھیر گیا اور فرمایا دنیا سنڈاس ہے اور کتوں کی جمع ہونے کی جگہ ہے کتّے پنے کی صفت میں جو کم ہوتا ہے وہ قدرِ حاجت لے لیتا ہے اور پلٹ جاتا ہے۔(انصاف نامہ۔۵۷)

نقل: ترک دنیا ان بارہ چیزوں کے چھوڑنے کا نام ہے ترک خودی، ترک عزت، ترک لذت، ترک شرک (خفی وجلی)، ترک کفر ظاہری و باطنی، ترک نفاق، ترک رسم، ترک بدعت، ترک عادت، ترک ریا، ترک بداخلاقی، ترک گناہ ظاہری و باطنی۔ اسکے علاوہ ان پانچ چیزوں کو چھوڑنا ترک حیات دنیا ہے۔ کھیل، تماشہ، زینت، فخر، کثرت اولاد و مال۔ اور ان سات چیزوں کو چھوڑنا متاع حیات دنیا میں داخل ہے۔ عورتیں، بیٹے، چاندی کے ڈھیر، سونے کے خزانے،

گھوڑے، چوپائے، کھیتی جملہ چوبیس چیزوں کو چھوڑنے کا نام ترک دنیا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ترک دنیا کے سوا ایمان نہیں پھر فرمایا: دنیا کی طلب کفر اور دنیا کا طالب کافر۔

(حدود دائرہ۔۱۰۲)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے بی بی رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ اگر خدا کے دوست پر ایک روز گزر جائے تو کیا کرے۔ فرمایا کہ صبر کرے پھر پوچھا کے دو روز گزر جائیں تو کیا کرے بی بیؒ نے فرمایا صبر کرے اسی طرح سات روز فاقہ میں گزر جائے تو کیا کرے۔ صبر کرے اس کے بعد بزرگ نے نے کہا کہ اگر مر جائے تو بی بیؒ مذکور نے فرمایا کہ اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ پر واجب ہو جائے گا۔ اس کے بعد مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ بی بی رابعہ بصریؒ نے فرمایا عالیت ہے۔ کسب کرنا کسی سے مانگ کے کھانا رخصت ہے۔

(انصاف نامہ۔۵۷)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام جب شہر مانڈو تشریف لے گئے تو چند روز وہاں اقامت کی اور حجرے تیار کروائے ایک حجرہ کیلئے چند لکڑیاں نصب کی گئیں اور اس پر سایہ کا بندوبست کیا گیا ایک شخص مہدی موعودؑ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا اور حضرتؑ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کیا اس کے بعد مہدی موعودؑ کھڑے ہو کر فرمائے کہ اس حجرہ کو اس زمین سے اٹھا لو اس حجرہ میں اول دنیا کی چیز خدائے تعالیٰ نے بھیجی ہے۔ (انصاف نامہ۔۵۶)

نقل: صدیق اکبر میراں سید محمودؓ جہاں کہیں بھی دائرہ باندھتے اگر وہاں کوئی خزانہ نکلتا تو فرماتے اس جگہ پہلے ہی دنیا آ گئی ہے، بندہ کے رہنے کی یہ جگہ نہیں ہے چلو کہیں اور دائرہ باندھتے ہیں۔

(خاتم سلیمانی۔۸۴)

مذکورہ نقلیات میں مہدی موعود علیہ السلام اور صدیق اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو

دنیاوی مال ودولت سے بالکل ہی محبت نہیں تھی اگر کبھی دائرہ باندھتے وقت کہیں سے خزانہ نکلتا یا کوئی دنیا کی چیز پیش کرتا تو آپ دونوں حضرات خزانے کو وہیں دفن کر کے دوسری جگہ دائرہ باندھتے اسکی وجہ یہ تھی کے دونوں مہدی موعودؑ اور ثانی مہدیؓ کو شروع ہی سے دولت سے لگاؤ نہیں تھا۔ ثانی مہدیؓ تو شروع سے ہی رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کی سیرت پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے ہر حکم پر عمل کرنے کی سعی میں لگے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو مری ہوئی بکری کے بچہّ سے بھی زیادہ حقیر فرمایا تھا۔ اسی لئے حضورِ اکرم ﷺ، مہدی موعود علیہ السلام اور صدیقِ اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ کو متاعِ حیاتِ دنیا ناپسندیدہ تھی، ثانی مہدیؓ دنیا کو کیونکر حقیر نہ سمجھیں گے جب کہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں سیر حاصل ہے، اور مہدی موعود علیہ السلام تو تابع تام رسول اللہ ﷺ، ہمسر رسول اللہ، معصوم عنِ الخطا، مامور من اللہ، حجتہ اللہ، نور نور اللہ، مراد اللہ، نظیر نبی اللہ، داعی الی اللہ، امر اللہ، اور خلیفتہ اللہ تھے آپ کو متاعِ حیاتِ دنیا کی کسی بھی شئے سے کیسے محبت ہو سکتی تھی۔

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ترک دنیا کی توفیق خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے حاصل ہو یا نہ ہو (معارج الولایت)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے کسی صحابی نے پوچھا کہ اگر کوئی فاقہ پر صبر نہیں کر سکتا تو کیا کرے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ایک دو چیتل (ایک دو ٹکے) کا کسب کرے اور کھائے اور پھر فرمایا: زیادہ بہتر وہ ہے کہ (دائرہ والوں سے مانگے) اور کھائے اس لئے کہ ایک چیتل کا کسب کرے گا تو دوسرے روز دو چیتل کسب کرنے کی خواہش ہوگی (انصاف نامہ۔ ۵۷)

نقل: صدیق اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے فرمایا کہ جو شخص ترک دنیا کیا ہے، ہجرت وصحبت سے باز رہا تو اس کی ترک دنیا طلب دنیا کے برابر ہے۔ پس اس پر فرض ہے کہ ہجرت اور صحبت

اختیار کرے ورنہ اس کے لئے دین کا بہرہ کچھ نہیں پہنچتا۔ (حاشیہ صفحہ ۹۹)

نقل: صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ نے دائرہ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری حضرت میاں سومارؓ کو دی تھی۔ ایک دن ایک موافق نے آ کر پوچھا کہ میراں سید محمودؓ کہاں پر ہیں؟ میاں سومارؓ نے کہا میراں جیؓ حجرہ میں ہیں۔ اس موافق نے حجرہ دکھانے کے لئے کہا تو میاں سومارؓ نے اس کے ساتھ جا کر حجرہ دکھایا۔ یہ دیکھ کر میراں سید محمودؓ نے میاں سومار کو بہت جھڑکی دی اور کہا تم دنیا کے طالب کو ساتھ لے کر کیوں آئے ہو؟ میاں سومار نے معافی چاہی یعنی توبہ کی کہ آئندہ کسی موافق کو حضرت ثانی مہدیؓ کے حجرہ میں نہیں لائیں گے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۰)

صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ دنیا داروں کو پسند نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی کسی دنیا دار سے ملنا چاہتے تھے اگر چہ کہ وہ مصدق مہدی موعود علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔ آپؓ کو تو اللہ والے تارکِ دنیا فقیر بہت پسند تھے جو دن رات اللہ تعالیٰ کی طلب میں ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ صدیق اکبرؓ کو یہ بھی پسند نہیں تھا کہ کوئی دنیا دار کا سلام بھی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کریں ایک وقت کا واقعہ ہے جو میاں عبدالقادرؒ سے منقول ہے کہ ایک برادر احمد آباد سے آیا اور سید مصطفیٰ عرف غالب خاں کا سلام میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو پہنچایا تو بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے اس پر خفا ہو کر بولے وہاں پر کس لئے گیا اور دنیا دار کا سلام کیوں لایا۔ صدیقِ اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو سلام لانے پر اعتراض نہیں تھا، کیونکہ سلام کرنا اور اسکا جواب دینا سنت اور واجب ہے بلکہ آپؓ کو یہ بات بالکل پسند نہیں تھی کہ دائرہ کا کوئی بھی فقیر کسی بھی دنیا دار سے ربط رکھے اور اُس کے گھر جائے، اسکی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی تارک دنیا کسی بھی دنیا دار کے گھر جائیگا تو وہ، دنیا داروں کے گھروں کی سجاوٹ، عیش وعشرت وغیرہ دیکھ کر ہوسکتا ہے کہ پھر سے دنیا کی محبت اس کے دل میں پیدا ہو جائے، اور اُن لوگوں کی صحبت سے اُسے بھی دنیا پانے کی خواہش پیدا ہو جائے

اور اسکا ترک دنیا کرنا بجائے فائدے کے نقصاندہ ثابت ہو۔ اور دوسری اہم وجہ یہ بھی تھی کہ کوئی بھی مصدقِ مہدیؑ تصدیق کرنے کے بعد ترکِ دنیا اور مرشد کی صحبت سے دور رہے گا تو نہ ہی اُس کو مرشد کا فیض ملے گا اور نہ ہی وہ دنیا کو آسانی سے چھوڑ پائیگا، اسی لئے میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو دنیا داروں سے ملنا پسند نہیں تھا۔

نقل : صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ دائرہ کے کسی بھی فقیر کو موافقوں کے گھر جانے پر کافی ناراض ہوتے تھے جب آپؓ کو معلوم ہوا کے آپؓ کے ماموں دائرہ کے باہر کسی موافق کے گھر گئے ہیں تو آپؓ نے اپنے ماموں کی دائرہ کے ہر شخص کے سامنے اتنی سرزنش کی کہ آپؓ کے ماموں کئی دن تک شرمندگی سے ثانی مہدیؓ کے سامنے نہیں آئے واقعہ یہ ہے کہ آپؓ کے حقیقی ماموں میاں سلام اللہؓ ملک لطیف باڑی وال جن کا خطاب شرزہ خان تھا کہ گھر گئے (جو کہ مصدقِ مہدی تھا) جب یہ خبر حضرت ثانی مہدیؓ کو پہنچی تو آپؓ نے اپنے ماموں میاں سلام اللہؒ کو بہت جھڑکیاں دیں رشتہ داری کا پاس ولحاظ بھی نہیں کیا۔ اسی طرح ایک اور موقع پر ثانی مہدیؓ نے اپنے ماموں حضرت سلام اللہؒ کو تسمیہ خانی پڑھانے کیلئے مصدقِ مہدیؑ کے گھر جا کر لڑکی کی تسمیہ پڑھانے پر بہت ڈانٹا اور دائرہ سے باہر نکالدینے کی دھمکی بھی دی۔ ایک اور موقع پر ایک برادر نے میراں سید محمودؓ کے روبرو سید احمد خراسانی مہدوی کی تعریف کی کہ اچھا خادم ہے اپنے گھر لے جاتا ہے، لذیذ کھانے کھلاتا ہے، روپیہ اور کپڑے دیتا ہے اور سواری کے لئے مدد کرتا ہے۔ یہ ساری باتیں میراں سید محمودؓ نے سن کر فرمایا کہ کیسے اشخاص کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے تو برادر نے کہا ان اشخاص (ان فقراء) کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جو اس کے گھر جاتے ہیں۔ میراں سید محمودؓ رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ وہ ظالم ہے، رہزن ہے اور اپنے مال کو ضائع کیا ہے اس کو حق تعالیٰ سزا دے گا۔ ثانی مہدیؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ دائرہ میں رہنے والے فقراء سویت اور نیک سلوک کے زیادہ حقدار ہیں جو

صرف اللہ کی رضا کی خاطر دنیا کو ترک کر کے اللہ کی یاد میں دن رات لگے رہتے ہیں ان کی خدمت کرنے میں جو اجر ہے گھر بلا کر خدمت کرنے میں وہ اجر نہیں ہے بلکہ حقداروں کے حق تلافی ہو رہی ہے۔(تذکرۃ الصالحین ۱۸۱)

نقل: حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ دنیاوی منصب حاصل کرنے پر اپنے بھائی میاں عطنؒ سے ناراض ہوگئے۔ بندگی میاںؓ کے ماموں ملک خدابخش سے اُن کے چچا مبارز الملک کچھ مشورہ کرنے کہ بعد گجرات کے بادشاہ کے پاس جا کر اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ سید خوندمیرؓ اور میاں عطنؒ کو وزارت و منصب عطا کریں، بادشاہ آپ کی بات مان کر میاں سید خوندمیرؓ اور میاں عطن کو وزارت و منصب عطا کرتا ہے۔ ملک مبارز الملک فرمان شاہی لے کر پیراں پٹن آئے اور ملک بخنؒ جو بندگی میاںؓ کی والدہ کے چچا زاد بھائی ہیں انہیں اور ملک خدا بخش کو گجرات میں سلطان سے جو گفتگو ہوئی سنائی اس کے بعد وہ شاہی فرمان ان دونوں حضرات کے حوالے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ میاںؓ سے زیادہ قریب ہیں اس لئے آپ لوگ جا کر میاںؓ کو منصب اور وزارت قبول کرنے کے لئے راضی کریں، جب یہ دونوں حضرات بندگی میاںؓ کے پاس جاتے ہیں اور میاںؓ سے اس بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو میاںؓ ساری گفتگو سننے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے منصب اور وزارت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ بندہ کا بھائی طالبِ دنیا ہوگیا ہے۔(دفتر اول، ج، دوم ۶۱، ۵۹)

حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کی ہستی وہ ہستی تھی جو دنیا اور دنیاداروں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھتی تھی، وہ تو اللہ اور اللہ والوں کے دیوانے تھے بھلا اُن کو دنیاوی منصب اور وزارت کی کیا ضرورت تھی اور یہ چیزیں انہیں کہاں پسند آتی تھی۔ ایسی پاک ہستی کے سامنے جب آپؓ کے ماموں نے دنیاوی منصب اور وزارت کی پیش کش کی تو اپنے ماموں کی عظمت کا خیال کرتے

ہوئے ان سے کچھ نہیں کہا بلکہ اپنے چھوٹے بھائی کے منصب اور وزارت قبول کرنے سے آپؓ کو بہت تکلیف ہوئی اور کافی ناراض ہوئے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کی طلب کفر ہے دنیا کا طالب کافر ہے خدا کا طالب مومن ہے اور خدا کو دیکھنا ممکن ہے۔

نقل: اگر کوئی شخص بلا ترک دنیا مرجاتا تو ایسے شخص کو دائرہ میں نہیں لایا جاتا دائرہ کے باہر میت رکھ کر مرشد کو خبر کی جاتی مرشد بعض فقراء کو نماز جنازہ کے لئے اس ہدایت کے ساتھ بھیجتے کے نماز پڑھ کر واپس آجائیں مشتِ خاک کو نہ جائیں تاکہ دنیا کی گندگی دنیا ہی میں پڑی رہے تاکہ آنے والی نسلوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ حضرت مہدی موعودؑ کے فرمان کے تحت ترک دنیا کر کے مرشد کی صحبت میں رہے۔

مہدی موعود علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اُن کے بعد آنے والے بزرگوں نے کبھی بھی دنیادار کو کوئی اہمیت نہیں دی اگر ان بزرگانِ دین کا کوئی اپنا رشتہ دار بھی بغیر ترک دنیا کر کے مرگیا تو اُس کو بھی یہ لوگ دائرہ میں تدفین کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اُن بزرگوں کے پاس صرف اور صرف تقویٰ کی اہمیت تھی۔ جس کا جتنا تقویٰ تھا اور جو جتنا پرہیزگار تھا اُس کی اتنی ہی عزت تھی بادشاہوں، وزیروں، سپاہیوں، دولت مندوں، دنیا پرستوں، اثر ورسوخ رکھنے والوں، غنڈوں کی نہ کوئی عزت کرتے تھے نہ ہی اُن سے ڈرتے تھے لیکن آج کا دور بالکل ہی بدل گیا ہے۔ پہلے کے دور میں تقویٰ کی اہمیت تھی آج دولت کی اہمیت ہے، پہلے اللہ تعالیٰ کا ڈر خوف زیادہ تھا مگر آج لیڈروں، غنڈوں کا ڈر زیادہ ہے، پہلے غیر تارک دنیا کو دنیا کی گندگی سے تشبیہ دی جاتی تھی آج اُس کا پرسہ کیا جاتا ہے اُس کے اچھائیاں بیان کی جاتی ہیں، پہلے مرشد ترک دنیا کئے بغیر مرنے والے شخص کو نہ غسل

دیتے تھے نہ نمازِ جنازہ پڑھاتے تھے اور نہ ہی مشتِ خاک دیتے تھے مگر آج وہ دور آچکا ہے کہ مرشد بغیر ترک کئے ہوئے مرنے والے شخص کو غسل بھی دیتے ہیں نماز بھی پڑھاتے ہیں اور مشت خاک بھی دیتے ہیں۔ مہدی موعود علیہ السلام کے تعلیمات پر شاذ و نادِر ہی کوئی عمل کررہا ہے آج ہی کے دور کہ مرشدین کے بارے میں حضرت بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا تھا کہ آخری دور کے مرشدین کو دکھایا گیا ان کی گردنوں میں طوق اور پاؤں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے لئے جارہے ہیں۔ یہ محض اسلئے کہ یہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کی مسند پر بیٹھ کر وہ کام کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے، نبی ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے حکم کے خلاف ہے۔

قومِ مہدویہ کے مرشدینِ اکرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ از روئے احکامِ قرآن و رسولؐ و مہدیؑ حسب ذیل بارہ امور نواقص فقیری ہیں۔ یعنی حکم صحبت کو زائل اور حقِ ارشاد کو ساقط کرتے ہیں۔ (۱) زنا (۲) سود (۳) جوا (۴) خون ناحق (۵) کسی شریف مرد یا عورت پر بہتان لگانا (۶) تعین اختیار کرنا (وظیفہ کی شکل میں ہو یا کسی سے بھی ہر ماہ رقم یا کھانے پینے کا سامان آپ تک پہنچتا ہو تعین کہلائیگا) (۷) رشوت لینا (۸) جادو کرنا یا کروانا خواہ کسی کی جان لینے کے لئے ہو یا دل پھرانے کیلئے (۹) چوری (۱۰) تین روز پہ در پہ مزدوری کرنا (۱۱) دنیاداروں سے سوال کرنا (۱۲) نشہ آور چیز استعمال کرنا۔ (تذکرۃ المرشدین)

حضور اکرم ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام اولیاء اللہ اور اُن کے بعد آنے والے تمام کے تمام اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں نے کبھی بھی دنیا کی محبت اپنے دل میں آنے نہیں دی اور تمام تر اختیارات رہنے کے باوجود دنیا کو اختیار نہیں کیا اُن سب ہی نے دنیا کو لعین اور ملعون قرار دیا اور اپنے ماننے والوں کو اس سے ڈرایا، اس سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی اور خود بھی ایسا عمل کیا کہ جس کو دیکھنے

کے بعد کوئی بھی ذی عقل، اللہ سے ڈرنے والا شخص ان کی پیروی کرے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ دنیا ان بزرگوں کے پیچھے بھاگتی تھی مگر وہ اس کو دھتکارتے تھے، ان کو مال و دولت، طاقت، حکومت، جاہ و مرتبت، منصب و جاگیر کسی بھی چیز کی خواہش تھی نہ رغبت، اس کے نتیجہ میں بادشاہ وقت، وزراء، جاگیردار، منصب دار، امراء، سپاہ سالار، علما، مفتی، قاضی سب کے سب ان کے قدموں پر جھکتے تھے ان کے مقدس دربار جو کے گھانس پھونس اور کچّی مٹی سے بنے ہوئے سر چھپانے کا آسرا ہوا کرتے تھے وہاں پر بھی یہ لوگ جانے سے اور بات کرنے سے خوف کھایا کرتے تھے یہاں وہی آسکتا ہے جو واقعہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی مقصد کے تحت کسی بھی شئہ کو ترک کر دیتا ہے تو ایسے ترک کی دین میں کوئی اہمیت نہیں ہے، ہمارا موضوع تو یہ ہے کہ عقل و سمجھ رکھتے ہوئے تمام اختیارات رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے دنیا کی آسائیشیں، دنیا کی محبت، دولت، تجارت، کسب، آرام، عزت، لذت، نیز ہر وہ چیز جو کہ اللہ کی محبت اس کی اطاعت اس کے ذکر سے روکے رکھے ان کو ترک کر دینا ہی ترک دنیا ہے، ترک کی قیمت اُس وقت تک متعین نہیں ہو سکتی جب تک اپنی اختیار کردہ شئے کی قیمت معلوم نہ ہو، اختیار کردہ شئے جتنی قیمتی و اعلیٰ ہوگی تو ترک کی قیمت بھی اُتنی ہی قیمتی و اعلیٰ ہوگی۔ ترکِ دنیا عام طور پر آخرت سنوارنے کیلئے کی جاتی ہے مگر ہم مہدویوں کے پاس ترک دنیا صرف اور صرف اللہ کو پانے کیلئے، اللہ کے دیدار کیلئے کی جاتی ہے نیز غور کرنے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مقام ترک ہی سب سے اعلیٰ و افضل مقام ہے اور اس مقام پر جس کا قدم جتنا جما رہے گا اس کا مقام بھی اتنا ہی بلند ہوگا۔ اب آیئے آپ کے سامنے بزرگوں کے چند اقوال اور حکایات پیش ہیں جس میں ہمارے بزرگانِ دین نے دنیا کو بہت ہی حقیر فرمایا ہے اور تارک دنیا ہی کو اللہ والا قرار دیا ہے۔

حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذر رہے تھے وہ شخص آہ و زاری کر رہا

تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تب بھی وہ شخص اُسی طرح سے رو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: اے میرے رب، تیرا بندہ تیرے ڈر سے رو رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے ابن عمران، اگر اس کے آنسوؤں کے ساتھ اس کا دماغ بھی بہہ جائے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ (مفلوج ہوکر) گر جائیں تو بھی اس کو نہیں بخشوں گا، اسلئے کے یہ دنیا سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح ایک وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! دنیا کی محبت کی طرف مائل نہ ہونا اس لئے کہ یہ اس قدر بڑا گناہ کراتی ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (مکاشفتہ القلوب۔۲۵۳)

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا کو اپنا رب نہ بناؤ ورنہ تمہیں اپنا غلام بنالے گی۔ اور نیز فرمایا: کہ ایک مومن کے دل میں دنیا اور آخرت دونوں کی محبت راسخ نہیں ہوتی، جیسا کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہوسکتے۔ اور فرمایا: تم دنیا سے نفرت رکھو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے گا۔ (مکاشفتہ القلوب)

حکایت: حضرت ابوتراب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم تمہاری دنیا میری نگاہ میں خنزیر کی آنتوں سے بھی گئی گزری ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہو۔ (نہج البلاغتہ)

حکایت: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصّے کیئے ہیں، ایک مومن کیلئے، ایک منافق کیلئے اور ایک کافر کیلئے۔ مومن زادِراہ لیتا ہے، منافق زیب وزینت اختیار کرتا ہے اور کافر نفع حاصل کرتا ہے۔ یعنی دنیا کے مزے لوٹتا ہے۔ (مکاشفتہ القلوب)

حکایت: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی مجھے شراب نوشی کیلئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانا بہتر تصور کرتا ہوں۔

حکایت: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ کئی دن ہوئے کچھ کھائے بغیر گذر گئے۔

میں محلّہ قطیعہ شرقیہ میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے لپٹا ہوا کاغذ دیا اور چلا گیا میں نے وہ کاغذ نان بائی کو دیا تو اس نے مجھے روٹی اور حلوہ دیا، میں لے کر مسجد میں آ گیا جہاں میں سبق دہرایا کرتا تھا اور بیٹھ کر سوچنے لگا کہ یہ کھانا کھاؤں یا نا کھاؤں اتنے میں میری نظر ایک کاغذ پر پڑی اسے اٹھا کر دیکھا اس میں لکھا تھا اللہ تعالیٰ نے بعض کتب سابقہ میں فرمایا ہے کہ طاقتور کا خواہشات سے کیا تعلق خواہشات تو کمزور مومنوں کے لئے ہیں تا کہ ان کی بدولت عبادت کیلئے تیار ہو سکیں میں نے کھانا وہیں رکھ دیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور اپنا رومال لیا اور واپس ہو گیا۔

حکایت: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجلس میں فرمایا اے غلام تو آگے بڑھ اور رضائے الٰہی تک پہنچ جا، تا کہ وہ تجھ سے راضی ہو جائے پس بہ تحقیق جب وہ تجھ سے راضی ہو جائے گا وہ تجھے اپنا محبوب بنا لیگا۔ تُو رزق کے غم کو اپنے قلب سے نکال دے تیرے پاس رزق، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر مشقت و تکلیف اُٹھائے کے آ جائے گا، تو تمام غموں کو اپنے قلب سے نکال ڈال اور اسکو ایک بنا لے اور وہ حق وعزوجل کا غم ہے۔ پس جب ایسا کرے گا وہ تیرے تمام غموں کو کافی ہوگا، تیرا کفیل بن جائے گا، اگر تیرا غم دنیا کیلئے ہے تو وہ تجھے بے چین بنا دیگا تیرا دنیا کا غم، پس تو دنیا کا ساتھی ہے اور اگر تیرا غم آخرت کیلئے ہے تو تو آخرت کا ساتھی ہے اور تیرا غم مخلوق کیلئے ہے پس تو ان کے ساتھ ہے اور اگر تیرا غم اللہ تعالیٰ کیلئے ہے پس تو دنیا و آخرت میں اس کے ساتھ ہے

حکایت: ایک شخص نے خواجہ جنید بغدادیؒ سے پوچھا کہ خدا تک کس طرح پہنچا جا سکتا ہے؟ حضرت جنیدؒ نے فرمایا دنیا کو ترک کرنا خواہش و نفس کے خلاف کام کرنا۔ یہ دو کام تجھے خدا تک جلد پہنچا سکتے ہیں۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۲۹)

حکایت: حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے دریافت فرمایا کہ: فرض کیا ہے اور سنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور ترک دنیا سنت ہے۔ (مہدی موعود علیہ السلام کی

بعثت سے پہلے کے بعض بزرگ ترک دنیا کو سنت بھی کہتے تھے جب کے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ترک دنیا کو فرض فرمایا ہے)۔(سفینۃ الاولیاء)

حکایت: کسی نے سلطان ابراہیم ادھمؒ سے سوال کیا کہ فقیر جب بھوکا رہے ایک دن تو کیا کرے۔ کہا صبر کرے کہا سائل نے دو دن بھوکا رہے، کہا صبر کرے کہا سائل نے تین دن بھوکا رہے کہا پس صبر کرے۔ کہا سائل نے بھوک تین دن کی قتل کرنے والی ہے۔ کہا پس خون بہا اس کے قاتل پر ہے۔(یعنی رزق کی ذمے داری خدا کی ہے اگر وہ رزق نہ دے تو خون بہا خدا پر ہے)

(انصاف نامہ۔۵۸)

حکایت: ابوتراب حضرت علیؓ نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ بے ضرورت لوگوں سے ملتا ہے اور دنیا کا طلب گار ہے اور خدا کی طلب کا دعویٰ بھی کرتا ہے تو جانو کہ وہ زندیق ہے اور مردود ہے اور دین کا چور ہے اور رہزن ہے۔(شفاء المومنین۔۱۰)

حکایت: حضرت منصور عمارؒ فرماتے ہیں تارک الدنیا کو کسی قسم کا غم باقی نہیں رہتا اور فرمایا جو کوئی بھی مصیبت سے بچ سکتے ہو اور نہ بچے وہ بہت بڑے معصیت کار ہے۔(تذکرۃ الاولیاء۔۱۸۸)

حکایت: ابوتراب حضرت علیؓ نے فرمایا: بُرا فقیر امیر کے دروازے پر جانے والا ہے اور اچھا امیر فقیر کے پاس آنے والا ہے۔(شفاء المومنین۔۱۲)

حکایت: سلطان ابراہیم ادھمؒ اور بی بی رابعہؒ نے عزیمت (عالیت) کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی عزیمت پر قائم نہیں رہ سکتا ہے تو خدائے تعالیٰ نے رخصت (پر عمل کرنے کی اجازت) بھی دی ہے چناچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بس اس نے تو حرام کیا ہے تم پر مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا جائے اللہ کے غیر کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے کہ نہ عدولِ حکمی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پس خدائے تعالیٰ نے

اس طرح فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ دنیا کی زندگی کو طلب کرو اور اس کی رغبت کرو یا دنیا کی زندگی کے طالبوں کے گھروں کو جاؤ یا ان سے کوئی چیز طلب کرو۔ (انصاف نامہ۔۵۹)

دولت کمانے کے لئے لوگ ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے نہ جانے کہاں کہاں پہنچ جاتے ہیں مال کمانے کی غرض سے ماں باپ، بیوی بچّے، دوست احباب، رشتہ دار سب سے دور چلے جاتے ہیں سب کی فُرقت اور جدائی برداشت کرنا گوارا کر لیتے ہیں۔ خوب کماتے ہیں، بینک بیلنس بڑھاتے ہیں، جائداد خریدتے ہیں، ہر وقت مال و دولت کے سہانے سپنے دیکھتے ہیں، دولت بڑھانے کی تدبیریں بناتے ہیں نئی نئی ترکیبیں سوچتے ہیں، شب و روز مال کے جال میں پھنسے رہتے ہیں، ایسے دنیا داروں کو مال کے وبال سے کوئی نہیں بچا سکتا نہ انہیں کسی کی نصیحت سمجھ میں آتی ہے نہ ہی وہ فانی دنیا کے جادو سے باہر آتے ہیں۔ ایسے ہی بے چاروں، مال کے متوالوں دولت کے پرستاروں، دنیا داروں کی بگڑی ہوئی لاشیں بذریعہ کارگو ان کے وطن اُن کے ورثاء کے سپرد کی جاتی ہے تو اُن کے گھر والے، رشتے دار کچھ دن آنسوں بہاتے ہیں اور اُس بے چارے کی ساری زندگی کی محنت کی کمائی، اپنی ضرورتیں پوری کرنے، اپنی خواہشات پوری کرنے عیاشی کی زندگی بسر کرنے میں لگا دیتے ہیں، وہ بے چارہ خود تو ساری زندگی دنیا کمانے، بچانے، جمانے میں لگا رہا اور اب مر کر ایک ایک پیسے کا حساب دے رہا ہے، حساب صرف محنت کی کمائی کا ہوگا اگر کوئی حرام کی کمائی ورثے کیلئے چھوڑا تو لازمی طور پر اپنے آپ پر جہنم کی آگ واجب کر لی، یعنی بیوی بچوں کے عیش کا سامان مہیا کر کے خود کو تو جہنم کی آگ میں جھونک ہی دیا اور اپنے عزیز واقربا کیلئے بھی جہنم کی آگ میں جلنے کا انتظام کر دیا۔ میرے بھائیو اب بھی وقت ہے دولت کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اللہ کی طرف راغب ہو جاؤ، آپ کے قسمت میں جو لکھا ہے اپنے ملک میں بھی محنت کر کے کمایا جا سکتا ہے، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ کو دائرہ میں رہنے والوں کی

صحبت، اپنے گھر والوں کی قربت، بچوں کی سہی پرورش کرنے کا موقع ملیگا اور اپنے مرشد کی نظروں کے سامنے رہنے سے آپ دین کے قریب بھی ہوتے جائینگے اور انشاءاللہ ایک دن ترک دنیا کر کے مرشد کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی کر سکیں گے۔

خوش نصیب شخص تو وہ ہے جو کم عمری میں اللہ کو پانے کے واسطے دنیا ترک کرتا ہے۔کم عمری میں دنیا ترک کرنا خاص کر آج کے دور میں قوی ایمان والے اور بہت ہی ہمت والے شخص کا کام ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص یہ کام نہیں کر سکتا، اس افضل عمل کی فضیلت سے وہی شخص سرفراز ہو سکتا ہے جس کے سر پر رب العالمین خوش نصیبی کا تاج رکھ دے اور جذبہ ایمانی و جوش ایمانی کی لازوال دولت سے مالا مال کر دے۔ایسے شخص کے سامنے اللہ تعالیٰ نے دو متضاد راستے (ایک دنیا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی محبت) رکھے تھے اور اس شخص کو اللہ نے اختیار بھی عطا کیا تھا کہ وہ ان دونوں متخالف راستوں میں سے ایک راستے کو منتخب کر لے پس وہ شخص اپنی عقل، سمجھ بوجھ، غور و خوض کرنے اور ان راستوں کی تکالیف کو مدنظر رکھ کر فاصلوں اور منزل کی دوری کا خیال کرتے ہوئے اپنے لئے ایک راستے کا انتخاب کر لیتا ہے، وہ ہے ’’ترک دنیا‘‘۔چناچہ جن چیزوں کی انسان کے پاس اہمیت ہوتی ہے وہ اُنہی چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور جو چیز اس کے پاس زیادہ وقعت نہیں رکھتی وہ اُس کو چھوڑ دیتا ہے، اور جس نے اللہ کی خاطر دنیا کو چھوڑا تو سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اُس شخص کے پاس دنیا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے اہمیت تھی اسی لئے اُس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ مادی دنیا کو الوداع کہہ کر دنیا ترک کر کہ اللہ ہی کا ہو گیا۔اب آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرمائے اور تمام مصدقانِ مہدی موعود علیہ السلام کو جلد سے جلد ترک دنیا کرنے کی توفیق عطا کریں اور اس دنیا ہی میں اللہ کے دیدار کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہجرت از وطن

آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَالَّذِیْنَ ھَا جَرُوْ اوَجٰھَدُوْفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔(سورۃ بقرہ۔۲۱۸)

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا یہی لوگ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔(سورۃ بقرہ۔۲۱۸)

قرآن مجید اور اسکے تفاسیر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کے مسلمانوں پر جب ظلم وستم بڑھ جائے عبادت کرنے میں دشواری پیدا ہو جائے تو ایسے مقام سے کسی اور دوسرے مقام پر ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ہجرت کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ دارالخوف سے دارالامن کی طرف منتقل ہو جائیں دوسری یہ ہے کہ دارالکفر سے دارالایمان کی طرف آجائیں۔اگر دارالکفر میں مذہبی آزادی ہو، امن وامان ہوتو وہاں پر قیام کیا جا سکتا ہے اور چاہے تو ہجرت کی جاسکتی ہے۔اگر دارالکفر میں ہجرت کرنا منع ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو کبھی بھی مکّہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم نہیں فرماتے اور نہ ہی آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے، جب کہ یہ مقام دارالکفر تھا۔حبشہ کی طرف جن صحابہ نے ہجرت کی تھی ان کی ہجرت دارالخوف سے دارالامن کی طرف تھی۔اگر غیر مسلم مملکتیں مسلمانوں کیلئے دارالامن ہیں تو وہاں پر ہجرت اسلامی رو سے کی جا سکتی ہے، اسلامی احکام کی رو سے ہجرت کرنے کیلئے اسلامی حکومت ہونا ضروری نہیں ہے۔ہجرت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس کی لئے کئی چیزوں کی قربانی دینی پڑتی ہے جیسے کے اپنے گھربار، دوست احباب، رشتہ دار وغیرہ کو چھوڑنا

پڑتا ہے جس سے ہمارے جذبات وابستہ رہتے ہیں مال و ذر کو بھی قربان کر کہ محض جان اور ایمان بچانے کی خاطر ہجرت اختیار کرنا ساتھ میں یہ ڈر خوف بھی رہتا ہے کہ جان بھی خطرے کی زد میں ہے، ابتداء راہ سے انتہاء راہ تک کہیں بھی ہلاک کی جاسکتی ہے اور پھر ہجرت کرتے وقت اس بات کا علم بھی نہیں ہوتا کہ جہاں ہم ہجرت کرتے ہوئے جا رہے ہیں وہاں کا معاشرہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کریگا مبہم مستقبل کے ساتھ صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مہاجروں نے ہجرت کی ابتداء کی تھی۔

کُفّارِ مکّہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم فرمایا۔ حبشہ کا بادشاہ جس کا نام ''اصحمہ'' اور لقب نجاشی تھا عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحمدل تھا اور توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے گروہ میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ حضرت عثمانؓ بن عفان ان کے امیر تھے اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ آپؓ کی اہلیہ جو کہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی ہیں جن کا اسمِ گرامی بی بی رقیہؓ ہے وہ بھی شامل تھیں، حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں: حضرت عثمانؓ بن عفان اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ، حضرت ابوحذیفہؓ اپنی زوجہ حضرت سہلہ بنت سہیلؓ، حضرت ابوسلمہؓ اپنی زوجہ اُمّ سلمہؓ، حضرت عامرؓ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حشمہؓ، حضرت زبیر بن العقوامؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابوسیرہ بن ابی حاطب بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ مذکورہ بالا دستہ کے ہجرت کر

نے کہ بعد آہستہ آہستہ دوسرے صحابہؓ نے بھی حبشہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی جس میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور دوسرے صحابہ انفرادی اور اجتماعی طور پر مع اہل وعیال ہجرت کی یہاں تک کہ حبشہ میں پہنچنے والے مہاجرین کی تعداد اسّی (۸۰) سے زیادہ ہوگئی۔ حبشہ میں ان مہاجرین کو نجاشی بادشاہ نے خوش آمدید کہا اور بہت سی مراعات دیں، مہاجرین یہاں پرسکون و اطمینان کے ساتھ رہنے لگے، یہاں پر انہیں مذہبی آزادی حاصل تھی اطمینان کے ساتھ دینی فرائض کو ادا کرتے، نہ یہاں دشمنوں کی اذیت رسانی کا خوف تھا نہ اور کسی تکلیف کا خطرہ۔ جب مکّہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ نبی اکرمؐ اور مسلمانوں کے مددگار مدینہ منورہ میں بھی موجود ہیں اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو پناہ میں لے لیا ہے تو کفّارِ مکّہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد ﷺ بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکّہ پر چڑھائی کر دیں اور دوسرے معاشی خطرات بھی اُنہیں پریشان کئے ہوئے تھے لہذا کفّارِ مکّہ نے اپنے دارُالندوہ (پنچایت) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں مکّہ کا ہر بااثر شخص اور دانشور شریک تھا، شیطان لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شخص کی صورت میں موجود تھا۔ کانفرنس میں بہت بحث ومباحث ہوئی آخر میں شیطان لعین کے مشورہ پر (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کو قتل پر اتفاق ہوا اور کانفرنس ختم ہوئی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر حکمِ خداوندی سنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب آج کی رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرتؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت عطا فرمادی ہے آج رات کو نکلنا ہے آپ سفر کی تیاری مکمل کرلیں یہ

کہہ کر کچھ گفتگو اور معاملات سفر طئے کر کہ حضور واپس اپنے گھر آ گئے ۔ کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور گھات لگا کر حضورؐ کے دروازے پر بیٹھ گئے ۔ ادھر حضرت علیؓ کو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات تم میرے بستر پر میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو جاوٗ اور صبح قریش کے لوگوں کی امانتیں اُن کے سپرد کر کہ مدینہ چلے آنا۔ حضرت علیؓ حکمِ نبی ﷺ پر زندگی میں پہلی بار اس یقین کے ساتھ کے کل تک میں زندہ رہونگا آرام کے ساتھ رات بھر حضور ﷺ کے بستر پر میٹھی نیند سوتے رہے۔ آدھی رات کے بعد حضور اکرم ﷺ ایک مُٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورۃ یٰس کی آیت۔۹ ''**وجعلنا من بين ايدهم سداو من خلفهم سدا فاغشينا هم فهم لا يبصرون**'' کو تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے ولے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اُن کے سامنے سے نکل کر ابو بکرؓ کے گھر تشریف لائے اور وہاں سے اپنے ہجرت کے سفر پر نکل گئے اور وہ راستہ اختیار کیا جو اس کے بالکل اُلٹ تھا یعنی یمن جانے والا راستہ جو مکہ کے جنوب میں واقع ہے آپ ﷺ اس راستے پر کوئی پانچ میل کا فاصلہ طے کیا اور ایک ''پہاڑ ثور'' کی غار میں حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ داخل ہو گئے ۔ ادھر حضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرنے والے کُفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بسترِ نبوت پر حضرت علیؓ تھے، ظالموں نے تھوڑی دیر حضرت علیؓ سے پوچھ گچھ کر کہ آپؓ کو چھوڑ کر چلے گئے اور پھر حضور ﷺ کی تلاش و جستجو میں مکّہ اور اطراف و جوانب کا چپّہ چپّہ چھان مارا، یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے مُنھ پر اس وقت اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا انتظام کر دیا تھا اسی لئے وہ لوگ حضور ﷺ کے اتنے قریب ہو کر بھی آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکے حضور ﷺ تین رات تک اس غار میں رونق افروز رہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ روزانہ رات کو غار کے مُنھ پر سوتے تھے اور صبح ہوتے ہی مکّہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے

کہ اہلِ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں جو بھی خبر ملتی رات کو آ کر حضورﷺ سے عرض کر دیتے، حضرت ابوبکرؓ کے غلام حضرت عامر بن فُہیرہؓ کچھ رات گئے چراہگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آ جاتے اور ان بکریوں کا دودھ حضور پر نورﷺ اور حضرت ابوبکرؓ پی لیتے۔ بہرحال چوتھے دن حضورﷺ یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غارِ ثور سے باہر تشریف لائے، عبداللہ بن اُریقط جس کو راستہ بتانے کیلئے کرایہ پر حضورﷺ نے نوکر رکھ لیا تھا وہ قرارداد کے مطابق دو اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر ہوا، حضورﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہو گئے اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کے غلام حضرت عامر بن فُہیرہؓ بیٹھے اور عبداللہ بن اُریقط آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحلِ سمندر کے غیر معروف راستوں سے سفر شروع ہو گیا۔ دوسرے روز مقام ''قُدید'' میں اُم معبد کے گھر کچھ دیر آرام کرنے کھانے پینے کیلئے رُکے۔ اُم معبد کا تعلق قبیلہ بنو کعب سے تھا مدینہ کے راستہ میں رہنے کے لئے جگہ بنائی تھی بکریاں ذریعہ معاش تھیں جب حضورﷺ ام معبد کے قیمہ میں مقیم تھے اس وقت وہاں ایک بکری بندھی تھی جس کے تھن خشک ہو چکے تھے حضورﷺ نے جب ان پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے اس کے بعد اس کا دودھ نکال کر وہاں پر موجود سب ہی لوگوں نے پیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد مسلمان ہو گئیں۔ اس کے بعد حضورﷺ آگے کا سفر شروع کیا تھوڑی دور جانے کے بعد مکّہ کا ایک شہ سوار سراقہ بن مالک تیزی سے گھوڑے پر سوار حضورﷺ کے قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گیا، مگر سو اُونٹوں کے انعام کے لالچ نے اُسے دوبارہ ابھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان، امان پکارنے لگا حضورﷺ کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا حضور نے اُس کو معاف کر دیا تو زمین نے اُس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا اس کے بعد سراقہ نے

عرض کیا کہ مجھے امن کا پروانہ لکھ کر دیجئے، حضورﷺ کے کہنے پر عامر بن فہیرہؓ نے امن کی تحریر لکھ کر دے دی۔ سراقہ اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا، راستہ میں جو شخص بھی حضورﷺ کے متعلق پوچھتا تو وہ یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ میں بڑی دور تک اُس طرف تلاش کر چکا وہاں پر نہیں ہے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے ۱۲ / ربیع الاول کو حضورﷺ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج ''مسجدِ قُبا'' بنی ہوئی ہے رونق افروز ہوئے اور قبیلہ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ پہلے ہجرت کر کے آنے والے اکثر صحابہ بھی اسی مکان میں ٹھرے ہوئے تھے اور حضرت علیؓ بھی حضورﷺ کے حکم پر امانتیں واپس کر کہ مکّہ سے مدینہ آگئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا۔ جب اہلِ مدینہ کو حضور کے آنے کی خوشخبری ملی تو وہ لوگ استقبال کے لئے اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور آپﷺ کا استقبال کیا اور مدینہ منورہ کا ہر ایک باشندہ حضورﷺ کا قریب سے دیدار کرنے کا خواہش مند تھا حضور نے سب ہی مدینہ والوں کو ایک ایک کر کہ اپنا دیدار کروایا، مدینہ کے معزز سردار ایک ایک کر کہ حضورﷺ کے پاس آتے تھے اور حضورﷺ کی اوٹنی کی مہار پکڑ لیتے اور عرض کرتے یارسول اللہﷺ آپؐ ہمارے یہاں قیام فرمائیں مال و دولت آپؐ کے قدموں پر نثار کر دینگے، آپﷺ کی معاونت کیلئے لشکر ترتیب دیں گے، شب و روز آپؐ کی خدمت میں حاضر رہینگے۔ نبی کریمﷺ سب ہی سرداروں کو ایک ہی بات کہتے: اونٹنی کی لگام چھوڑ دو اس کو اللہ نے جہاں حکم دیا وہ وہیں جا کر بیٹھے گی کچھ دور چلنے کے بعد حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے اونٹنی بیٹھ گئی پھر اُٹھی چند قدم چل کر پھر واپس آئی اور اُسی جگہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرمﷺ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کو میز بانی کا شرف بخشا، اس طرح حضور پر نورﷺ کی ہجرت کا سفر یہاں پر ختم ہوا۔ حضور اکرمﷺ کی ہجرت کا ابتدائی سفر کے واقعات اور دوران

ہجرت کے واقعات اور مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے اور بعد کے واقعات، معجزات مضمون کی طوالت کے خوف سے تحریر میں نہیں لائے گئے ہیں۔

(سراقہ بن مالک جو حضور کو پکڑنے کیلئے آئے تھے یہ وہی صحابیؓ ہیں جس کو حضورؐ نے کسی موقع پر یہ خبر دی تھی کہ اے سراقہ: تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائینگے۔ جب حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایران فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے سراقہ بن مالک کو اپنے ہاتھوں سے کنگن پہنائے)

آیئے اب آپ کے سامنے چند قرآنی آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں ہجرت کی فرضیت اور جن لوگوں نے ہجرت فرض ہونے کے باوجود ہجرت نہیں کی اُن کے بارے میں کی گئی وعیدیں پیش خدمت ہیں۔

آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْ فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓااَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْ ا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْ وٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَ تْ مَصِیْرً. (سورۃ النسآء۔۹۷)

ترجمہ: جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حالت میں تھے وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین اتنی وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۃ نسآء۔۹۷)

آیت: وَمَنْ یُّھَا جِرْفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَ رْضِ مُرٰ غَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْم بَیْتِہٖ مُھَا جِرًااِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِ کْہُ الْمُوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًارَّحِیْمًا. (سورۃ النسآء۔۱۰۰)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جائے پناہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے نکل جائے (راستہ میں) اس کو موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورۃ النسآء۔۱۰۰)

آیت: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَ هَا جَرُوْ اوَجٰهَدُوْ بِاَ مْوَا لِهِمْ وَ اَ نْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُ وْااُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْ لِيَآ ءُ بَعْضٍ. وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَا جِرُوْ امَا لَكُمْ مِّنْ وَّ لَا يَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا. (سورۃ الانفال)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی ولایت (وراثت) سے کچھ سروکار نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں (انفال۔۷۲)

آیت: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَهَاجَرُوْ اوَجٰهَدُوْفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَ مْوَا لِهِمْ وَاَ نْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَ جَةً عِنْدَ اللّٰهِ . وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَآ ئِزُوْنَ. (سورة التوبة. ۲۰)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے لڑے، ان کیلئے اللہ کے پاس بڑے درجے ہیں اور وہی مراد پانے والے ہیں۔

آیت: وَالَّذِيْنَ هَا جَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَاظُلِمُوْ لَنُبَوِّ ئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَ جْرُ الْاٰ خِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْ ا يَعْلَمُوْنَ. (النحل. ۴۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کیلئے وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ (سورۃ النحل. ۴۱)

آیت : وَقَالَ اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ. (سورۃ الصّٰفٰت ۔۹۹)

ترجمہ: اور (ابراھیم) نے کہا اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں (یعنی ہجرت کرنے والا ہوں) وہ مجھے صحیح راہ دکھائے گا۔(سورۃ الصّٰفٰت ۔۹۹)

آیت : وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَیَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ. (سورة الحج.۵۸)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ اللہ ان کو ضرور اچھی روزی دیگا اور اللہ ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (حج ۔۵۸)

آیت: فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ وَقَالَ اِنِّیۡ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

ترجمہ: اس کے باوجود صرف ان پر لوط ایمان لائے۔اور (ابراھیم نے) کہا میں اپنے پروردگار کی طرف ترک وطن کر کے جانے والا ہوں بے شک وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

(سورۃ العنکبوت ۔۲۶)

مذکورہ قرآنی آیات کے علاوہ اور آیات بھی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کو فرض فرمایا ہے اور ہجرت نہ کرنے والوں کے بارے میں وعیدیں پیش کی ہیں۔مضمون کی طوالت کے خوف سے چند اور آیاتوں کی نشاندہی کی جارہی ہے۔(۱) سورۃ النسآء ۔۸۹، ۹۴، ۹۵، ۹۶ (۲) سورۃ ال عمران ۔۱۰۳، ۱۹۵۔ (۳) سورۃ انفال ۔۷۴، ۷۵ (۴) سورۃ الحشر ۔۹، ۸ (۵) سورۃ ممتحنۃ ۔۹ (۶) سورۃ النحل ۔۱۱۰۔اس کے علاوہ اس ضمن میں اور بھی آیاتیں آئی ہیں، الغرض بحکمِ خدا ہجرت ایک موقتی فرض ہے جیسا کہ ''جہاد''۔ جہاد اُس وقت فرض ہوجاتا ہے جب کہ اسلام خطروں سے دوچار ہو، جیسے ہی خطرات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جہاد کی فرضیت خودبخود ختم ہوجاتی ہے۔اسی طرح ہجرت کرنے کے اسباب پیدا ہوجائیں تو دوسرے

امن کے مقام پر ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اسکے علاوہ نیک کاموں کے حصول، طلب علم، درس وتدریس، تبلیغِ دین وغیرہ وغیرہ کیلئے بھی ہجرت کی جاسکتی ہے۔ ہجرت کا قانون اسلام میں ایک مستقل قانون ہے اور اس قانون کا اصل مقصد مسلمانوں کی دین کی حفاظت کرنا ہے یعنی جس مقام یا جس ملک میں اسلامی زندگی گذارنا مشکل ہو جائے دین پر چلنا دشوار ہو جائے اور وہاں کے مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ رہے کہ وہ لوگ جہاد کر کہ اُن پر فتح حاصل کر سکتے ہیں تو ایسے حالات میں دین اسلام کی حفاظت کی خاطر ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ ہجرت کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ مسلمانوں کو لگاتار تکلیفیں پہنچائی جارہی ہیں، وہاں کا کافر معاشرہ اُن سے سوتیلا سلوک کر رہا ہے، معیشت کے اسباب ختم کردئے جارہے ہیں۔ بدحالی اور فاقہ کشی پر مجبور کیا جارہا ہے۔ اُن کی جان اور عزت کی حفاظت کرنے سے لاپرواہی برتی جارہی ہے، اُن کے اموال اور جائداد ضبط کر کہ ان کا اخراج کیا جارہا ہے تو ایسے حالات میں مسلمانوں پر اُس ملک سے نکل کر دوسرے کسی امن کے مقام پر چلے جانا فرض ہو جاتا ہے۔ جب کبھی بھی ہجرت کرنے کے اسباب پیدا ہو جائیں اور مسلمان ہجرت سے اعراض کرنے لگیں تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس مسلمان ہی نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کو دوست بنانے سے مہاجر مسلمانوں کو منع فرمایا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہجرت جیسے اہم فرض سے منہ پھیر کر ایمان کا سودا متاع حیات دنیا کے عوض کر لیتے ہیں اور دائرہ ااسلام سے خارج ہو جاتے ہیں یعنی یہی لوگ مشرکین میں شامل ہیں۔ اسی لئے ان لوگوں کو قانون اسلامی کے تحت گرفتار کر کے قید میں ڈال دینا اور ان کا قتل کر دینا واجب ہے۔ اب آپ کے سامنے چند احادیث نبویؐ، نقلیاتِ امامناؑ اور بزرگانِ دین کے اقوال پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں ہجرت کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہجرت نہیں منقطع ہوگی جب تک توبہ نہ منقطع ہو اور توبہ نہ منقطع ہوگی جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو۔ پس جان اے عزیز کہ قیامت تک قرآن منسوخ نہیں اور قرآن کی پیروی قیامت تک عین فرض ہے، جب تک یہ آیتیں منسوخ نہ ہوں گی ہجرت باقی رہیگی۔ (انصافنامہ۔۱۶۲)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین کیلئے بشارت دی ہے کہ وہ جنتی ہے اور فرمایا مہاجر ابراھیم علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کہ جنت میں رفیق ہونگے۔ (اسوہ رسولؐ)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے تحقیقِ شان یہ ہے کہ قریب میں ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی پس نیک لوگ ابراھیم علیہ السلام کے مقامِ ہجرت کی طرف جانے والے ہیں۔

حدیث: حضرت حسن بصریؒ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ ہجرت کی، خواہ ایک بالشت ہی سفر کیا ہوتو اُس نے جنت اپنے لئے لازم کرلی۔ (تنبیہہ الغافلین)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جب تک ظاہری گھر سے اول ہجرت نہ کی جائے باطنی ہجرت نصیب نہ ہوگی لیکن باطنی ہجرت کا حاصل ہونا بغیر ظاہری ہجرت کے نادرات سے ہے چناچہ نادر معدوم کے مانند ہے۔ (انصاف نامہ۔۱۵۲)

نقل: حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ جو شخص صبح ہجرت کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں آیا وہ مرشد ہے اس کا جو آخر روز یعنی عصر کے وقت ہجرت کر کے آیا کیونکہ آخر میں آنے والا اول آنے والے کو دیکھ کر آیا لہذا اول مرشد ہے آخر کا (حاشیہ۔۶۷)

نقل: حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا جس نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی

تصدیق کی اور آپ کی صحبت اور ہجرت سے باز رہا تو اس پر مہدی موعود علیہ السلام نے منافقی کا حکم کیا ہے۔(حاشیہ انصافنامہ۔۱۸)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہی ہوتے ہیں ہر آدمی کیلئے وہی ہے جو وہ نیت کرے پس جس کی ہجرت اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہوتی ہے اور جس کی ہجرت باغراض دنیوی ہو تو وہ دنیا ہی پاتا ہے یا عورت ہی مل جاتی ہے کہ اس کو نکاح کر لیتا ہے الغرض جس غرض سے ہجرت کی جائے وہی ملتا ہے۔(انصاف نامہ۔۱۵۳)

نقل: حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے فرمایا کہ جو شخص ترک دنیا کیا ہے، ہجرت وصحبت سے باز رہا تو اس کی ترک دنیا طلب دنیا کے برابر ہے۔ پس اس پر فرض ہے کہ ہجرت اور صحبت اختیار کرے ورنہ اس کے لئے دین کا بہرہ کچھ نہیں پہنچتا۔(حاشیہ صفحہ ۹۹)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ہجرت کر کے گجرات سے خراسان کو جائے اور اس کے قرابت دار گجرات میں ہوں اور اس کی دلی توجہ قرابتداروں کی طرف ہو تو وہ شخص ظالموں سے ہے۔(انصاف نامہ۔۱۶۵)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ایک روز فرح مبارک میں اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور مہدی کی قوم کیلئے کوئی مخصوص مقام اور سکونت گاہ نہیں ہے۔ (حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی نقل مبارک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ کے حکم سے مہدی موعود علیہ السلام کو بار بار الگ الگ مقامات پر دین کی تبلیغ یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہچانے کیلئے ہجرت کا جو حکم ہو رہا تھا اسی لئے مہدی موعودؑ نے فرمایا مہدیؑ اور آنے والے دور کے سچے مہدویوں کو اسی طرح ہجرت کرنی پڑے گی کہ وہ کسی ایک مقام پر مقیم نہیں ہونگے کیونکہ صاف اور شفاف پانی بھی ایک جگہ مسلسل ٹھہرا رہا تو وہ بھی خراب ہو جاتا ہے)(شواہد ولایت۔۲۳۹)

نقل: حضرت بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ جب فرح سے گجرات کی طرف واپس ہو رہے تھے راستے میں اُن کی ملاقات غازی خاں اور شکر خاتون سے ہوتی ہے۔ جو مہدی موعودؑ کی تصدیق کر چکے تھے۔ مگر مہدی موعودؑ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔ جب وہ لوگوں نے سنا کہ ''جس نے تصدیق مہدیؑ کے بعد مہدی موعودؑ کے ساتھ ہجرت نہیں کی وہ منافق ہے''۔ یہ سنتے ہی غازی خاں اور شکر خاتون ہجرت کرتے ہوئے مہدی موعودؑ کی خدمت میں جا رہے تھے۔ مگر راستے میں بندگیمیاںؓ سے ملاقات ہوگئی اور میاںؓ نے مہدی موعودؑ کے وصال کی خبر سنادی۔ جس سے ان دونوں کو حد درجہ رنج ہوا اس کے بعد وہ دونوں بندگیمیاںؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر وقت تک آپؓ کے ساتھ رہے۔ ایک روایت کے مطابق غازی خاں بندگیمیاںؓ کے دائرہ میں اکثر و بیشتر امامت کرتے تھے پھر بھی میاںؓ نے انہیں جنت کی بشارت نہیں دی۔

★ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا ہے ہجرت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غیر منقطع ہے لیکن آنحضرت ﷺ کا یہ قول کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے وہ تو جلا وطنی اور مخصوص ہجرت ہے۔ پس یہ مخصوص ہجرت فتح مکہ کے بعد منقطع ہوگئی ہے۔ (تفسیر مفاتیح الغیب جلد۴، ص۔۵۸۰)

★ حضرت ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں سرکار نامدار، مدنی تاجدار ﷺ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو جو شخص ایسی جگہ میں ہو جہاں گناہ ہوتے ہیں اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نکل آیا تو اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کیا لہٰذا جنت میں ان مقتدر ہستیوں کا پڑوس نصیب ہوگا۔ (فیضان سنت۔۲۶۸)

ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کرنا انبیاء و مرسلین کی سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور اکرمؐ تک تقریباً تمام انبیاء و مرسلین نے ہجرت کی ہے۔ جس میں قابل ذکر ہیں ۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسٰی علیہ السلام، اصحابِ کھف ،حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ہجرت اپنے دین کو بچانے کیلئے کرنا فرض ہے جیسا کہ اصحاب کھف نے کی تھی۔
اصحاب کھف کے دور میں بت پرستی عام تھی خود بادشاہ اپنے آپ کو خدا مانتا تھا اور رعایا اُس کی پوجا کرتی تھی اصحاب کھف جو سات اصحاب تھے ہر روز ایک ایک فرد بادشاہ کی خدمت میں موجود رہتا تھا اُن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا اور وہ لوگ بادشاہ دقیانوس کے بہت ہی قریبی تھے ،ان کے نام اس طرح ہیں (۱) یملیخا (۲) کملینا (۳) مرطونس (۴) بسمینوس (۵) سارینوس (۶) ذونواس (۷) کفشیطی نونس۔ان سات افراد کے قائد یملیخا تھا جو کافی عقلمند و سمجھدار تھا ایک دن کا واقعہ ہے یملیخا بادشاہ کے دربار میں کھڑے تھے ایک دم تختِ شاہی کے ایک کنارے پر ایک بلّی کودی بادشاہ گھبرا کر تخت سے کود کر اس طرح بھاگا کہ گرنے ہی والا تھا۔ یملیخا کو اس وقت خیال آیا کہ بادشاہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور ایک بلّی کے کودنے سے خوف زدہ ہو کر تخت چھوڑ کر بھاگ گیا۔یہ خدا نہیں ہوسکتا یہ بھی ہماری طرح عاجز ہے لہذا یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کی خدائی کو تسلیم کیا جائے ،ان ہی خیالات میں گم یملیخا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے یملیخا کو پریشان دیکھ کر اُن کے ساتھیوں نے ماجرا جاننا چاہا تو یملیخا نے سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ اس معلق آسمان کے نیچے بچھی ہوئی زمین اور عالم میں پیش آنے والے عجائب و غرائب کے کسی قدیم صانع اور علیم پروردگار کا ہونا لازمی ہے اس لئے ہم اپنی زندگی کو کیوں ضائع کریں اور اس ظالم ستمگار اور خونخوار کی خدمت کریں ،اس کی پوجا کریں اور ان بتوں کی پرستش کریں۔میرے دوستو تم گواہ ہو جاؤ کہ میں ان اعمال سے برات کا اظہار کرتا ہوں اور آسمان و زمین بنانے والے خدا پر ایمان لاتا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے دین و ملت کو قبول کرتا

ہوں۔یملیخا کی باتیں سن کراُن کے ساتھی بھی توبہ کی اور کہا ہم دقیانوس کی خدائی اور بت پرستی سے اظہار برات کرتے ہیں آسمان وزمین بنانے والے خداپر ایمان لاتے ہیں اورسب ہی نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا،اس کے بعد یملیخا نے کہا دوستو: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اس کی توحید کا اقرار کیا ہے ۔اب مناسب یہ ہے کہ ہم یہاں سے ایسی جگہ ہجرت کریں جہاں ہم دوسروں کی نظروں میں نہ آئیں وہاں عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوجائیں تاکہ اس کی رحمت کے سایہ میں آجائیں اورہمیں اچھا اورعمدہ ماحول میسر آجائے کچھ دن بعد ان لوگوں نے دقیانوس سے شکار پر جانے کی اجازت لی اور روانہ ہوگئے راستہ میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اس سے انہوں نے کھانا طلب کیا، چرواہے نے انہیں کھانا دے کر کہا میرے مہمانوں: میں تمہارے چہروں پر شہزادگی کے آثار دیکھتا ہوں بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہے؟ ان لوگوں نے کہا یہ بتلانے والی بات نہیں ہے۔ یہ سن کر چرواہے نے کہا میں رازداری کا وعدہ کرتا ہوں ۔اس وعدہ پاسداری پر انہوں نے چرواہے کوساری بات بتادی، چرواہے نے کہا عرصے سے میں بھی یہی سونچتا رہا تھا لیکن کسی کو بتانے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا اب مجھے اپنے ہم خیال احباب دستیاب ہوئے ہیں آپ لوگ مجھے تھوڑی مہلت دیں اور میراانتظار کریں تاکہ میں لوگوں کی بکریاں ان کے پاس پہنچادوں اورآپ کے ساتھ ہوجاؤں،ان نوجوانوں نے کہا مناسب ہے ہم تمہاراانتظار کریں گے چناچہ چرواہا گیا اور بکریوں کو چھوڑ کر ان نوجوانوں کہ پاس واپس آگیا تو یہ سب آگے کے سفر پر روانہ ہوئے چرواہے کے ساتھ اس کا کتا جس کا نام قطمیر تھا۔ وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ چلنے لگا تو نوجوانوں نے چرواہے سے کہا اس کتے کو واپس کروکہیں ایسا نہ ہوکہ اسکے بھونکنے سے لوگوں کو ہمارے راستے کا علم ہوجائے اور ہمارا پتہ چل جائے چناچہ کتے کو کئی بار بھگانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ واپس نہ گیا جب بہت زیادہ کوشش کی گئی تو خلافِ نظامِ فطرت اللہ تعالیٰ کی

عطا سے کتا گویا ہوا اور کہنے لگا میری طرف سے فکر نہ کریں میں تو آپ کی حفاظت کے لئے ساتھ ہوں آپ لوگوں کی نشاندہی کیلئے نہیں کتے کی یہ بات سن کر سب ہی مطمئن ہو گئے اور روانہ ہو گئے یہاں تک کے غار میں چلے گئے اور کتا بھی غار کے دروازے پر بازو پھیلا کر بیٹھ گیا۔ غار میں قیام کے دوران یملیخا روزانہ غار سے باہر آتے اور اپنے ساتھیوں کیلئے کھانا لاتے ایک دن شہر میں آئے تو معلوم ہوا کہ دقیانوس کی فوج ان لوگوں کو ہر طرف ڈھونڈ رہی ہے یہ خبر سنتے ہی سب ہی اصحاب کھف نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یا اللہ ہمیں دقیانوس اور اس کے لشکر کی آنکھوں سے پوشیدہ کردے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان پر نیند مسلط کر دی۔ ادھر دقیانوس کے آدمی غار کے اندر گئے مگر اللہ کی قدرت نے اُن کے آنکھیں بے نور کر دیں اور وہ اُن کو دیکھ نہ سکے۔ بادشاہ کو یقین تھا کہ وہ لوگ اندر ہی ہیں تو اُس نے غار کے دہانے کو پتھروں سے بند کروادیا تا کہ وہ لوگ باہر نہ آسکے اور بھوک پیاس سے اندر ہی مر جائیں۔ (۳۱۰ سال) تین سو دس سال بعد جب اصحاب کھف کی آنکھ کھلی تو وہ لوگ سوچنے لگے کہ ہم ایک دن یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ غار میں رہے اس وقت صبح ہوئی تھی اور ان لوگوں کو بھوک کا احساس ہوا چناچہ یملیخا اٹھے اور کھانا لانے کیلئے باہر نکلے تو غار کے دہانے پر ٹوٹی ہوئی دیوار کے نشانات اور جانوروں کا باڑ بنا دیکھ کر تعجب کرنے لگے ہم اندر گئے وقت تو یہاں کوئی دیوار نہیں تھی اور نہ ہی کوئی باڑ، اس دہانے پر دیوار لگائی کس نے اور توڑی کس نے؟ ان ہی خیالوں میں وہ بازار پہنچے تو بازار کی حالت بھی بدلی ہوئی تھی شہر کے عمارتیں، رہن سہن، بولی سب ہی بدلی ہوئی تھی تعجب کرنے لگے پھر ایک روٹی والے سے روٹی خریدی اور دقیانوسی دور کے سکّے دیئے تو دکاندار نے تعجب سے ان سکوں کو دیکھا اور یملیخا سے پوچھنے لگا یہ سکے تمہارے پاس کہاں سے آئے تمہیں کہیں سے گاڑھا ہوا خزانہ ملا ہے اب اس دفینہ سے میرا حصہ بھی دو ورنہ بادشاہ کے

دربار میں تمہیں لے جاؤں گا، جب بات بڑھی قاضی تک پہنچی قاضی بھی دقیانوسی دور کے سکے دیکھ کر تعجب کرنے لگا اور یملیغا سے پوچھ تاچھ کی تو یملیخا نے سارا واقعہ سنایا مگر قاضی کو یقین نہیں ہوا کہ تین سو سال پہلے دقیانوس نامی بادشاہ یہاں پر حکومت کرتا تھا۔ قاضی نے یملیخا سے کہا مجھے اس کا تو علم نہیں ہے کہ تین سو سال پہلے کون یہاں پر حکومت کرتا تھا اور جو تم کہہ رہے ہو وہ بھی میری سمجھ سے باہر ہے مگر اب اس قطہ پر ایک مردمومن نیک سیرت بادشاہ ''تندوسیس'' حکومت کرتا ہے۔ قاضی کی یہ باتیں سن کر یملیخا کو تعجب ہوا، قاضی نے یہ سارا واقعہ ایک سپاہی کے ذریعہ بادشاہ تک پہنچایا اور اصحاب کھف سے ملنے غار میں یملیغا کے ساتھ چلا گیا بادشاہ بھی وہاں پہنچ کر ساری تفصیلات کا جائزہ لیا، اصحاب کھف نے اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت کی دعا فرمائی، مشیتِ خداوندی پوری ہوچکی تھی اللہ تعالیٰ زمانے کو دکھانا چاہتا تھا کہ جب قیامت قائم ہوگی اور مردے قبروں میں سے نکلیں گے تو انہیں ایسا ہی معلوم ہوگا کہ وہ لوگ ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ ہی سوئے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصحاب کھف پر نیند کا غلبہ ہوا اور ان کی ارواح قفس عنصری سے پرواز کرگئیں۔ یہ دیکھ کر بادشاہ ان لوگوں کی تدفین کرنے کا حکم دیا اور غار کے دہانے پر اصحاب کھف کی یادگار تعمیر کروائی جو زیارت گاہ عام ہے۔ یہ تمام واقعہ کی بہترین منظر کشی سورۃ کھف میں موجود ہے۔

انبیاء و مرسلین کی اتباع کرتے ہوئے اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کے بے حساب مقربین نے بھی ہجرت فرمائی ہے۔ ہجرت مسلمانوں پر ایک ایسا فرض ہے جو امن و امان کے دنوں میں فرض نہیں ہوتا یہ اُس وقت فرض ہو جاتا ہے جب کہ مسلمانوں کو کھلے عام عبادت کرنے میں مشکلات پیدا ہو جائیں۔ بظاہر دنیاوی عیش و آرام بھری زندگی ہر ایک انسانی فطرت کو اچھی لگتی ہے، اپنے ہی وطن میں اپنے دوست احباب، رشتے دار، اہل وعیال، کاروبار، زمین جائداد،

عزت وشہرت، منصب و جاگیر، راحت اور سکون بھری پر مسرت زندگی کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں ہجرت کرنا وہ بھی صرف دین اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے کوئی آسان کام نہیں ہے، یہ کام وہی کر سکتے ہیں جس کو اللہ نے توفیق فرمائی ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں ہے، عام طور پر زیادہ تر مسلمان ہجرت نہیں کرتے اور کچھ لوگ کرتے بھی ہیں تو صرف آخرت کی تیاری کیلئے یعنی جنت کیلئے مگر قوم مہدویہ میں ہجرت صرف اور صرف اللہ کی رضا اور اللہ کے دیدار کیلئے کی جاتی ہے کسی بھی مہدوی کو جنت اور دوزخ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ تو صرف اللہ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے ہی اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ جس طرح حضرت حاجی مالیؓ نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دیدار کیلئے ہجرت فرمائی تھی۔ ہجرت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان جس ملک میں بھی جائے گا اُس کے شب و روز کے مصروفیات اُس کے اچھے اخلاق سے وہاں اسلام کی خوبیاں خود بخود پھیلتی چلی جائیں گی اور خدائی پیغام کا دائرہ عمل بھی وسیع تر ہوتا چلا جائیگا آیئے اب آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مہدی موعود علیہ السلام نے جو ہجرت فرمائی تھی اُس کے چند واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مہدی موعودؑ کی عمر مبارک جب چالیس سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہدی موعودؑ کو حکم ہوتا ہے کہ ''اے سید محمد میرے لئے ہجرت کرو اور لوگوں کو میری طرف بلاؤ'' اس وقت ۸۸۷ ہجری، جمادی الاول کا مہینہ تھا۔ سب سے پہلے مہدی موعودؑ نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور ہجرت کرتے اور دین کی دعوت دیتے ہوئے جونپور سے (کالپی) داناپور پہنچے، وہاں پر تبلیغ کرتے ہوئے چندیری پہنچے۔ وہاں پر مہدی موعودؑ کی دعوت کی شہرت اور بیانِ قرآن کا چرچا ہر سو ہونے لگا۔ ہر روز مجلسِ وعظ میں خلائق کا کثرت سے اژدھام بڑھنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہاں کے مشائخ و پیرزادے جو گنتی میں اٹھارہ تھے، آتش حسد میں جلنے لگے اور آپؑ کو وہاں

سے دوسرے مقام پر بھیجنے کی بھرپور کوشش کی مگر جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا، مہدی موعودؑ نقلِ مقام نہیں کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو آپؑ نے ہجرت کرتے ہوئے چاپانیر پہنچے۔ وہاں کا بادشاہ محمود بیگڑہ تھا۔ اُس نے مہدی موعودؑ کا حال دریافت کرنے اپنے دو معتمد امیر فرہاد ملک اور سلیم خان کو بھیجا۔ یہ لوگ جب مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچے عصر کا وقت تھا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مہدی موعودؑ نے قرآن کا بیان کیا، ان لوگوں نے آپؑ کا بیان سن کر مہدی موعودؑ کے گرویدہ ہوگئے اور تصدیق سے مشرف ہوئے۔ واپس جا کر سارا حال محمود بیگڑہ کو سنایا۔ ادھر علماء سو مسلسل مہدی موعودؑ کے بارے میں غلط بیانی کر رہے تھے۔ اس کے باوجود محمود بیگڑہ مہدی موعودؑ کا معتقد ہوگیا۔ اسی اثناء میں حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ پیرِ کامل کی تلاش اور طلب علم کے لئے چاپانیر میں سلیم خاں کی مسجد و خانقاہ میں ٹھیرے ہوئے تھے جب آپؓ کو مہدی موعودؑ کے بارے میں علم ہوا تو فوراً مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچے، مہدی موعودؑ خود آگے بڑھ کر آپؓ سے معانقہ کیا اور ذکرِ خفی کی تعلیم دی۔ مہدی موعودؑ چاپانیر میں قریباً دیڑھ سال رہے۔ ہر روز خلائق کا اژدھام بڑھتا جارہا تھا اور مہدی موعودؑ کی تصدیق کر کے ذکرِ خفی کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اسی دوران حُرمِ اول سیدتنا بی بی الہٰداتیؓ کا انتقال ہوگیا اور آپؓ کو ایک مینار مسجد کے مشرق میں پہاڑ کے دامن میں سپردِ خاک کیا۔ مہدی موعودؑ نے بی بی الہٰداتیؓ کو بہت سی بشارتیں دی تھیں۔

چاپانیر میں ہی محمود بیگڑہ کی دو بہنیں راجے سون اور راجے مرادی رہتی تھیں وہ دونوں بہنیں مہدی موعودؑ کی تصدیق سے مشرف ہوئیں۔ وہاں سے مہدی موعودؑ ہجرت کرتے ہوئے مانڈو پہنچے۔ وہاں کا بادشاہ سلطان نصیرالدین تھا۔ اُس نے اپنے والد سلطان غیاث الدین کو قید کر کے اپنی حکمرانی کا سکہ جمایا تھا۔ مگر اپنے والد کو اتنی آزادی دے رکھی تھی کہ وہ محل کے اندر ہی

اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذار سکیں ۔ جب سلطان غیاث الدین کے کانوں تک یہ بات پہنچی کہ ایک سید اپنے بیانِ قرآن سے ساری خلائق کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں تو سلطان نے مہدی موعودؑ کی خدمت میں پیام بھیجا کہ میں آپؑ کی خدمت میں آنے سے لاچار ہوں اگر آپؑ اپنے خادموں میں سے کسی دو اصحاب کو بھیجے تو میں آپؑ کی ساری کیفیت سے واقف ہوسکوں گا ۔ مہدی موعودؑ نے سلطان کی التجا قبول کرتے ہوئے میاں سلام اللہؓ جو آپؑ کے چچیرے بھائی اور برادرِ نسبتی ہوتے ہیں اور میاں ابوبکرؓ جو آپؑ کے صحابی تھے جس کے بارے میں مہدی موعود آخرالزماں نے قطعی جنتی ہونے کی بشارت فرمائی تھی اُن کو بھیجا۔ سلطان نے جب دونوں حضرات کی باتیں سنیں تو بہت خوش ہوا اور کہا یہ بیشک ذاتِ مہدی موعود آخرالزماں ہیں۔ بندے نے حضرتؑ کی تصدیق کی ہے ۔ جس وقت اس کا ظہور ہوگا آپ لوگ میری تصدیق کی گواہی دے دینا۔ جب یہ دونوں حضرات واپس ہورہے تھے تو سلطان نے مہدی موعودؑ کے لئے ساٹھ قنطار اشرفیوں سے بھری ہوئیں بطور نذرانہ بھیجی (قنطار گائے کی کھال کو کہتے ہیں) اور ایک موتیوں کی تسبیح تھی جس کی قیمت ایک کروڑ محمودی تھی۔ سلطان کے غلام جب یہ سارا مال لے کر حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے سارا مال انہی لوگوں کو بانٹ دینے کو کہا جو مال کے پیچھے آئے تھے۔ موتیوں کی تسبیح ایک دف بجانے والے کو دے دیا جو اُس وقت وہاں حاضر تھا۔ اسی اثناء میں کسی نے مہدی موعودؑ سے فرمایا میرانجی یہ آپؑ کے فقراء کا حق تھا جو اس مال کے مستحق ہیں انہیں کیوں نہیں دیا؟ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ مال و دولت، ملازمت، کاروبار، گھر بار ہر چیز چھوڑ کر محض خدا کی طلب رکھتے ہیں اور سوائے خدا کی ذات کے اور کچھ نہیں چاہتے انہیں دنیاوی مال و دولت کی کیا حاجت، انہیں تو اللہ کی معرفت چاہئے، یہ لوگ ذاتِ باریٔ تعالیٰ کے دیدار کے مستحق ہیں۔ ایک صحابی

نے مہدی موعودؑ کی خدمت میں آ کر عرض کیا میرانجی ایک قنطار رہ گیا ہے۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا اس کا نصف حصہ سویت کردو اور باقی نصف حصہ سے کل ۲/ ربیع الاول کو حضور اکرم ﷺ کا عرس شریف ہے اس سے عرس کا انتظام کر کے غرباء کو کھلاؤ۔ جب عرس کا پکوان ہو رہا تھا تو اس وقت صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ اپنے چھوٹے بھائی میاں سید اجملؓ کو گود میں لے کر کھیل رہے تھے۔ اچانک آپؓ کے ہاتھ سے میاں اجمل دیگ میں گر کر شہید ہو جاتے ہیں اور آپؓ کو وہاں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے اس قبرستان میں اٹھارہ ہزار آدمی دفن تھے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت مہدی موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فرمان حق ہوتا ہے کہ اے سید محمد اس قبرستان کے تمام اہل قبور کو میاں سید اجملؓ کے واسطہ سے ہمیشہ کے لئے ہم نے بخش دیا ہے اس سانحہ کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے آپ کو حجرے میں بند کر لیا اور بہت آہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے، ہمارے ہاتھ سے یہ واقعہ کیسے ہو گیا۔ حضرت میاں سلام اللہؓ نے امامناؑ کی بارگاہ میں جا کر کہا ''میراں جی سید محمودؓ بہت زاری کر رہے ہیں حال متغیر ہو گیا ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا ''اے سید محمد جاؤ اور سید محمودؓ کو تسلی اور بشارت دو'' فوراً ہی حضرت مہدی موعودؑ اپنے جانشینؓ کے پاس جا کر فرمایا۔ کیوں رنجیدہ ہوتے ہو اور کیوں زاری کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوا اس لئے آپؓ کے بھائی میراں اجملؓ کو شہادت نصیب ہوئی۔ بندہ یہ اللہ کے فرمان سے کہہ رہا ہے اگر میراں سید اجملؓ زندہ رہتے تو تمہارے مقام کو پہنچتے **لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقام پر کسی کو پیدا نہیں کیا**۔ اسی دوران حضرت مولانا الہداد حمیدؓ بھی مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچ کر تصدیق سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد مہدی موعودؑ تمام قافلہ کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے برہان پور خاندیس ہوتے ہوئے دولت آباد پہنچے۔ وہاں پر بہت سے اولیاء اللہ کے مزارات ہیں۔ آپؑ نے اولیاء اللہ کی زیارت فرمائی اور وہاں سے

ہجرت کرتے ہوئے احمد نگر پہنچے وہاں پر کثیر تعداد میں لوگوں نے آپؑ کی تصدیق فرمائی۔ ان میں سے احمد نگر کا والی احمد شاہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا وہ بھی مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچا اور اولاد کیلئے دعاؤں کی گذارش کرنے لگا مہدی موعود آخرالزماں نے احمد شاہ کو اپنا پسخوردہ دیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اولاد عطا فرمائی جس کا نام برہان نظام الملک رکھا گیا وہ بھی سنِ بلوغ کو پہنچ کر حضرت شاہ نعمتؓ کا مرید ہوا اور اُس نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت مہدی موعودؑ و بی بی ملکانؓ کے نبیرہ حضرت بندگی میاں سید حمیدؓ کے فرزند حضرت سید میرانجیؓ سے کروایا۔ الغرض مہدی موعودؑ احمد نگر سے تمام اصحاب کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے بیدر روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر آپؑ نے اپنا بیانِ قرآن جاری رکھا جس سے متاثر ہوکر وہاں کے اکثر علماء نے آپس میں بحث ومباحثہ کیا اور مشورہ کر کے کہا! لا ریب یہی ذات مہدی موعودؑ ہے۔ اسی مقام پر آپؑ کے اکثر صحابہؓ کو الہام ہوا کہ آپؑ کی ذات ہی مہدی موعودؑ ہے اور ان صحابہ نے اپنی معلومات کا اظہار مہدی موعودؑ سے کیا تو آپؑ نے فرمایا ''وقت باقی ہے، اس کا ظہور خدا کی مرضی پر موقوف ہے، جب وقت آجائے گا تو خود بخود ظاہر ہوجائے گا'' بیدر میں بھی آپؑ کا بیان قرآن کا بہت چرچا ہوا اور سینکڑوں افراد نے آپؑ کی تصدیق کی ،آپؑ کے قافلہ میں (۳۶۰) اصحاب تھے جو ہجرت کرتے ہوئے گلبرگہ پہنچے۔ مہدی موعودؑ جب گلبرگہ کے قریب پہنچے تو حضرت سید محمد گیسو درازؒ کی روح نے مہدی موعودؑ کا استقبال کیا۔ جب مہدی موعودؑ حضرت گیسو درازؒ کی عالی شان گنبد پر پہنچے اور روضہ شریف میں تشریف لے جانا چاہا تو دیکھا دروازہ مقفل تھا۔ حضرت نے ہاتھ لگایا تو قفل کھل پڑا۔ جب آپؑ اندر گئے تو دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ آپؑ بڑی دیر تک اندر رہے اور روضہ میں سے دو آدمیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ باہر کھڑے آپؑ کے صحابہؓ اور روضہ کے سجادے حیران تھے کہ اندر

سے دو آوازیں کیسے آ رہی ہیں۔ جب آپؑ باہر نکلے تو روضہ کے سجادوں نے جو دعوت کا اہتمام کئے تھے آپؑ سے دعوت قبول فرمانے کی درخواست کرنے لگے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا معاف کیجئے سید محمد سے بندے نے رخصت لے لی ہے، وہاں سے آپؑ حضرت شیخ سراج الدینؒ کے روضہ کو تشریف لے گئے اور وہاں سے ہجرت کرتے ہوئے بیجا پور پہنچے۔ وہاں کچھ دن قیام کیا اور وہاں سے رائے باغ پہنچے۔ وہاں پر کچھ دن قیام کیا پھر وہاں سے چیتا پور پہنچے رمضان کا مہینہ تھا وہاں پر آپؑ نے اعتکاف کیا۔ پھر وہاں سے کوکن ہوتے ہوئے ڈابول بندر جو جیول کے قریب ہے حج کو جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپؑ کے ساتھ قافلہ کے تمام لوگ جو (۳۶۰) اصحاب پر مشتمل تھے جہاز پر سوار ہو گئے مہدی موعودؑ نے سب مہاجرین سے فرمایا کہ زادِ راہ ساتھ کچھ نہ رکھو صراحیوں کا پانی تک پھینک دو صرف تقویٰ و توکل کو زادِ راہ بناؤ۔ جہاز کا سفر شروع ہوا، مہدی موعودؑ اور تمام مہاجرین بغیر کچھ کھائے پیئے صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے سفر کر رہے تھے چند دن کے فاقے کے بعد ایک روز ایک کشتی نمودار ہوئی اور تھوڑی دیر ہی میں جہاز کے قریب آ پہنچی۔ اس میں سے چند آدمی جہاز میں آئے، کپتان اور جہاز والوں سے پوچھا کہ اس جہاز میں متوکلوں کی ایک جماعت ہے وہ کونسی ہے؟ سب ہی لوگوں نے باتفاق حضرت مہدی موعودؑ کی جماعت کو بتلایا۔ پھر وہ لوگ مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ اس کشتی میں جو کچھ کھانے پینے کا سامان ہے وہ آپؑ کو خدا نے بھیجا ہے۔ حضرتؑ نے قبول فرمایا۔ اس سفر کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو مضمون کے طوالت کے خوف سے نہیں لکھ پا رہا ہوں۔ الغرض جہاز عدن پہنچا اور وہاں تین روز ٹھیرا اور جب وہاں سے روانہ ہو کر میقاتِ احرام یعنی یلملم پر گیا حضرت مہدی موعودؑ اور مہاجرین نے احرام باندھا اور جدہ پہنچ گئے۔ جدہ میں بھی فاقہ کشی ہوئی، جب قافلہ مکہ معظّمہ پہنچا تو طواف کے وقت مہدی

موعودؑ نے حضرت شاہ نظامؓ سے پوچھا تم پہلے بھی آئے تھے اور اب بھی آئے ہو جب میں اور اب میں کیا کیفیت محسوس کرتے ہو؟ شاہ نظامؓ نے فرمایا پہلے صرف کعبہ کو دیکھا تھا اور اب صاحبِ کعبہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

۹۰۱ھ میں بروزِ دوشنبہ (پیر کے دن) چوپن سال کی عمر میں طواف کے بعد مہدی موعودؑ نے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان بلند آواز سے کثیر مجمع میں مہدیِ موعودؑ ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ حضرت شاہ نظامؓ، قاضی علاء الدین بدریؒ اور ایک عرب نے آمنا وصدقنا کہا اور بیعت کی۔ اس کے بعد مہدی موعودؑ نے کلام اللہ کا بیان شروع کیا۔ سب ہی لوگوں نے آپؑ کا بیان سنا، اس کے بعد آپؑ اپنی قیام گاہ واپس ہوگئے۔ مکہ میں بھی آپؑ پر اور مہاجرین پر بہت ہی فقر وفاقہ رہا۔ مکہ سے ہندوستان واپس ہونے کیلئے کچھ بھی زادِ راہ نہیں تھا اس طرح تین مہینہ قیام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کچھ بھجوایا تو آپؑ نے مدینہ جا کر حضور اکرم ﷺ کی قدم بوسی کرنے کا ارادہ فرمایا اور شتر بانوں کو کرایہ بھی دے دیا۔ جب آپؑ سفر کی تیاری کرنے لگے تو یکایک حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک سے ارشاد ہوا کہ مدینہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ہی نزدیک ہوں، یہاں سے تم گجرات جاؤ۔ اس فرمان کے بعد آپؑ نے ہندوستان گجرات جانے کے لئے جہاز پر سوار ہوگئے اور وہاں پر بھی صبر آزما فاقہ رہا۔ آپؑ نے جہاز میں غذا کے طور پر صرف دو دفعہ پانی پیا۔ ایک روز جہاز میں سخت آندھی آئی اور سمندر میں طوفان آ گیا سب لوگ گھبرا گئے اُسی وقت مہدی موعودؑ قیلولہ فرما رہے تھے۔ حضرت سلام اللہؓ نے آپؑ کو بیدار کر کے فرمایا کہ کوئی دم میں جہاز ڈوبنے والا ہے آپؑ کچھ کیجئے مہدی موعودؑ نے فرمایا! میں نے کب فرمایا تھا کہ خدا کی قدرت میں میرا کوئی دخل ہے۔ حضرت سلام اللہؓ نے فرمایا کیا آپؑ خدا کے خلیفہ نہیں ہیں؟ جب تم کو میری فضیلت پر بھروسہ ہو تو ڈر کس بات کا ہے؟

پھر مہدی موعودؑ اُٹھے اور جہاز کے کنارے پر گئے اور ادھر ادھر ملاحظہ کیا۔ فوراً ہوا ساکن ہوگئی پھر مہدی موعود نے حضرت سلام اللہؓ سے فرمایا! اس طوفان میں حکمت الٰہی تھی ہوا کو خدا کا حکم ہوا تھا کہ دنوں کے راستے کو گھڑیوں میں طے کردے، لیکن تمہاری بے صبری نے اسے پورا ہونے سے روکا۔ بہر حال پھر بھی خدا تعالیٰ نے جہاز کو بہت جلد ہی (یعنی کئی دن پہلے) دیو بندر کے کنارے پہنچادیا، دیو بندر میں آپؑ کے بیانِ قرآن کا خوب چرچا ہوا اور بہت سے لوگ آپؑ کے معتقد و مرید ہوگئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؑ کھنبات بندر کے کنارے اترے جو گجرات میں ہے اور وہاں پر بہت سے بوہرے آپؑ کے معتقد و مرید ہوئے۔ وہاں سے مہدی موعودؑ احمد آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اُس وقت شہر احمد آباد ۳۶۰ محلوں سے آباد تھا۔ مہدی موعودؑ نے تاج خاں سالار کی مسجد میں قیام فرمایا۔ یہاں پر آپؑ کا اس قدر چرچا ہوا کہ بیان کے وقت ہزار ہا آدمی جمع ہو جاتے اور آپؑ کا یہ بھی ایک اعجاز تھا کہ وعظ نزدیک اور دور کے آدمی کو یکساں سنائی دیتا تھا۔ آپؑ کا بیان سن کر سیکڑوں آدمیوں نے آپؑ کی تصدیق فرمائی جن میں حضرت ملک برہان الدینؓ بھی تھے جو بڑے ہی عالم فاضل اور جلیل القدر امرائے احمد آباد میں سے تھے جو بعد میں آپؑ کے داماد بھی بنے۔ اس طرح تصدیق کرنے والوں میں حضرت امیر ملک گوہرؓ جو اثناء عشر مبشر میں شامل ہیں اور سلطان محمود بیگڑہ کا بھانجہ، حاجی مالیؒ شاہ عبدالمجیدؒ، مولانا یوسفؒ، مولانا احمد شاہ قدنؒ وغیرہ وغیرہ۔ وہاں سے مہدی موعودؑ ہجرت کرتے ہوئے پٹن جانے کا ارادہ کیا راستے میں موضع سانتیج میں ظہر کی نماز کے لئے رُکے اور ظہر کی اذان دینے کیلئے کہا، کسی صحابی نے اذان دی اس وقت حضرت شاہ نعمتؓ کا گذر ادھر سے ہو رہا تھا، جب آپؓ نے بیابان میں آذان کی آواز سنی تو فوراً وہاں پہنچے۔ مہدی موعودؑ نماز سے فارغ ہوکر قرآن کا بیان فرمایا۔ بیان فرمانے کے بعد جیسے ہی مہدی موعودؑ کی نظر حضرت شاہ نعمتؓ پر

پڑی، آپؑ نے فرمایا میاں نعمتؓ ادھر آؤ تم خدا کی نعمت ہو۔ آپؓ فوراً ہی آنحضرتؑ کے قدموں میں گر گئے مہدی موعودؑ نے شاہ نعمتؓ کو کچھ نصیحتیں کیں اور پھر آپؓ کو پاس انفاس اور ذکرِ خفی کی تلقین کی۔ وہاں سے ہجرت کرتے ہوئے پٹن کیلئے نکلے پٹن کے قریب مجذوب شاہ رکن الدین آپؑ کی خدمت میں پہنچ کر آپؑ کا استقبال کیا اور آپؑ کی مہمان نوازی کی۔

حضرت مہدی موعودؑ شہر پٹن کے باہر جنوب میں خان سرور کے تالاب کے پاس قاضی قادن کے روضہ میں قیام کیا۔ حضرت ملک بخنؓ جو حضرت شاہ خوندمیرؓ کے چچیرے ماموں تھے۔ حضرت قاضی قادن کے مقبرے پر فاتحہ پڑھنے آئے تھے۔ ملک بخن نے ایک اللہ والوں کا گروہ دیکھا اور سوچنے لگے یہ کون لوگ ہیں جن کی مہمانی شاہ صاحب جیسے بزرگ ولی نے کی ہے۔ اس سوچ میں تھے کہ مہدی موعودؑ کی نظر حضرت ملکؓ پر پڑی فوراً مہدی موعودؑ اپنی عادت کے مطابق اُن کا اصلی نام ملک برخوردارؓ کہہ کر پکارا، اپنا نام سنتے ہی آپؓ کو حیرت ہوئی، یہ نام تو میرے والد پکارا کرتے تھے، سوائے میرے گھر والوں کے شہر میں یہ نام کسی کو نہیں معلوم، فوراً ملک برخوردار، مہدی موعودؑ کے قدموں میں گر گئے مہدی موعودؑ نے آپ کو حسبِ عادت ذکر خفی کی تلقین کی۔ اسکے بعد ملک برخوردار، مہدی موعودؑ سے اجازت چاہی کہ ایک خدا کا طالب ہے اگر اجازت ہو تو آپؑ کی خدمت میں لے آتا ہوں۔ مہدی موعودؑ نے اجازت فرمائی۔ ملک بخنؓ رخصت ہوئے اور گھر پہنچ کر حضرت بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ کو مہدی موعودؑ کے متعلق بیان فرمایا، بندگیمیاںؓ فوراً حضرت ملک بخنؓ کے ساتھ مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچے، جیسے ہی مہدی موعودؑ کی نظر حضرت شاہ خوندمیرؓ پر پڑی، حضرت شاہ خوندمیرؓ بے ہوش ہو گئے۔ حضرتؑ نے بندگیمیاںؓ کے سر کو اپنی آغوش میں لے لیا اور ذکر خفی پاس انفاس سے تلقین کی اور اپنا پسخوردہ بندگیمیاںؓ کے منہ میں ڈالا تو بندگیمیاںؓ کو ہوش آیا۔ پٹن ہی میں وہاں کے گورنر کے خاندان

والے اور دوسرے امراء نے بھی مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی ہے۔جس میں قابل ذکر ہیں ملک الہٰداد ؓ ، ملک حماد ؓ ، ملک یعقوب ؓ ، ملک محمدؓ ، ملک شرف الدین ؓ ، ملک عیسیٰ ؓ وغیرہ وغیرہ۔الغرض تقریباً تمام باڑیوال خاندان اوران کے علاوہ پٹن کے نامور علماء حضرت یوسف سہیت ؓ ،محمد تاج ؓ ،عبدالرشیدؓ نے بھی تصدیق سے مشرف ہوئے۔حضرت یوسفؓ کواللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ مہدی موعودؑ کا ظہور ہوگیا ہے۔اسی لئے آپ ؓ نے سب سے پہلے مہر ولایت کی زیارت کی اس کے بعد تربیت وتلقین پا کر تصدیق کی۔اس طرح پٹن ہی میں حضرت ملک معروف ؓ ،حضرت ملک برہان الدین ؓ خلفاء اثناعشرمبشر نے بھی تصدیق فرمائی۔ اس طرح پٹن کے بہت سارے عالم،مولوی، امیر،غریب ہر طبقہ کے لوگوں نے مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی۔پٹن ہی میں حضرت مہدی موعودؑ نے بی بی ملکان ؓ سے نکاح فرمایا جوحضرت لاڑ شاہ مہاجرؒ کی دختر ہیں۔الغرض پٹن میں ہزاروں آدمی مہدی موعودؑ کے مطیع ہوگئے اور دوسری طرف دنیا دار علماء ومشائخ حکومت پر دباؤ ڈال کر مہدی موعودؑ کووہاں سے اخراج کروانے کی کوشش کرنے لگے،مبارز الملک جوکے بندگیمیاںؓ کے رشتے دار ہیں کوگورنر پٹن نے حکم فرمایا کہ مہدی موعودؑ کا اخراج کروایا جائے۔اُسی وقت حضرت شاہ خوندمیرؓ نے اخراج نامہ رکوانے کی کوشش بھی کی مگر پھر بھی حضرتؑ کے پاس صوبہ دار نے سرکاری حکم پیش کیا تو مہدی موعودؑ نے فرمایا: میرے سرکار یعنی خدا کا فرمان پہلے ہی آچکا ہے۔ میرا سفرصرف اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔الغرض مہدی موعودؑ نے مع اصحاب کے بڑلی کوہجرت فرمائی، بڑلی میں ایک دن مہدی موعودؑ اپنی قیام گاہ کے قریب کھرنی کے جھاڑ کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اُس وقت ایک بہت بڑا گروہ آپؑ کوگھیرے ہوئے تھا۔حضرت شاہ خوندمیرؓ بھی موجود تھے، یکا یک مہدی موعودؑ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہونے لگا اور مجمع عام میں سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا

''بندے کو خدا تعالیٰ کا فرمان بتاکید ہوتا ہے کہ تو مہدی موعودؑ خاتم ولایت محمدیؐ ہے، اس دعویٰ کا اظہار کردے، اگر نہ کرے گا تو ظالم ہوگا۔ پس بندہ خدا کے حکم سے اس دعویٰ کا اظہار کرتا ہے کہ ''بندہ سید محمد جونپوری، مہدی موعودؑ اور خدائے تعالیٰ کا خلیفہ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کا تابع تام ہے'' جس نے میری اتباع کی وہ مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔ کلام اللہ اور اتباع محمدؐ میرے اس دعویٰ کے دونوں گواہ اور مددگار ہیں۔ یہ حکم مجھ کو خواب یا الہام یا کشف کے طور پر نہیں ہوا بلکہ بلا واسطہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات سے ہوا ہے اس وقت مجھ کو پوری صحت ہے بیمار نہیں ہوں، پوری عقل رکھتا ہوں، مجنون نہیں ہوں، ہوشیار ہوں نیند اور نشے میں نہیں ہوں۔ اس وقت مہدی موعودؑ کی عمر مبارک اٹھاون برس تھی اور ۹۰۵ہجری تھی اس مجلس میں 360اصحاب موجود تھے، سب ہی نے آپؑ پر ایمان لایا اور تصدیق فرمائی۔

اس کے بعد مہدی موعودؑ نے اس وقت کے سلاطین کو خط لکھ کر مہدیت کا دعویٰ فرمایا اور تحقیق کرنے کے لئے فرمایا اور فرمایا اگر بندہ جھوٹا ہے تو بندہ کو قتل کردو کیونکہ اس صورت میں بندہ جہاں جائے گا اپنے مدعا کی دعوت کرے گا، خلق گمراہ ہوگی اگر یہ ثابت ہوجائے بندہ مہدی موعودؑ ہے تو تصدیق کرو اور حق کی مدد کرو۔ اس کے بعد مہدی موعودؑ چار مہینے ان خطوط کے جوابات کا انتظار فرمایا اور پھر اللہ کے حکم سے تھراڈ سے ہوتے ہوئے جالور پہنچے۔ وہاں پر آپؑ کے بیان و کلام کا بہت چرچا ہوا، ہزاروں آدمی اور سینکڑوں عالم و مولوی آپؑ کی تصدیق کی، حاکم جالور زبدۃ الملک بھی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر تصدیق سے مشرف ہوا۔ اس کے بعد مہدی موعودؑ ہجرت کرتے ہوئے ناگور پہنچے، وہاں پر بھی کثیر لوگوں نے آپؑ کی بیعت کی، خاص کر وہاں کے حاکم حضرت ملک جیؒ جو مغل تھے۔ انہوں نے بھی حضرتؑ کی تصدیق فرمائی اور مہدی موعودؑ نے انہیں شہزادہ لاہوت کہہ کر مخاطب فرمایا اور ملک جیؒ اثنائے عشر مبشر میں بھی شامل ہیں۔

چندروز بعدمہدی موعودؑ ہجرت کرتے ہوئے جیسلمیر پہنچےاور وہاں کے راجہ کی بہن بی بی بھان متیؓ سے مہدی موعودؑ نے نکاح فرمایا اور آپؑ کوایک فرزند حضرت سید علیؓ پیدا ہوئے ۔ جو بعد میں **مہدی موعودؑ کے نام پر سب سے پہلے دیوار میں چنوائے گئے اور شہید ہوئے** ۔ پھر وہاں سے ہجرت کرتے ہوئے ،خطرناک جنگلوں ،سنسان جھاڑیوں، درندوں کی کثرت ،کوسوں پانی ندارد ایسے مشکل ترین سفر کو طے کرتے ہوئے ٹھٹھ پہنچےاور بیان قرآن جاری رکھا۔ جب یہ خبر ٹھٹھ کے حاکم جام نظام الدین جس کو جام نندہ بھی کہتے ہیں پہنچی تو اس نے علماء کو مباحثہ کے لئے بھیجا اُن علماء میں حاکم ٹھٹھ کے پیر و مرشد شیخ صدرالدین جو بڑے فاضل اور نامور شیخ تھے مباحثہ کے بعد فوراً تصدیق وترک دنیا کر کے زمرہ مہاجرین میں داخل ہو گئے ۔ حاکم ٹھٹھ نے سالارِ فوج دریا خان کومہدی موعودؑ کے اخراج کا حکم دے کر بھیجا۔ جب دریا خاں چند فوجی جوانوں کو ساتھ لے کر مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچے جیسے ہی مہدی موعودؑ کی نظر دریا خاں پر پڑی گھوڑے پر سے گر کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو تلقین ہو کر واپس ہوئے ۔ اس طرح ٹھٹھ کے قاضی عالم عارف، مولوی شیخ الیاس اور مولوی فاضل نے بھی تصدیق کی ۔ ادھر حاکم ٹھٹھ (سندھ) بارہا کوشش کی کہ مہدی موعودؑ کا اخراج کرا سکے،مگر ناکام رہا۔ مہدی موعودؑ ایک سال تک وہاں رہے اور جب اللہ کا حکم ہوا وہاں سے جانے کا تو آپؑ ہجرت کرتے ہوئے کاہہ جانے کا ارادہ کیا، جب یہ خبر حاکم سندھ کو ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا اور کشتیوں میں جانے کا مشورہ دیا جو حضرتؑ نے قبول فرمایا۔ حاکم سندھ نے ملاحوں کو وسط دریا میں کشتیوں کو غرق کرنے کا حکم دیا، جب کشتیاں وسط دریا پہنچی ، ملاحوں نے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے دریا میں کود گئے ، جب اس بات کا علم مہدی موعودؑ کو ہوا تو آپؑ نے فرمایا گھبراؤ نہیں ہم اللہ کی حمایت میں ہیں اور سارا قافلہ خیر و عافیت سے کاہہ پہنچ گیا۔ کاہہ کے حاکم نے بھی مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی ، کاہہ میں مہاجرین پر سخت فاقہ

تھا یہاں تک کہ ۸۴ طالب جاں بحق ہوئے اس سفرِ ہجرت میں مہاجرین میں ۹۰۰ خانہ دار تھے اور ۱۳۰۰ مجرد تھے، جملہ ۲۲۰۰ مہاجر تھے۔ اسی مقام پر مہدی موعودؑ نے بی بی بونؓ سے نکاح فرمایا اور اسی مقام پر رمضان کی ستائیسویں شب کو مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہوتا ہے آج کی رات لیلتہ القدر کی ہے۔ خدا کے اس حکم پر آپؑ نے (۱۱) مہاجروں کے ساتھ جو اس وقت مسجد میں موجود تھے شب قدر کے دو رکعت نماز فرض ادا کئے۔ مہدی موعود علیہ السلام اپنے صحابہ و مہاجرین کے ساتھ کچھ مہینوں کے بعد وہاں سے ہجرت کرتے ہوئے قندھار روانہ ہوئے۔ یہ سفر کافی صبر آزما اور خطرناک تھا اس سفر میں جوان مرد و خواتین، بزرگ مرد و خواتین، شیر خوار بچے، بیمار ہر کوئی اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے اُس کی خوشنودی کے لئے صبر و تحمل کے ساتھ ہر مشکل آزمائش پر پورا اُترتے ہوئے جارہے تھے۔ راستے میں ایک شخص نے مہدی موعودؑ سے عرض کیا اس راستے سے مت جایئے، کیونکہ رات میں چالیس آدمی جن میں میں بھی تھا اُسی خطرناک راستے سے آرہے تھے، رات کا وقت تھا ہم لوگ تھک گئے تھے اور وہیں پر شب باشی کی اور جب سب سو گئے میں کسی حرج کی وجہ سے نہیں سویا تھا، جب صبح ہوئی سب کو مردہ پایا اور گھبرا کر وہاں سے بھاگا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں پر بہت ہی زہریلے سانپ ہیں جو آدمی کے سو جانے کے بعد ناک کی راہ سے اپنا زہر اُن کے جسم میں پہنچا دیتے ہیں جس سے آدمی نیند کی حالت ہی میں فوت ہو جاتا ہے۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو اور ہم کو ان مردوں کو بتلاؤ۔ غرض جب اُس مقام پر پہنچے حضرتؑ نے اپنا پسخوردہ مردوں کے منہ میں ڈلوایا، خدا کی قدرت سے سب زندہ ہو گئے، اسی سفر میں میاں حیدر مہاجرؓ کا بیل گم ہو گیا، ڈھونڈھتے ہوئے جب آگے بڑھے، ایک دیوار نظر آنے لگی، دوسری طرف رُخ کیا تو وہاں بھی دیوار پائی۔ غرض چاروں طرف جدھر گئے دیوار پائی۔ یہ دیکھ کر میاں حیدر مہاجرؓ نے مہدی موعود کو سارا واقعہ بیان کیا۔ مہدی موعودؑ نے

فرمایا بندہ جس کسی بھی مقام پر قیام کرتا ہے خدا تعالیٰ وہاں پر اپنی قدرت سے حصار باندھ دیتا ہے اس سفر میں ایک مقام پر ایک سانپ نے دائرے کے اطراف کنڈلی کا حصار بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ جب رات کو مہاجرین قضائے حاجت کے لئے نکلے تو یہ دیکھ کر ڈر گئے اور مہدی موعودؑ کو بتلایا۔ مہدی موعودؑ تشریف لا کر اُس کی خواہش کے مطابق اُس کے منہ میں اپنا لعبِ دہن ڈال دیا جس کے بعد وہ سانپ وہاں سے چلا گیا۔ اسی سفر کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ اپنی شیر خوار لڑکی بی بی نور اللہ کو جھاڑ کی ڈالی پر جھولی میں لٹکا کر سُلا دیا تھا۔ جب قافلہ چلا تو آپؓ بھی قافلہ کے ساتھ چلنے لگے، دو تین کوس جانے کے بعد مہدی موعودؑ نے حضرت شاہ نظامؓ سے بی بی نور اللہؓ کے متعلق سوال فرمایا تو آپؓ کو یاد آیا، آپؓ فوراً واپس گئے تو دیکھا ایک شیر جھولی کے نیچے بیٹھ کر بی بی کی حفاظت کر رہا تھا۔ جیسے ہی شیر کی نظر حضرتؓ پر پڑی شیر آہستہ سے وہاں سے جنگل میں چلا گیا۔ اسی سفر میں حضرت بندگی میاں یوسفؓ جو خلفائے اثناء عشر مبشر سے ہیں جب اُنہیں بھوک بہت ستانے لگی تو آپؓ جھاڑ کے پتے کھانے لگے جس کی وجہ سے آپؓ کا پیٹ بڑھ گیا اور ہاتھ اور پاؤں پر ورم آ گیا، تلوؤں میں قُرحہ پڑ گئے۔ آپ کے جسم پر صرف ایک پھٹا پرانا تہبند تھا اور سر پر بجائے عمامے کے رسی تھی۔ چلتے چلتے کسی جگہ بیٹھ کر پائے مبارک سے ناسور کرید رہے تھے۔ ایسے صبر آزما اور مشکل حالات میں بھی آپؓ پر سکون نظر آ رہے تھے، ایک موقع پر آپؓ مہدی موعودؑ سے عرض کرنے لگے میرانجی سُنا تھا کے مہدی موعودؑ کے زمانے میں ایک دور بہت سخت، مشکلوں بھرا، تکلیفوں بھرا اُن کے طالبوں پر آنے والا ہے وہ کب آئے گا؟ مہدی موعودؑ نے فرمایا! برادر یہ وہی وقت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا ظرف بہت قوی بنایا ہے۔ جس کے سبب تم کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اسی مقام پر ایک ٹیلے پر ٹھیر کر مہدی موعودؑ پیچھے آنے والے اپنے صحابہ کو دیکھ رہے تھے، کوئی سر پر بوجھ لئے چل رہا ہے، کوئی بچوں کو کندھے پر بٹھا کر برہنہ پیر چل رہا ہے

نیز ہر کوئی کڑی دھوپ میں سختیاں برداشت کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے یہ دیکھ کر مہدی موعودؑ آبدیدہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمانے لگے، مہدی موعودؑ کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ان سب اصحاب مہدیؑ سے راضی ہوکر جنت کی بشارت عطا فرماتا ہے۔

تمام مہاجرین اپنا گھر بار، دھن دولت، آرام دہ زندگی اونچے اونچے منصب، گورنری، سپہ سالاری، بادشاہت نیز ہر کوئی اپنے وقت کا امیر ترین اور اونچے مقام والا تھا مگر پھر بھی اتنی مشکلیں کیوں اُٹھا رہا تھا۔صرف اللہ کو راضی کرنے کی خاطر اور ایک ہم ہیں کہ تمام آسانیاں ہونے کے باوجود خدا کی راہ میں ہجرت تو **کیا** کرتے؟ اُن بزرگوں کے مزارات پر جا کر قدم بوسی بھی نہیں کرتے اور وہ لوگ برہنہ پاؤں بغیر کسی سواری کے، سر پر بوجھ لئے سینکڑوں میل کا سفر کر رہے تھے۔ایسا سفر کرنا ہر کس و ناکس کے نصیب میں نہیں ہوتا یہ سفر وہی کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو بغیر اللہ کے فضل کے ایسا مشکل ترین سفر پورا کرنا مشکل نہیں ناممکن ہے۔ جب اس سفر کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور جب اُن صحابہ ومہاجرین کے سفر کی تکلیفوں کے بارے میں تھوڑا سا بھی خیال آتے ہی سارے جسم میں کپکپی سی محسوس ہونے لگتی ہے۔الغرض یہ قافلہ ایک مہینہ کی راہ کو پورا کرتا ہوا قندھار پہنچا یہاں پر بھی مہدی موعودؑ کی دعوت کا ہر سُو چرچا ہوا لوگوں نے سخت مخالفت کی وہاں کے علماء نے وہاں کے حاکم شہہ بیگ جو فاضل شخص تھا لہولعب میں مبتلا تھا اُس سے مہدی موعودؑ کی شکایت کی ایک روز مہدی موعودؑ قرآن کا بیان فرمارہے تھے شہہ بیگ نشہ کی حالت میں وہاں پر پہنچا ابھی مہدی موعودؑ تیسری آیت بھی پوری نہیں کی تھی کہ وہ تڑپنے لگا اور رو رو کر مہدی موعودؑ کے قدموں میں گر گیا اور معافی طلب کرنے لگا۔مہدی موعودؑ کے معاف فرمانے کے بعد تصدیق سے مشرف ہوا۔اس کے بعد بہت سے عام لوگ اور معزز شرفاء نے بھی تصدیق فرمائی۔ پھر وہاں سے مہدی موعودؑ ہجرت

کرتے ہوئے قصبہ کوہ پہنچے، وہاں پر چند علماء واکابرین نے آپؑ کی تصدیق فرمائی، پھر وہاں سے فرہ مبارک کو پہنچے۔فرہ میں ملک سکندر حاجی کے سرائے میں جو شہر کے باہر ہے قیام فرمایا۔فرہ میں آپؑ کے بیان وکلام اور دعوت مہدیت کی بڑی شہرت ہوئی ،فرہ کے گورنر میر ذوالنون اور دوسرے سینکڑوں اشخاص اور خاص کر علماؤں نے آپؑ کی تصدیق فرمائی۔اس طرح سلطان حسین جو خراسان کا بادشاہ تھا۔کچھ علماء کو بحث کے لئے بھیجا۔پس بھیجے گئے سب ہی علماء نے مہدی موعودؑ کا وعظ سننے کے بعد آپؑ کے شیدا ہوگئے اور آپؑ کی تصدیق سے مشرف ہوئے۔اس کے بعد علماء، شیخ الاسلام، امراء اور اکثر خلائق نے بھی مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی۔سلطان حسین مرزا (بادشاہ خراسان) ضعیف تھا، مہدی موعودؑ کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی کہ غلام نے حضرتؑ کی تصدیق کی ہے۔اگر حیات باقی رہی تو تھوڑے ہی دنوں میں شرف قدم بوسی حاصل کرؤنگا۔اس کے کچھ دن بعد سفر کا ارادہ کیا اور راستے ہی میں تپ کے مرض سے اپنی جان خدا کی راہ میں فدا کی۔سلطان کے مرنے کی خبر مہدی موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تو مہدی موعودؑ نے سلطان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔اسی اثناء میں صدیق اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ اور صدیق ولایت حضرت بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ فرہ پہنچے۔سیدین کے آنے کے چھ مہینوں کے بعد ہی مہدی موعود علیہ السلام نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون** ۔مضمون کی طوالت کے خوف سے مہدی موعودؑ کی ہجرت کے کچھ واقعات ہی قلمبند کئے گئے ہیں تفصیلات کیلئے کوئی بھی بزرگ کی لکھی ہوئی مہدی موعودؑ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کے تمام مصدقین کو احکام ولایت پر صد فیصد چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحبتِ صادقاں

یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَ کُوْ نُوْ امَعَ الصّٰدِقِیْنَ(سورة التوبة. ۱۱۹)

اے ایمان والواللہ سے ڈرتے رہواور سچے لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ(سورۂ توبہ۔۱۱۹)

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کیلئے وقت وقت پر انبیاء، مرسلین،اولیاء کو بھیجتا رہا ہے اور اب جبکہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء بھی آکر چلے گئے ہیں تو یہ ذمہ داری امت محمدیؑ خاصکر مصدقانِ مہدی موعودعلیہ السلام پر فائز ہو جاتی ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ حصولِ نیکی اور صالح معاشرہ پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے صادقین کی ایک جماعت کو اہل دنیا کا رہنما بنا کر ہر زمانے میں مبعوث فرمایا ہے، اگر یہ صادقین دنیا میں جلوہ افروز نہیں ہوتے تو یہ دنیا فسخ وفجور اور گناہوں کے دلدل میں ایسے پھنس جاتی جسکا سد باب ناممکن ہو جاتا۔ جب سے دنیا وجود میں آئی تب سے لیکر آج تک بھی صادقین کی اہمیت اور افادیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ صادقین پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل وکرم عطا فرمایا ہے شاید ہی کسی کو نصیب ہو، صادق صرف سچا انسان نہیں ہوتا صادق میں تو بے انتہا خوبیاں ہوتی ہیں، صادق کا ایمان قوی ہوتا ہے، صادق احکامِ نبوت واحکامِ ولایت پر صد فیصد عمل کرنے کی کوشش کرنے والا ہوتا ہے، صادق سچا عاشقِ خدا ہوتا ہے، صادق عاشق رسولﷺ ہوتا ہے، صادق عاشق مہدیؑ ہوتا ہے، صادق عاشق مرسلین ہوتا ہے، صادق عاشق انبیاء ہوتا ہے، صادق عاشق اولیاء ہوتا ہے، صادق عاشق مشائقین ہوتا ہے، صادق راست گو ہوتا ہے، صادق عبادت گذار ہوتا ہے، صادق ذاکر ہوتا ہے، صادق صابر ہوتا ہے، صادق شاکر ہوتا ہے، صادق ساجد ہوتا ہے، صادق عارف ہوتا ہے، صادق

حسنِ اخلاق کا پیکر ہوتا ہے، صادق تقویٰ و پرہیزگاری کا نمونہ ہوتا ہے، صادق صدقہ وخیرات کرنے والا ہوتا ہے، صادق امانت دار ہوتا ہے، صادق عادل ہوتا ہے، صادق منصف ہوتا ہے، صادق مجاہد ہوتا ہے، صادق متوکل ہوتا ہے، صادق تارک دنیا ہوتا ہے، صادق خلق سے عزلت اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ الغرض صادق وہی کہلاسکتا ہے جس کی زندگی تقویٰ کے محور پر گردش کر رہی ہو اور اس کا تقویٰ اس درجہ کمال تک پہنچا ہوا ہو کہ کوئی گناہ اس کی ذات میں موجود نہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور مہدی موعودؑ کے احکام سے بغاوت نہ کرتا ہو، جھوٹ، دل آزاری، غیبت، بہتان، کینہ اور حسد جیسی مہلک بیماریوں سے محفوظ ہو اور آخرت کا طالب ہو اور دنیا کا دشمن ہو، یعنی ایک سچا مہدوی ہی حقیقتاً **صادق** کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ ایسے صادقوں کی صحبت وہی اشخاص اختیار کر سکتے ہیں جو خود بھی حسن اخلاق اور متذکرہ اوصاف کے حامل ہو، صادقین کا ایمان کامل ہوتا ہے اور یہ ایمان اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ بھی صادقین کی صحبت اختیار کرتے ہوئے ان کا جیسا ذکر اُن کی جیسی عبادت وریاضت کرتے ہوئے وہ مقام حاصل کرلیں جس سے مشاہدے کی منزل آسان ہو اور یہ سب اعمال کوئی آسان کام نہیں ہے، یعنی صادقین کی صحبت میں رہنا ایک مکتب اخلاق کا طالب علم ہونا ہے اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ احکام شرعیت واحکام ولایت کی پابندی صادقین ہی پوری کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے قول میں صداقت، عمل میں پاکیزگی اور ایمان میں پختگی ہوتی ہے، حقیقت تو یہ ہے کے صادقین کی صحبت سے افضل ترین صحبت کسی اور کی ہو ہی نہیں سکتی اُن ہی کی صحبت کے صدقے سے اللہ کی وحدانیت، رسولؐ اور مہدیؑ کی تعلیمات پر قائم ودائم رہ سکتے ہیں۔ صادقین کی یہ بھی صفت ہوتی ہے کہ وہ تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنا جانتے ہیں، چاہے اُنہیں اپنے گھروں سے، دائروں سے اخراج کا موقع ہو، یا جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ہو یا مہدویت کی تبلیغ کرنے میں مسائل درپیش ہو، ہر قسم کے تکلیف و

آلام میں صبر وتدبر سے کام لینا ہی صادق کی عادت بن جاتی ہے۔ صادق کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں فنا ہو چکا ہوتا ہے اور وہ ہر اُس چیز کو ترک کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے میں رکاوٹ بن جائے۔ نیز صادق میں وہ سب خوبیاں ہوتی ہیں جو ایک سچّے مہدوی میں ہونی چاہیئے ایسے صادقین کی صحبت اختیار کرنا گویا تمام دینی واخلاقی اعمال کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ آیئے اب آپ کے سامنے چند قرآنی آیات پیش خدمت ہیں جس میں صادقین کی اہمیت و افادیت اور دنیاداروں کے لئے وعیدیں پیش کی گئی ہیں۔

آیت: اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ. اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ. صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَاالضَّآلِّیۡنَ. (فاتحۃ. ۷۔۴)

ترجمہ: (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ان لوگوں کا (صحبت صادقین کا) راستہ جن پر تو انعام کرتا رہا نہ ان کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا راستہ جو گمراہ ہیں۔ (فاتحۃ. ۷۔۴)

آیت: قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوۡمُ یَنۡفَعُ الصّٰدِقِیۡنَ صِدۡقُھُمۡ... (سورۃ الانعام. ۱۱۹)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا آج وہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو (صادقین کو) ان کی سچائی فائدہ دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ الانعام. ۱۱۹)

آیت: قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی، وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ....

ترجمہ: اے پیغمبر (ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگار (صادقین) کیلئے بہتر ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (نساء۔۷۷)

آیت: اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ وَالۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡقٰنِتٰتِ

وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًاo

ترجمہ: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے اور سچیاں (صادق مرد اور صادق عورتیں) اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب۔۳۵)

آیت: وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ.

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ان لوگوں (صادقین) کے ساتھ رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہیں۔ (سورۃ کھف.۲۸)

آیت: الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ • اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (سورۃ ال عمران۔۱۶،۱۷)

ترجمہ: جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں سچ بولنے والے ہیں (صادقین ہیں) فرماں برداری کرنے والے ہیں خرچ کرنے والے ہیں اور اوقات سحر میں (اپنے گناہوں) کی معافی مانگنے والے ہیں (سورۃ ال عمران۔۱۶،۱۷)

آیت: فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ.

ترجمہ: بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو دنیا ہی میں دیدے، تو ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔(بقرۃ. ۲۰۰)

آیت: یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ وَ کُوۡ نُوۡ امَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (سورۃ توبہ۔۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے (صادقین کے) ساتھ ہو جاؤ.

آیت: لِّیَسۡئَلَ الصّٰدِقِیۡنَ عَنۡ صِدۡقِھِمۡ وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا .

ترجمہ: ان سچے لوگوں سے (صادقین سے) ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرلے، اور اس نے (اللہ نے) کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔(سورۃ احزاب. ۸)

آیت: لِّیَجۡزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیۡنَ بِصِدۡقِھِمۡ وَیُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡھِمۡ .اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًارَّحِیۡمًا. (سورۃ احزاب۔۲۴)

ترجمہ: تاکہ اللہ سچوں کو (صادقین کو) ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا توبہ کی توفیق دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(سورۃ احزاب۔۲۴)

آیت: وَاَعۡتَزِلُکُمۡ وَمَاتَدۡ عُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ اَدۡعُوۡ رَبِّیۡ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا. فَلَمَّااعۡتَزَلَھُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَھَبۡنَالَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ.

ترجمہ: اور میں (ابراھیم علیہ السلام نے کہا) تم لوگوں کو اور اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو ان کو چھوڑتا ہوں (یعنی ان کی صحبت سے دوری اختیار کرتا ہوں) اور میں اپنے رب کی ہی بندگی کرتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ پھر جب ابراھیم ان لوگوں سے اور جن کی پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔

(سورۃ مریم. ۴۸, ۴۹)

آیت: وَاِذِاعۡتَزَلۡتُمُوۡھُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ فَاۡ وٗۤااِلَی الۡکَھۡفِ یَنۡشُرۡ لَکُمۡ رَبُّکُمۡ

مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (سورۃ کھف ۔۱۶)

ترجمہ: اور جب تم ان سے الگ ہو گئے (ان کی صحبت سے دوری اختیار کی) اور ان سے بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو اب غار میں چل کر پناہ لو تو تمہارا رب تم پر اپنی رحمت نچھاور کر دے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی مہیا کرے گا۔ (سورۃ کھف ۔۱۶)

آیت: قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ.

ترجمہ: اللہ فرمائیگا آج وہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو (یعنی صحبت صادقین اختیار کرنے والوں کو) ان کی سچائی فائدہ دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ (المآئدۃ ۔۱۱۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے صادقین کی صحبت میں رہنے کی تاکید فرمائی ہے جو صبح وشام اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کرتے ہیں، اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں، صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، ایسے صادقین کے لئے جنت کی بشارتیں دی ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب کی وعیدیں بھی کی ہیں۔ آج کے اس بگڑے ہوئے انسانی ماحول اور نفسانفسی کے دور میں کسی صادق کی صحبت ہی دنیوی فتنوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے، آج کا موجودہ ماحول انسانیت سوز ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ دینِ فطرت یعنی اسلامی اصولوں کو اپنا کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تاکہ گناہوں بھرے ماحول سے نجات حاصل ہو سکے، عام طور پر اکثر لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ کن لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہئے اور کن لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہئے وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر بڑی داڑھی رکھنے والے تھوڑی بہت دینی گفتگو کرنے والے ہی اللہ والے ہوتے ہیں جبکہ وہ دین کی آڑ میں دنیا کمانے اور جمانے میں

لگے رہتے ہیں کچھ احادیث، کچھ نقلیات اور کچھ قرآنی آیات کو حفظ کر کے لوگوں کے سامنے اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ لوگ اُن کے جھانسے میں آجاتے ہیں، مگر وہ لوگ اپنے ذاتی فائدے کیلئے قرآنی آیات، احادیث اور نقلیات کا بے جا استعمال کرتے ہیں اور معصوم لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں، ایسے لوگوں کی اصلیت اُس وقت کھلتی ہے جب اُن سے کچھ دنیاوی معاملات کئے جاتے ہیں۔ ایسے دھوکے باز عام لوگوں کی دولت، عزت، اور ایمان کے دشمن ہوتے ہیں، ایسے دکھاوے کے مسلمانوں سے دوری اختیار کرنے میں ہی بھلائی ہے۔ ہم کو ایسے سچے صادقوں کی صحبت میں رہنا چاہئے جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہو، جو دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں اپنی کسی بھی حاجت کیلئے کسی سے بھی سوال نہیں کرتے ہر اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور ہر بُری بات سے روک دیتے ہیں، اور یہ وہ صادقین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اللہ کے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہی اللہ کے دشمنوں سے نفرت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان سے جنگ کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں، سچ اور حق کہنے سے کسی سے بھی ڈرتے نہیں، جو خود شریعت محمدیؐ پر چلتے ہیں اور اپنے ماننے والوں، عزیز و اقارب کو بھی شریعت محمدیؐ پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ جب تک کوئی شخص کسی صادق کی صحبت میں رہکر اس کے اخلاق کردار اور نیک و بد اعمال کا مشاہدہ نہیں کر لیتا اُس وقت تک وہ صادق ہے یا ڈھونگی ہے صحیح رائے قائم نہیں کرسکتا نا ہی اس کے دل و دماغ پر اس کہ اچھے یا برے خیالات مُرتّب ہو سکتے ہیں، سچائی تو یہ ہے کہ صادقین کی صحبت کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کی صحبت کی تاثیر سے بد کردار با کردار بن جاتا ہے، جھوٹا سچّا بن جاتا ہے، گناہگار نیک بن جاتا ہے، کنجوس سخی بن جاتا ہے، بز دل بہادر بن جاتا ہے، جاہل عالم بن جاتا ہے اور اُسکے لئے دنیا قید خانہ بن جاتی ہے اور دنیا کا عاشق اللہ اور اللہ والوں کا عاشق بن جاتا ہے۔ یہ تمام خوبیاں زیادہ تر ہماری قوم کے فقراء اور مرشدین

اکرام میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اللہ کی معرفت اوراس کی ذات وصفات کی دریافت اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کی نفی واثبات اوراس کے پورے اسرار ونشیب کا پانا گویا تعلیم وتعلم کا ماخذ اورخزانہ صحبتِ صادقان ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے اُس کا دیدار کرنے کیلئے دنیا کی ہر خواہش ، ہر محبت ، ہر چاہت ، ہر لذت کو اپنی مرضی سے ترک کر کے سچّے دل سے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے ایک متقی وپرہیز گار صادق کی تلاش کر کہ اس کی صحبت اختیار کرنی ہوگی ۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت ہی صحبت صادقین کہلائے گی ، مرشدین وفقرا کی صحبت سے ہم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے ۔ کسی مرید وطالب کو دیدارِ خدا کا حاصل ہونا بغیر صحبتِ صادق یعنی پیرِ کامل کے محال ہے، سوائے پیغمبروں، اولیاء اللہ، مجذوبوں وغیرہ کے (واللہ اعلم)۔ ایک مرید یا طالب کو یہ بات ہمیشہ یادرکھنا ضروری ہے کہ اگر آپ جس کسی کی بھی صحبت میں رہ رہے ہیں اُس کے عقیدہ میں خدانخواستہ بگاڑ پیدا ہوجائے ، کھلے عام گناہ کر رہا ہے یا کسی گنہگار کو گناہ کرنے سے روک نہیں رہا ہے یا شرعیت کی پابندی نہیں کر رہا ہے تو بہتر ہے ایسے رہبر کی صحبت سے دوری اختیار کی جائے ، غافلوں اور نا اہلوں کی صحبت غافل اور نا اہل بنا دیتی ہے، اسی لئے ایسوں کی صحبت چھوڑ کر کوئی اور اللہ والے مرشد کی تلاش شروع کر دینا چاہیئے اگر لگن سچّی اور پکّی ہو تو اللہ کسی نہ کسی اپنے مقرب بندے کے قدموں تک آپ کو ضرور پہنچا ہی دیگا۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے کہ مہدی و مہدوی تا قیامت رہینگے اس کا مطلب اللہ والے سچّے مہدوی قیامت تک رہیں گے بس ہمیں اُن اللہ والوں کی تلاش کرنی ہے جس کی صحبت میں رہ کر جس کی صحبت کی برکت سے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دیدار نصیب ہو جائے۔ آیئے اب آپ کے سامنے چند احادیث پیش خدمت ہیں جس میں صادقین کے مراتب ان کی صحبت کے فوائد ان کی اہمیت وافادیت پیش کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ

ﷺ ہمارے کون سے ہمنشین بہتر ہیں ارشاد فرمایا: جنکا دیکھنا تم کو خدا کی یاد دلائے اور جنکی گفتگو تمہارے علم کو زیادہ کرے اور جن کے اعمال تم کو آخرت کی یاد دلائیں (ترغیب ترہیب)

حدیث: حضرت ابو سعید خدری نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ مومن کامل کے (یعنی صادق کے) سوائے کسی اور کے ہمراہ نہ رہے (مشکوٰۃ)

حدیث: حضرت ابو رزینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے ابو رزینؓ کیا میں تم کو ایسی چیز سے مطلع نہ کروں (جو دین کی اساس ہے) جس کی وجہ سے تم آخرت اور دنیا کی بھلائی کو پاسکو۔ تم پر واجب ہے کہ ذکر الٰہی کرنیوالوں کی مجلسوں میں بیٹھا کرو یعنی (صادقین کی صحبت میں ذکر الٰہی کرنے کیلئے) اور جب تم تنہا ہو اس وقت بھی ذکر اللہ اپنی زبان سے کرتے رہا کرو جبتک کہ تم سے ہو سکے اور تم اللہ ہی کیلئے کسی کو دوست رکھو اور اللہ ہی کیلئے کسی سے بھی دشمنی کرو۔ اے ابو رزینؓ کیا تم جانتے ہو کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے اپنے بھائی سے ملاقات کرنے کی غرض سے نکلتا ہے تو اسکے پیچھے پیچھے ستر ہزار فرشتے دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب اس شخص نے تیرے واسطے تیرے فلاں بندے سے ملاقات کی تو اس کے عوض اسے اپنی ذات سے ملالے (یعنی اپنا دیدار کرادے)۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھے ہمنشین اور برے ہمنشین کی مثال مشک بیچنے والے اور لوہار کی بھٹی کے مانند ہے، مشک بیچنے والے سے کچھ نہ کچھ فائدہ تم کو ضرور پہنچے گا یا اس کو خریدو گے یا اس کی خوشبو پاؤ گے اور لوہار کی بھٹی تمہارے بدن یا کپڑے کو جلادے گی یا تمہارے دماغ میں اس کی ناگوار بو پہنچے گی۔ (بخاری)

(رسول اللہ ﷺ نے آسان لفظوں میں یہ بتلایا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک لوگوں کی صحبت میں رہیگا تو خود بھی نیک ہو جائیگا یا نہیں تو ان کی صحبت سے برائی سے تو محفوظ رہے گا اور جو شخص گنہگاروں کی صحبت اختیار کریگا وہ خود بھی گنہگار ہو جائیگا اور دوسروں کو گنہگار بنانے کا سبب بھی بنے گا)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ میری عظمت اور جلال کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کیلئے میرے پاس نور کے منبر ہیں، ان لوگوں پر قیامت کے دن شہید اور انبیاء رشک کریں گے۔ (شعب الایمان)

(جو لوگ اللہ کی خاطر دوسرے مسلمانوں سے محبت اختیار کریں گے ان سے ملاقات کریں گے (یعنی صادقین) ان کیلئے نور کے منبر ہیں اور ان اللہ والوں کا درجہ بھی اس قدر بلند ہوگا کہ شہداء اور انبیاء بھی رشک کریں گے۔)

حدیث: اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگو کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تم میں سے بہترین لوگ کون ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا ہاں ضرور۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جب انہیں دیکھو تو خدا یاد آجائے۔ (یعنی صادق لوگ) (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے حضرتؓ نے کہا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا پس آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہشت میں یاقوت کے ستون ہیں ان ستونوں پر زمرد کے بالا خانے ہیں اور ان بالا خانوں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو روشن اور چمکدار ہیں، جیسا کہ آسمان میں چاند اور ستارے چمکدار اور روشن ہیں۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان میں کون لوگ رہیں گے حضور ﷺ نے فرمایا ان میں اللہ کے واسطے محبت کرنے والے باہم نشینی کرنے والے (صحبت صادقین) اور (حصول علم دین کی خاطر) آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کر

نے والے سکونت پذیر ہونگے ۔(شعب الایمان)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پیدا فرمایا اور اُسے اچھے برے، نیکی بدی کی تمیز عطا کی عام طور پر اس کائنات میں الگ الگ طرح کی سوچ وفکر رکھنے والے، الگ الگ طرح کے نظریہ رکھنے والے انسان پائے جاتے ہیں۔ ہر انسان اپنے جیسے ہی ہم خیال، اپنے جیسے ہی سوچ وفکر رکھنے والے کی صحبت میں رہنا پسند کرتا ہے، پرندے اپنے ہم جنس پرندوں کے ساتھ کھاتے پیتے اُڑتے اور اپنے ہم جنس پرندوں کے ساتھ زندگی گذارنا پسند کرتے ہیں، ہر جانور اپنے ہم جنس جانور کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔شیر بکری یا بھیڑ کے ساتھ نہیں رہتا بلکہ شیروں کے ساتھ رہتا ہے اسی طرح انسان بھی اپنے ہم جنس انسانوں کے ساتھ ہی رہتا ہے مگر اُن انسانوں کے ساتھ رہنے کو زیادہ فوقیت دیتا ہے جو اُس کے ہم خیال، ہم رتبہ، ہم اثر، ہم مذہب وغیرہ وغیرہ ہیں۔جس طرح عام طور پر ایک شرابی کا دوست شرابی، جواری کا دوست جواری، غنڈے کا دوست غنڈا، مسخرے کا دوست مسخرا، شاعر کا دوست شاعر ہوتا ہے، اُسی طرح عالم کا دوست عالم، اللہ والے کا دوست اللہ والا اور صادق کا دوست صادق ہوتا ہے۔انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا کی ہے سوچنے سمجھنے کی طاقت دی ہے اس لئے انسان اپنی سمجھ بوجھ کا صحیح استعمال کر تے ہوئے سیدھا اور پاکیزہ راستہ اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور اگر وہ سچّے دل سے چاہے تو برائی اور گناہوں بھرے راستے کو ترک کر کے صادقین کی صحبت میں زندگی گذارنے کوشش کرسکتا ہے، اگر وہ اپنی زندگی کا مقصد سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کس لئے پیدا کیا ہے اُس کا مقصد کیا ہے تو وہ اپنی زندگی کو آسانی سے صراطِ مستقیم پر چلا سکتا ہے اُس کیلئے صرف اُن اللہ والے صادقوں کی صحبت اختیار کرنی ہوگی جو راہِ راست پر ہیں جو صبح وشام اللہ کے ذکر میں رہتے ہیں، خود بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت، ریاضت میں رہتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کو بھی سیدھی راہ بتاتے ہیں، ایسے اللہ

والوں کی صحبت ہر اُس شخص کیلئے ضروری ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت، اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا چاہتا ہے۔ خاص کر ہر مہدوی کو چاہئے کہ وہ کوشش کریں کہ جہاں کہیں کوئی صادق نظر آ جائے تو وہ اپنا مقصد بنالے کہ وہ اُن کی صحبت سے اپنے آپ کو فیض یاب کرتے رہے اور ہو سکے تو اپنے عزیز و اقارب کو بھی ایسے صادقوں کی صحبت اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائے، تاکہ وہ لوگ بھی دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آ جائیں۔ صادق صرف اور صرف ایک مہدوی تارک دنیا مرشد یا تارک دنیا فقیر ہی ہوسکتا ہے اسی لئے اُنہیں ڈھونڈنا اتنا مشکل امر بھی نہیں ہے پہلے اچھی طرح سے دیکھ لے کہ وہ شریعت و طریقت پر صد فیصد چلتے ہے یا نہیں اگر کوئی ایسے مل جائے تو فوراً اُنکے مرید ہو جائیں، اسی طرح انشاء اللہ آپ مرید اللہ ہو کر مراد اللہ ہو جائیں گے۔ آیئے اب آپ کے سامنے مہدی موعودؑ اور صحابہؓ کے کچھ نقلیات پیش خدمت ہیں جس سے ہم یہ سمجھ سکیں گے کہ صادقین کی صحبت کیوں ضروری ہے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صحبت صادقین فرضِ عین ہے (شفا المومنین ۵۵)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد قیامت تک ہدایت یافتہ لوگ ہوں گے چناچہ مصطفےٰ ﷺ اور اصحاب مصطفےٰ ﷺ کے بعد بعض اولیاء اللہ ہوئے جیسے بایزید بسطامیؒ، سلطان ابراہیم ادھمؒ، اور شیخ شبلیؒ اور ان جیسے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت کے بغیر کامل ہوئے اسی طرح مہدیؑ اور اصحابِ مہدیؑ کے بعد بھی اولیاء اللہ ہوں گے۔

نقل: حضرت بندگی میاں مبارک میاں بھائی مہاجرؓ سے منقول ہے کہ مہدی موعودؑ نے فرمایا جو شخص کہ مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت میں اتنی دیر رہا جتنی کہ جوتیوں کی گرد جھاڑنے میں لگتی ہے تو پہلے اس نے جو کچھ گناہ کیا تھا سب معاف ہو جائیں گے (حاشیہ انصاف نامہ۔ ٦٦)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صادقوں کی صحبت لازم ہے اس لئے کہ صحبت کے

بغیر دینِ مہدیؑ کے ارکان کا علم نہیں ہوسکتا، خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں صادقوں کی صفت مہاجروں کے باب میں بیان فرمائی چناچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خیرات ان مہاجرین فقراء کیلئے ہے جو نکالے گئے ہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے (دولت سے) طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور رضامندی اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یہی لوگ صادقین ہیں اور نیز مصدق مومنوں کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس ایمان والے وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پھر شک وشبہ نہیں کیا اور لڑے اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں یہی لوگ صادقین ہیں جب خدا کا طالب صادقوں کی صحبت میں آتا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ خود کو دنیا کے علائق اور طالبِ دنیا کی صحبت سے دور رکھے (شفاء المومنین)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت بعض صحابہؓ تمام فنا تھے، بعض نیم فنا تھے، اور بعض تھوڑے سے فنا تھے، حضرت میراں سید محمودؓ کے حضور میں (صحبت میں) تمام فنا ہوئے۔

نقل: مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ بندہ کے اصحاب کی مثال ایسی ہے جیسے سنار کی بھٹی، بعض کوئلے ایسے ہیں جنہیں پوری آگ پہنچ گئی ہے بعض کو آدھی اور بعض کو پاؤ اور بعض کو اس سے بھی کم اگر خدا تعالیٰ چاہے تو میرے بعد سب کے سب بھائی سید محمودؓ کے پاس کمال کو پہنچ جائینگے اور فرمایا: بندہ کے ادھورے بھائی سید محمود کے پورے۔ (تذکرۃ الصالحین۔۱۸۴)

مذکورہ نقلیات سے مہدی موعود علیہ السلام کی مراد یہ ہوگی کہ جو صحابہؓ آپ کے دور میں فنا فی اللہ نہیں ہوئے تھے یعنی دیدار الٰہی کی منزل تک نہیں پہنچے تھے اور وہ لوگ جو نیم فنا ہوئے تھے اور وہ لوگ جو تھوڑے سے فنا ہوئے تھے وہ سب صحابہؓ صدیقِ اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کی صحبت سے فیض اُٹھا کر پورے ہو جائینگے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جائینگے اور سب ہی صحابہؓ پوری طریقہ سے ذکرِ خفی، دیدارِ خدا اور دوسرے فرائضِ ولایت کے پابند ہو جائینگے۔

ان صحابہؓ کوان کی منزلِ مقصود تک پہنچانے کی ذمہ داری ثانی مہدیؓ کی تھی یعنی اُن سب ہی صحابیوں کوذکرِ خفی، دیدارِ خدا اور دوسرے فرائضِ ولایت کے پابند بنانا تھا جو ثانی مہدیؓ نے بخوبی نبھایا۔ اُن سب ہی صحابیوں کے الگ الگ درجات تھے۔کسی میں ذکرِ خفی کی صفت پیدا ہوگئی تھی، کوئی ذکرِ خفی کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کرر ہا تھا، کسی کو دیدارِ خدا ہونے ہی والا تھا، اور کوئی دیدار خدا کا خواہش مند تھا۔اور بعض صحابہؓ تو ابھی ابھی ترک دنیا کر کے ذکراللہ اور دوسرے احکام ولایت کی تعلیم لے رہے تھے۔ثانی مہدیؓ کی صحبت میں رہ کر مہدی موعودؑ کے تمام صحابہؓ ذکرِ خفی، دیدارِ خدا اور تمام فرائضِ ولایت کے پابند ہو گئے۔اس طرحؓ ثانی مہدیؓ نے مہدی موعودؑ کے نقل مبارک کو پورا کیا۔کیونکہ ثانی مہدیؓ کی صحبت اور مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ جو صحابہ مہدی موعود علیہ السلام کے دور میں کامل نہیں ہوئے وہ میراں سید محمودؓ کی صحبت کے اثر سے کامل ہوگئے، اسی لئے مہدی موعودؑ نے اپنی زندگی ہی میں صحابہؓ کو ثانی مہدیؓ کی صحبت سے فیض اُٹھانے کیلئے فرمایا کیونکہ مہدی موعودؑ کے بعد ثانی مہدیؓ ہی افضل زمانہ اور ولایتِ مھدیؑ کے صدیق تھے آپؓ کی صحبت سے غفلت کرنا گویا اللہ تعالی کی قربت سے دور رہنا تھا اور کوئی بھی مومن اتنی بڑی کوتاہی نہیں کرسکتا ہے۔اللہ تعالی سے دعا ہے کے میرے جیسے گنہگار بندہ کوبھی اُن بزرگوں جیسے متقی و پرہیزگاروں کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالی کی محبت کی خاطر ترکِ دنیا کر کے دنیا کو الوداع کہہ کر اللہ تعالی کی عبادت میں اپنا سارا وقت گذارتے ہیں اور جنہیں بزرگوں کا فیض بھی حاصل ہوتا ہے۔قومِ مہدویہ کی تعلیمات کی روشنی میں صحبتِ صادقین فرائضِ ولایت میں سے ایک فرض ہے۔اگر میرے جیسے احقر کو بھی صادقین کی صحبت نصیب ہوجائے تو بندہ اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھے گا اور صادقین کی صحبت میں رہنے سے ہوسکتا ہے للہ تعالی بندہ کا نام بھی اُن صادقین کی فہرست میں درج کر لے اور اُن کی صحبت

کے فیض سے بندہ کو بھی اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہو جائے۔ جس طرح کوئلہ کی کان میں جا کر واپس آنے سے ہمارے کپڑوں پر کالِک لگ جاتی ہے بھلے ہم وہاں پر کسی چیز کو ہاتھ بھی نہ لگائیں اور اگر ہم عطر فروش کی دکان پر کچھ وقت گذار کر واپس آتے ہیں تو ہمارے کپڑوں میں بھی خوشبو آ ہی جاتی ہے بھلے ہم عطر کو ہاتھ بھی نہ لگائیں اسی طرح صادقین کی صحبت میں رہنے سے انشاء اللہ ہمارے میں بھی کچھ صادقین کی خصوصیات شامل ہو ہی جائینگی بھلے ہم اُن کی طرح عبادت و ریاضت نہیں کر پائے۔ بے شک مہدی موعودؑ کے بعد ثانی مہدیؓ ہی آسمانِ مہدویت کے وہ آفتاب ہیں جس کی صحبت اور جس کے نورانی فیض سے روشنی حاصل کرتے ہوئے تمام صحابہؓ و مہاجرین چاند ستاروں کی طرح چمکنے لگے اور انشاء اللہ تا قیامت اسی طرح چمکتے رہیں گے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد تمام صحابہؓ صدیق اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی صحبت میں رہے کمال کو پہنچے اول میراںؓ کا فیض ایسا تھا۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۲۴۶)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صحبت سے الگ رہا (صحبت صادقین سے) وہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہے چناچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ رہو۔ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ رہو اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو اس کے ساتھ رہو جو اللہ کے ساتھ ہے۔ (شفاء المومنین۔۲۷)

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ جو اشخاص مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت سے باز رہے ان کے تعلق آپؓ کیا کہتے ہیں؟ بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ یہاں زبان ہلانے کی بندہ کی کیا طاقت جو کچھ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے حق ہے حاکم نے حکم کیا ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۱۲۰)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت چند آدمیوں نے اختیار کی تو ان آدمیوں کی عورتوں نے

اپنے بچوں کوسنوار کر ان کے سامنے لائیں ان آدمیوں نے اپنے بچوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت اختیار کی تو خدا تعالیٰ کی محبت ان کے دل میں ایسی جاگزیں تھی کہ وہ کسی دوسری چیز کی طرف مائل نہ ہوئے۔(حاشیہ انصاف نامہ۔١٧٦)

جوکوئی بھی مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پالیتا ہے اور جواللہ تعالیٰ کی محبت پالیتا ہے اُسے دنیا کی، مال کی، عورت کی، بچوں کی اور خود کی بھی کوئی پرواہ نہیں رہتی اور نا ہی وہ مال سے، عورت سے، بچوں سے بلکہ خود سے بھی محبت رکھتا ہے، ایسے ہی اللہ والے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں تب ہی تو یہ صادق لوگ جومہدی موعود علیہ السلام کی صحبت اختیار کر چکے تھے اپنے بچوں کو اتنے قریب دیکھ کر بھی ان سے ملنے کی، انہیں گلے لگا کر پیار کرنے کی رغبت اور خواہش ان کے دلوں میں نہیں آئی اسکی وجہ یہ تھی کے مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت نے ان لوگوں کے دلوں سے ہر فانی شئے کی محبت ختم کر ڈالی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کر دی تھی، یہی محبت سچّی محبت ہے اور یہی صحبت سچّی صحبت ہے۔

نقل: حضرت ملک جی مہاجر شہزادہ لاہوتؓ نے حضرت بندگی میاں حیدر مہاجرؓ کی زبانی حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ جس طرح حکم دے کر دوسروں کو آپؓ علیحدہ دائرہ قائم کر نے کیلئے فرمایا ہے۔ اگر آپؓ ہم کو بھی حکم دیں تو ہم بھی علیحدہ دائرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت میراںؓ نے فرمایا اے میاں حیدرؓ بندگی میاں ملک جیؓ سے کہو سید محمودؓ کہتے ہیں کہ تم کہاں جاتے ہو اب تو تم صحبت کے لائق ہوئے ہو، تم پر تو اب صحبت لازم ہوئی ہے۔ ملک جیؓ کو اطلاع ملتے ہی فوراً حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں آ گئے۔ از سر نو علاقہ لگایا اور صحبت میں رہنے لگے۔ ایک مہینہ گذر جانے کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے ماموں حضرت میاں سلام اللہؓ سے میاں

ملک جیؓ کے پاس کہلا بھیجا، اب تم علیحدہ رہو تم سے اِنس وجن نصیحت لے گی اور حضرت مہدی موعودؑ کی ولایت کے بہرہ سے مستفید ہوگی۔ اللہ نے تمہاری زبان میں تاثیر بخشی ہے، اُس وقت حضرت میاں سلام اللہؓ نے کہا! میراں جیؓ یہ کیا معاملہ ہے ایک مہینہ پہلے تو آپؓ حضرت میاں ملک جیؓ کو صحبت میں رہنے کے لئے حکم دے رہے تھے اور اب آپؓ علیحدہ رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے کہا! ملک جیؓ پہلے بھی علیحدہ دائرہ قائم کر کے رہنے کے قابل تھے مگر انہوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم کو حکم دے کر جدا کیجئے۔ اس لئے ہم نے ان کو ان کی خودی سے پاک کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت میاں سلام اللہؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ کی قدم بوسی کی اور کہا ''آپ نبض پہچاننے والے طبیب ہو'' جب یہ خبر حضرت بندگی میاں ملک جیؓ کو ملی تو آپؓ فوراً حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں آ کر عرض کیا ''ہم نے اپنے ارادہ کو تمام چیزوں سے منقطع کر لیا ہے اب ہم کو جدا رہنے کی حاجت نہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے میاں ملک جیؓ کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ''اگر تم ہمارے حکم پر راضی ہوگے تو خدا تم سے راضی ہوگا'' حضرت بندگی میاں ملک جی شہزادہ لاہوتؓ نے صدیق اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ کے حکم کے مطابق موضع بھسلہ میں دائرہ باندھا اور وہیں قیام کیا اور آپؓ کی صحبت سے بہت سی مخلوق فیض یاب ہوئی (پ، ف ۲۸)

نقل: صحابہؓ فرماتے تھے کہ مہدی موعود علیہ السلام جس کسی کو اپنا پسخوردہ دیتے وہ اسی وقت ترک دنیا کر کے مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت اختیار کرتا تھا۔ (نقلیات بندگی میراں سید عالمؒ)

نقل: حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے فرمایا کہ جو شخص ترک دنیا کیا ہے، ہجرت وصحبت سے باز رہا تو اس کی ترک دنیا طلب دنیا کے برابر ہے۔ پس اس پر فرض ہے کہ ہجرت اور صحبت اختیار کرے ورنہ اس کے لئے دین کا بہرہ کچھ نہیں پہنچتا۔ (حاشیہ صفحہ ۹۹)

صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ نے فرمایا کہ جو شخص ترک دنیا کیا ہے اُسے اپنے مرشد

کی صحبت میں رہنا اور ہجرت کرنا لازمی ہے۔اس فرمانِ مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ، ترک دنیا کر نے کے بعد فقیر کی اپنی کوئی مرضی نہیں رہتی۔مرشد کی مرضی ہی فقیر کی مرضی ہو جاتی ہے، اُسے مرشد کے ہر حکم کو خوشدلی سے بجالانا ضروری ہو جاتا ہے۔مرشد کا حکم ماننا ہی اُس فقیر کیلئے صحبت بھی ہے اور ہجرت بھی ہے۔اور مرشد اُسے جہاں بھی رکھے جس حال میں بھی رکھے فقیر کو بخوشی وہاں پر رہنا ہوگا، اگر مرشد اُس فقیر کو اپنی مسجد، دائرہ یا اپنے گھر میں رہنے کیلئے کہے تو اُسے وہاں رہنا چاہیئے اگر مرشد اُس فقیر کو اپنے سے دور اُسی کے گھر میں یا دور کسی اور مقام پر جا کر رہنے کیلئے کہے تو اُس فقیر کو وہاں پر جا کر رہنا لازم ہو جائیگا، کیونکہ مرشد کے حکم پر فقیر جہاں کہیں بھی رہیگا اُسے مرشد کا فیض ملتا رہیگا۔مرشد سے دور رہنے کی وجہ سے نہ ربط ٹوٹے گا اور نہ ہی صحبت سے دوری، دوری رہیگی اور ساتھ میں دین کا بہرہ بھی ملتے رہیگا۔پہلے کے دور میں مرشد اپنے صحابہ یا فقراء کو ہمیشہ اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے اور جب ہجرت کرتے ہوئے کہیں جاتے اور دائرہ قائم کرتے تو صحابہؓ کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھتے اور اُن کیلئے بھی علیحدہ علیحدہ حجرہ بنواتے۔یہاں پر یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہو جاتی ہے کہ مہدی موعودؑ نے جو ہجرت فرمائی تھی وہ اللہ کے حکم سے فرمائی تھی اور صحابہ نے جو ہجرت فرمائی تھی وہ دینِ مہدی کی تبلیغ کیلئے تھی، آج کے دور میں بھی مرشدین اکرام چاہے تو کسی مقام پر بھی دینِ مہدی کی تبلیغ کیلئے ہجرت کی جا سکتی ہے، دائرہ کا نظام قائم ہوسکتا ہے، ہجرت ایک موقتی فرض ہے جیسا کہ ’’جہاد‘‘۔ جہاد اُس وقت فرض ہو جاتا ہے جب کہ اسلام خطروں سے دوچار ہو، جیسے ہی خطرات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جہاد کی فرضیت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔اسی طرح ہجرت کرنے کے اسباب پیدا ہو جائیں تو دوسرے امن کے مقام پر ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔کیونکہ قرآن کا حکم، رسول اللہ ﷺ کا حکم اور مہدی موعود کا حکم کسی مخصوص زمانے کیلئے نہیں ہوتا، قرآن اور خاتمین ؑ کا حکم تا قیامت قائم و دائم رہے گا،

لہذا ہمیں قرآن، خاتمینؑ، اور اپنے مرشِد کے حکم کے مطابق ہی زندگی گذارنی چاہیئے اُسی میں ہماری نجات اور کامیابی ہے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص صحبت صادقین سے باز رہا وہ شخص جھوٹا مدعی ہے۔(شفاء المومنین۔۴۵)

نقل: ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی شکر خاتون اور دوسرے چند اشخاص کاہہ سے ٹھٹھ روانہ ہورہے تھے حضرت شاہ نظامؓ کو کرایہ کی کشتی کرانے کیلئے کچھ پیسے دیے تھے، حضرت شاہ نظامؓ ان لوگوں کو سوار کرکے واپس لوٹ آئے۔ حضرت شاہ نظامؓ کے پاس بھول سے بی بی شکر خاتون اور اُن کے ساتھیوں کے کچھ پیسے رہ گئے تھے آپؓ فوراً پیسے واپس لوٹانے کیلئے گھر سے ہڑبڑاہٹ میں باہر نکلے۔ اسی وقت مہدی موعود علیہ السلام باہر تشریف لائے تھے، حضرت شاہ نظامؓ کو پریشان حال کہیں جاتے ہوئے دیکھ کر اشارہ سے بُلایا، حضرت بندگیمیاں شاہ نظامؓ فوراً مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ سنایا۔ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: میاں نظامؓ پیسے خرچ کرلو اگر اللہ تعالیٰ پوچھے تو ہمارا دامن پکڑو یہ لوگ خدا سے منہ پھیر کر جارہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ قوت دے (امر رب ہو) تو جو کچھ ان کے پاس ہے مار کرلوں۔ (اے عزیز یہ لوگ سید محمد کی مہدیت سے پھرے نہیں تھے ولیکن صحبت مہدیؑ کو چھوڑ کر گجرات کی طرف اپنے قرابت داروں کے لئے جاتے تھے ایسے لوگوں کے بارے میں مہدی موعودؑ نے یہ فرمایا) (انصاف نامہ۔۱۶۷)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صادقین کی صحبت لازم ہے کیونکہ صادقین کی صحبت کے بغیر (کوئی بھی) ارکان دین میں فقیہ نہیں ہوسکتا۔ (شفاء المومنین)

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کے درمیان کسی موضوع پر گفتگو ہورہی تھی دوران گفتگو احمد شاہ قدن کا بھی ذکر چھڑ گیا۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے اس کی اور

اسکے بیان کی تعریف کرنے لگے اور فرمایا مہدی موعودؑ کی صحبت سے جدا رہنا کسی کو بھی جائز نہیں ہے مگر احمد شاہ جیسے شخص کیلئے جائز ہے، اس پر بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ حیرت کی بات ہے کہ آپؓ اسکی تعریف کرتے ہیں وہ تو مذمت کے قابل ہے تعریف کے لائق بالکل نہیں ہے اس لئے کہ وہ مہدی موعود علیہ السلام کا مرید ہو کر بھی اب تک مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت سے دور ہے، اور مہدی موعودؑ نے اپنی صحبت سے دور رہنے والے کے بارے میں منافقت کا حکم صادر فرمایا ہے، احمد شاہ کو تو اپنی مشخیت پر ناز ہے اور اپنی سجادگی ہی اس کے پیش نظر ہے۔ اگر وہ مخلص اور مہدی موعودؑ کا عاشق اور شیدائی ہوتا تو ہرگز مہدی موعودؑ سے جدا رہ کر وعظ و بیان میں لگا نہ رہتا بلکہ اپنے آپ کو مہدی موعودؑ کے قدموں میں رکھتا اور مہدی موعودؑ سے مستفید ہوتا۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے حضرت شاہ خوندمیرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپؓ کی بات سے متفق ہوں کہ مہدی موعودؑ کی صحبت سے جدا رہنا سزاوار نہیں ہے لیکن احمد شاہ جیسے شخص کیلئے زیبا ہے۔ اور فرمایا آپؓ نے اس کا بیان نہیں سنا، میں نے اس کا بیان سنا، اس کے بیان سے دین و مذہب کی اشاعت ہوتی ہے۔ دوسرے اہل اللہ میں سے کسی کو بھی مہدیؑ کی صحبت سے جدا رہنا بالکل بھی جائز نہیں ہے، ہرگز بھی جائز نہیں ہے۔ ثانی مہدیؓ نے دونوں کی گفتگو سن کر فرمایا اب تو ہم آقا یعنی مہدی موعودؑ کے دربار میں جا رہے ہیں اس بات کو بندہ مہدی موعودؑ کے سامنے رجوع کریگا۔ اب آپ دونوں یہ بات چیت یہیں ختم کر دیں اس بارے میں مہدی موعودؑ جو بھی فیصلہ کرینگے ہم سب کیلئے قابل قبول ہوگا دونوں اس بات پر راضی ہو گئے، جب یہ تینوں حضرات، مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور وقتِ مناسب حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے مہدی موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرانجی، ایک مرد مومن ہے کیا اس کو آپؑ کی صحبت سے دور رہنا جائز ہے؟ مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ بھائی محمود یہ بات عصر کی نماز کے بعد بیانِ قران کے وقت پوچھو تو بندہ اس کے بارے میں حکم

خداوندی سنائیگا۔ جب ثانی مہدیؓ نے بیانِ قرآن کے وقت مہدی موعودؑ سے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ ثانی مہدیؓ نے جب اس کا نام احمد شاہ قدن ہے کہا تو مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا وہ سرِ منافق ہے۔(شواہد ولایت۔۲۶۸،۲۶۷)

حضرت شاہ خوند میرؓ اور حضرت شاہ نعمتؓ کے مابین جو گفتگو ہوئی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ احمد شاہ جیسا قابل عالم جس کے وعظ و بیان سے دین و مذہب کی اشاعت ہوتی تھی وہ بھی تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد صحبتِ مہدی موعودؑ سے دور نہیں رہ سکتا، جو کوئی شخص بھی ہو تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد صحبتِ مہدی موعودؑ سے دور رہیگا وہ منافق کہلائیگا۔ مثال کے طور پر غازی خاں اور شکر خاتون جو مہدی موعودؑ کی تصدیق کر چکے تھے اور گجرات ہی میں مقیم تھے اور جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد صحبتِ مہدی موعودؑ سے دور نہیں رہا جا سکتا، جو کوئی تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد صحبتِ مہدی موعودؑ سے دور رہے گا وہ منافق کہلائیگا تو وہ لوگ فوراً ہجرت کر کے مہدی موعودؑ کی صحبت میں رہنے کیلئے فرح مبارک جا رہے تھے۔ اور اسی اثناء میں حضرت شاہ خوند میرؓ فرہ مبارک سے گجرات واپس ہو رہے تھے راستے میں جب اُن دونوں کی ملاقات حضرت شاہ خوند میرؓ سے ہوتی ہے اور دورانِ گفتگو حضرت شاہ خوند میرؓ نے اُن لوگوں سے مہدی موعودؑ کے پردہ فرمانے کے بارے میں ذکر فرمایا تو ان دونوں کو بے انتہا تکلیف پہنچی اور اسی رنج و غم کے عالم میں اُن دونوں نے حضرت شاہ خوند میرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر وقت تک آپؓ ہی کی صحبت میں رہے، اور بعض روایتوں میں یہ بھی درج ہے کہ غازی خاں، حضرت شاہ خوند میرؓ کے دائرہ میں امامت بھی کرتے تھے، مگر پھر بھی حضرتؓ نے اُن دونوں کو نجات کی بشارت نہیں دی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیسی بھی شخصیت کیوں نہ ہو اگر وہ تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد صحبتِ مہدی موعودؑ سے دور رہیگی تو بقول امامنا مہدی موعود علیہ السلام اور بقول بندگی میاں

شاہ خوندمیرؓ کے وہ منافق کہلائیگی ۔حضرت بندگی میاں ملک الہ دادؓ نے بھی تصدیق مہدی کے بعد مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت میں نہیں رہے مگر مہدی موعود علیہ السلام نے آپؓ کے بارے میں بعض بشارتیں بیان فرمائی ہیں اسی سبب سے آپؓ کے تعلق سے کچھ بھی کہنا بندہ مناسب نہیں سمجھتا ہے۔(واللہ اعلم)

نقل: بندگی میاںؓ سے منقول ہے کہ جس نے مہدی موعودؑ کو قبول کیا ہجرت اور صحبت سے آپؑ کی باز رہا تو وہ منافق ہے(اس پر منافقی کا حکم فرمایا)۔(انصاف نامہ۔۱۶۲)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اہل دانش ہو یا ایک عام سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان اپنے کسی بھی دنیاوی کام کیلئے اُنہی لوگوں کے پاس جاتا ہے جو اُس کام کو کرنے میں مہارت رکھتے ہیں جیسے کسی کو بیماری ہوگئی تو وہ اُسی ڈاکٹر کے پاس جائے گا جو اس کے علاج کرنے میں ماہر ہو کسی دوسرے عام ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جائیگا،اور کسی کو اپنے بچّے کو تعلیم دلوانی ہے تو وہ اپنی استطاعت کے لحاظ سے اُسی اسکول یا مدرسہ میں اپنے بچے کو بھرتی کروائیگا جو اس کے بچے کیلئے سب سے بہتر ہو،اور جو کوئی شخص اپنا گھر تعمیر کروانا چاہتا ہے تو وہ کسی ماہر بلڈر اور سیول انجینیر کے پاس جائے گا جو اُس کیلئے پختہ ومظبوط گھر بنانے میں معاون ہو۔جب دین کی بات آتی ہے تو ہر شخص اس کا ایکسپرٹ (ماہر) ہوجاتا ہے۔کسی کی بھی سنی سنائی باتوں کو سچ مانتے ہوئے کسی بھی دینی مسئلہ میں فتویٰ دے دیتا ہے اور اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کیلئے احادیثِ نبویؐ،نقلیاتِ مہدی موعود علیہ السلام اور حد تو یہ ہے کہ قرآنی آیات کی نشاندہی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔عام طور پر ہمارے مذہب میں بہت سے ایسے لوگوں کی تعداد موجود ہے جو کہ ہر شرعی حُلیہ رکھنے والے،دینی گفتگو کرنے والے،مذہبی جلسوں وجلوسوں میں شامل ہونے والے حضرات کو ہی اللہ والے صادقین سمجھنے لگتے ہیں اور ان سے اپنی پریشانیاں،مسائل،دکھ

درد بتانے لگتے ہیں، دعاؤں کی گذارش کرتے ہیں اور اُن کی ہر کہی ہوئی بات کو سچ سمجھتے ہیں ان نام نہاد اللہ والوں میں کچھ نہایت ہی بدترین لوگ ہوتے ہیں جو ان بھولے بھالے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر نقلی باباؤں، جادوگروں، عمل وعملیات کرنے والوں کے چنگل میں پھنسا دیتے ہیں اس سے انہیں سوائے نقصان کہ کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس نجس عمل میں پھنس کر وہ لوگ مال و دولت سے، عزت و آبرو سے، اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو دیتے ہیں۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے کہ اللہ والے، سچّے صادقین، نیک و پرہیز گار لوگ نہیں ہے، ایسے بہت سے صادقین آج بھی موجود ہیں بس ہمیں پوری محنت و لگن سے انہیں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے، دین کا ایکسپرٹ یعنی اللہ کی معرفت اللہ کا دیدار کروانے والا تارکِ دنیا مرشد ہی ہوتا ہے لہذا ہمیں ایک اچھے عقیدہ، اچھے ایمان والے مرشد کی تلاش کر کہ اُس کی صحبت سے فیض یاب ہونا چاہئے تا کہ دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو سکے۔ اب آپ کے سامنے بزرگوں کی چند حکایت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں صحبت صادقین کی اہمیت بتلائی گئی ہے۔

★حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ کا ارشاد مبارک ہے: جس طرح بارش خشک زمین (سوکھی زمین) کو زندہ کر دیتی ہے اُسی طرح صحبت صادقین سے مومن کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔

★حضرت نوح علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے: بری صحبت زہر سے بھی زیادہ قاتل ہے اس سے ہمیشہ بچو۔

★حضرت احمد بن انطا کیؒ نے فرمایا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت عقیدت مندی سے اختیار کرو۔

صادِق کے لغوی معنی ہیں سچّا، راست گو اور اُس کی جمع صادقین ہے اور صدِّیق کے معنی نہایت سچا، نہایت راست گو۔ صدیقیت کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے رسالت، نبوت، خلافت، ولایت وغیرہ کے اہم منصبوں پر فائز کر کے دنیا میں اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے دورِ نبوت میں خلیفہ اول

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو صدیقیت کا اہم منصب عطا فرمایا تو دورِ ولایت میں خلیفہ اول صدیقِ ولایتِ اکبر حضرت سید محمود ثانی مہدی سلام اللہ کو صدیقیت کا اہم منصب عطا فرما کر دونوں صدیقوں کی عظمت اُن کے مقام و مرتبہ دنیا کے سامنے ظاہر فرمایا۔ دورِ ختم نبوت میں سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت پر ایمان لایا اور واقعہ معراج پر بلا جھجک تصدیق فرمائی اسی لئے آپ کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا۔ اسی طرح دورِ ختمِ ولایت محمدیؑ میں سب سے پہلے مردوں میں جبکہ مہدی موعود علیہ السلام مہدیت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا اس وقت حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے سید محمد جونپوری کو مہدی موعودؑ، مامور من اللہ، خلیفۃ اللہ تسلیم فرمایا اسی لئے آپؓ کو اعلانِ مہدیت سے قبل مہدی موعودؑ کی مہدیت کی تصدیق فرمانے کی بنیاد پر صدیق کہا جاتا ہے اور آپؓ کے بعد حضرت شاہ دلاورؓ نے تصدیق فرمائی۔ اور جب مہدی موعودؑ نے ۹۰۱ ہجری میں اللہ کے حکم سے اپنے مہدی ہونے کا کعبہ شریف میں پہلی بار اعلان فرمایا تو حضرت شاہ نظامؓ نے مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی۔ اور ۹۰۳ ہجری ایں احمد آباد میں مہدی موعودؑ نے دوسری بار اپنے مہدیؑ ہونے کا اعلان فرمایا تو وہاں پر حضرت شاہ نعمتؓ اور دوسرے صحابہؓ نے تصدیق فرمائی او ۹۰۵ ہجری میں مہدی موعودؑ نے تیسری بار مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو حضرت شاہ خوندمیرؓ اور دوسرے صحابہؓ نے مہدی موعودؑ کی تصدیق فرمائی۔ بندہ کا ایمان ہے کہ دورِ نبوت اور دورِ ولایت کے خلفائے راشدین بھی صدیقین کے زمرے میں شامل ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور صدیق اکبرِ ولایت سید محمود ثانی مہدی سلام اللہ کی صدیقیت رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے درجہ کی حامل ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مصدقانِ مہدی موعودؑ کو نیکوں اور متقیوں کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما اور ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کر۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزلت از خلق

آیت : وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا.(سورة المزمل. ۹)

ترجمہ:اور اپنے رب کے نام کو یاد کیجئے اور سب سے بے تعلق ہو کر (عزلت اختیار کر کہ) اس کی طرف متوجہ ہو جائیے۔(مزمل۔۹)

عزلت کے لغوی معنی خلوت،تنہائی،اعتکاف، گوشہ نشینی وغیرہ کے ہیں۔خلوت اختیار کرنا مطلب سب سے ٹوٹ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اس کی عبادت میں اس قدر مصروف رہنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر شئے سے دوری اختیار ہو جائے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غور وفکر کرنا اور اپنے نفس کو خدا کی طرف متوجہ کرانا اور حبِّ متاعِ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔ طالب خدا کو اول اللہ تعالیٰ سے عشق کا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ سے عشق حاصل نہ ہو گا وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا اسی لئے دنیا کی محبت مومن کے دل پر پڑنے نہ پائے۔عزلت کا عادی مسلمان اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو جاتا ہے،جس کے ہر قول وفعل میں اُسکے اخلاق نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، جب کوئی شخص ٹوٹ کر اللہ کا ہو جاتا ہے تو دل کے اندھیروں میں اسلام کے نور کی شعائیں پھوٹ پڑتی ہیں اور اپنے اندر کے مسلمان کو ابھارنے میں عزلت نشینی کافی مددگار ثابت ہوتی ہے کیونکہ ہر انسان کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے اور جب وہ تنہائی میں غور وفکر کرنے لگتا ہے تو اُس کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ ہی حق ہے سچائی ہے باقی سب باطل اور فانی ہے۔تقربِ الٰہی کے حصول کا بہترین طریقہ عزلت از خلق ہے، یہ انبیاء ومرسلین کی سنت ہے، رسول اللہ ﷺ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کئی سالوں تک غار حرا میں تنہائی میں

یعنی عزلت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور دعویٰ نبوت کے بعد آپ ﷺ پر آیت بھی نازل ہوئی۔ **وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلا** ۔ترجمہ: **اور اپنے رب کے نام کو یاد کیجئے اور سب سے بے تعلق ہو کر (عزلت اختیار کر کہ) اس کی طرف متوجہ ہو جائے**۔ اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ چالیس دن تک ایک پہاڑ پر عزلت اختیار کرے جس کا ذکر قرآن مجید کے سورۃ اعراف میں موجود ہے۔ عزلت کے معنی یہ ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اُن سے کسی بھی طرح سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام نے کبھی بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ اپنے رشتہ داروں، دوست احباب، پڑوسیوں یا کسی بھی مسلمان سے قطع تعلق کریں، ہاں یہ بات الگ ہے کہ جب برائیاں عام ہو جائے اور کوششوں کے باوجود بھی سماج میں سدھار نہیں آئے ہر طرف فتنہ انگیزی، دہشت گردی، قتل وغارت گیری، لوٹ پاٹ، لڑائی، جھگڑے وغیرہ عام ہو جائے تو ایسے وقت میں اپنے ایمان کو بچانے کیلئے دُور پہاڑوں، بیابانوں، ایسی جگاہوں پر اپنا مسکن بنائیں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو، اس کا یہ مطلب بالکل بھی نہیں ہے کہ ہم صالح معاشرہ بنانے کیلئے کوئی بھی جدوجہد نہ کریں پہلے تمام تر کوششیں کر کے دیکھ لیں، اگر تمام کوششوں کہ باوجود بھی کوئی فائدہ نظر نہیں آئے بلکہ فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جائے تو ایسے وقت عزلت اختیار کرنا واجب ہو جائے گا۔ جب عزلت اختیار کر لیں تو پھر خدا کی عبادت اس طرح کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں اگر ایسی حالت میسر نہیں ہے تو اس طرح عبادت کریں کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور ساتھ میں عبادتِ الٰہی میں اخلاص پیدا کر کے ماسوا اللہ سے دل کو خالی کریں، جو لوگ ماسوا اللہ کی محبتوں میں ڈوب کر غفلت شعاری کا شکار ہوتے ہیں اُن پر تو عزلت اختیار کرنا فرض

ہو جاتا ہے۔حکمت الٰہی کے حصول کا راز خلوت نشینی یعنی عزلت میں مضمر ہے۔اب آپ کے سامنے چند قرآنی آیات پیش خدمت ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے عزلت نشینی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

آیت: وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً.وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ.(سورة الاعراف. ۱۴۲)

ترجمہ: اور ہم نے موسٰی سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ان میں دس راتیں اور ملا کر پورا (چلّہ) کر دیا پس یوں چالیس راتوں کی ان کے پروردگار کی میعاد پوری ہوگئی (یعنی چالیس راتوں تک عزلت نشین رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا) اور موسٰی نے جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم میری قوم میں میرے جانشین بن کر رہو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کے راستہ پر نہ چلو (اعراف۔۱۴۲)

آیت: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا.(سورة المزمل. ۹)

ترجمہ: اور اپنے رب کے نام کو یاد کیجئے اور سب سے بے تعلق ہو کر (عزلت اختیار کر کہ) اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔(مزمل۔۹)

آیت: وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا.

ترجمہ: اور ان کو آپ (محمدؐ) چھوڑ دیجئے جن لوگوں نے دین کو کھیل تماشہ بنا لیا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔(سورۃ الانعام۔۷۰)

آیت: وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا. فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ.

ترجمہ: اور میں (ابراھیم علیہ السلام نے کہا) تم لوگوں کو اور اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو ان کو چھوڑتا ہوں (یعنی ان کی صحبت سے دوری اختیار کرتا ہوں) اور میں اپنے رب کی ہی بندگی کرتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ پھر جب ابراھیم ان لوگوں سے اور جن کی پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کیئے۔ (سورۃ مریم. ۴۸,۴۹)

آیت: وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗاۤ اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (سورۃ کھف ۔۱٦)

ترجمہ: اور جب تم ان سے الگ ہو گئے (یعنی ان کی صحبت سے دوری اختیار کی اور عزلت نشین ہو گئے) اور ان سے بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو اب غار میں چل کر پناہ لو تو تمہارا رب تم پر اپنی رحمت نچھاور کر دے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی مہیا کرے گا۔

عزلت کی دو قسمیں ہیں ایک عزلتِ ظاہری، دوسری عزلتِ باطنی۔ عزلتِ ظاہری وہ ہے جسمیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طلب، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے عزلت نشین ہو جاتا ہے اور دنیا و اہل دنیا سے دوری اختیار کرتے ہوئے تنہائی میں خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرتا ہے تاکہ اللہ کا قرب حاصل کر سکے، اُس کا دیدار کر سکے۔ خلق سے اختلاط وارتباط سے بچنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے ذکر وفکر میں خلل پیدا نہ ہو سکے، یہ عزلت اختیار کرنا اس مبتدی کی ابتدائی کوشش ہے اور وہ جب اپنی منزل پالیتا ہے تو اُسکا خلق سے اختلاط نقصان دہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ اب اُس مقام تک پہنچ چکا ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت یادِ الٰہی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے چاہے وہ تنہائی میں رہے یا خلق کے ساتھ مشغول رہے یعنی سالکِ کامل کا دل ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مائل و راغب رہتا ہے اور غیر اللہ سے اس کا دل مضطرب و پریشان نہیں

ہوتا مخلوق کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے میں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اب مبتدی منتہیٰ کا مقام حاصل کر لیتا ہے یعنی خلق کی رشد و ہدایت اور تبلیغِ دین میں مشغول رہ سکتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں پر اسکا ظاہر مخلوق سے اختلاط کرتا ہے اور باطن اللہ کے ذکر سے اسکی توجہ ہٹنے نہیں دیتا۔عزلت کی یہ دونوں صورتیں خاتمینؑ کی سیرتِ مبارکہ میں نمایاں نظر آتی ہیں۔حضورِ اکرم ﷺ دعویٰ نبوت سے پہلے کئی سالوں تک غارِ حرا میں عزلت گزیں رہے دنیا کے علائق سے کوئی واسطہ اور خلائق سے کوئی اختلاط نہ رہا تھا یہ حضور کی ظاہری عزلت تھی جو ہمارے درس کیلئے تھی۔دعویٰ نبوت کے بعد حضور اکرم ﷺ ہر وقت باطنی عزلت اختیار کئے ہوئے تھے ساتھ ہی ساتھ آپؑ رشد و ہدایت، تبلیغِ دین اور مخلوق سے اختلاط، بات چیت بھی کیا کرتے تھے اس سے حضور ﷺ کے ذکر وفکر میں کوئی کمی نہیں آئی نہ ہی خدا کی طرف توجہ ایک پل کیلئے بھی ہٹی۔اسی طرح مہدی موعود علیہ السلام بھی بارہ سالوں تک مستغرق خدا رہے یعنی بارہ سالوں تک ظاہری عزلت اختیار کی اور چالیس سال کی عمر کے بعد اللہ کے حکم سے رشد و ہدایت، دین کی تبلیغ کی خاطر مخلوق سے اختلاط اور بات چیت کرنے لگے مگر اس وقت بھی آپؑ کے ذکر وفکر میں کوئی کمی نہیں آئی نہ ہی خدا کی طرف توجہ ایک پل کیلئے بھی ہٹی۔باطنی عزلت ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے اسکے لئے بہت محنت درکار ہوتی ہے خاتمینؑ کے علاوہ اللہ اپنے جس نیک بندہ کو اس قابل سمجھتا ہے اُسے یہ نعمت عطا کرتا ہے۔اب آپ کے سامنے چند احادیث پیش خدمت ہیں جس میں حضور اکرم ﷺ نے عزلت نشینی کی اہمیت وافادیت کے بارے میں حکم فرمایا ہے۔

حدیث: ام المومنین بی بی عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عزلت کی محبت عطا کی گئی پس وہ غارِ حرا میں خلوت فرمایا کرتے تھے وہاں آپ ﷺ عبادت کیا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ کا توشہ ختم ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ ام المومنین بی بی خدیجہؓ کے پاس لوٹ آیا کرتے

تھے۔(بخاری) (یہ وہی عبادت تھی جو آپ ﷺ کے دادا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اُن کو نبوت ملنے سے پہلے کی تھی (سیرۃ النبیؐ))

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعید بن المسیبؓ کو عزلت نشینی کے بارے میں فرمایا تجھ پر عزلت فرض ہے اس لئے کے وہ عبادت ہے۔(کنز العمال)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا ہمنشین وہ ہے کہ اُس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آجائے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اُس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔(فیضان سنت۔۴۱۹)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ ابن عامرؓ سے فرمایا کہ جب کہ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ نجات کیا چیز ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا گھر تجھے سما لے (یعنی عزلت نشین ہو جائے)(شفاء المومنین۔۲۲)

حدیث: رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ مومنین میں اکمل الایمان کون ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا شخص جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہو اور ایسا شخص بھی جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کیلئے عزلت نشین ہو گیا ہو اور برائی سے لوگوں کو بچالیا ہو۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان کو اختیار کر (یعنی اپنے آپ کو گھر میں قید کر لے کسی سے بھی میل جول نہ رکھے)

حدیث: حضرت عمرؓ سے مروی ہے حضور اکرمؐ نے فرمایا مسلمانو عزلت اختیار کر کے اپنی سعادت وخوش قسمتی کو پکڑ لو۔(کنز الاعمال)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو متقی ہو غنی ہو اور پوشیدہ ہو (عزلت نشین ہو) یہاں غنی سے مراد وہ شخص ہے جس کا نفس دوسرے لوگوں سے

بے نیاز ہو اور خدا کی عطا پر قناعت کرنیوالا ہو۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر دوں جو مجاہد فی سبیل اللہ متصل ہوگا۔ ہم نے کہا ضرور خبر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ آدمی ہوگا جو کسی دَرّہ میں (پہاڑوں کے درمیان جہاں کسی سے اختلاط نہیں ہوتا یعنی عزلت نشینی اختیار کر کہ اللہ کے ذکر وفکر میں رہنے والا ہو) بیٹھا ہوا نماز پڑھے گا، زکوٰۃ ادا کرے گا اور لوگوں کی برائیوں سے بچنے کیلئے عزلت اختیار کریگا۔ (الترغیب وترہیب)

حدیث: حضرت ابی موسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے سامنے تاریک حصوں کی طرح فتنے ہوں گے جس میں آدمی صبح کہ وقت مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہوگا، اور شام کے وقت مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر ہوگا۔ ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑے رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑ نے والے سے بہتر ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا آپ ﷺ ہمیں اس سلسلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گھر کی ٹاٹ بن جاؤ۔ (یعنی اپنے آپ کو گھر میں قید کرلو، عزلت نشینی اختیار کرو) (ابوداؤد)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ پسندیدہ شخص میرے پاس وہ ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے دین کی حفاظت کرے اور لوگوں سے عزلت اختیار کرے۔

حدیث: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عزلت عبادت ہے تم اس کو اختیار کرو۔

حدیث: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو عزلت سے جو حصّہ ملا ہے اس کو نہ چھوڑو کیونکہ عزلت تمہارے لئے عبادت ہے۔

حدیث: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں میں خانہ نشین ہو جا۔

حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے روایت مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بیٹھنے کیلئے بہترین جگہ تمہارے گھر کا وہ اندرونی حصّہ ہے جہاں نہ تم کسی کو دیکھو نہ کوئی تم کو دیکھے۔ (احیاء العلوم)

غیر خدا سے منقطع ہو کر اللہ کی عبادت کرتے رہنا اور اپنی ذات کو ماسوٰی اللہ سے الگ کر لینا ہی عزلت ہے۔ کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس کام میں للّٰہیت کس قدر موجود ہے اور ریاکاری کتنی ہے۔ آج کے دور میں اکثر و بیشتر افراد اپنے آپ کو نیک اور متّقی ثابت کرنے کیلئے دین کا سہارا لیتے ہیں جب کہ ان کے پاس دین کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، پھر بھی لوگوں کو دکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی عبادات میں مشغول نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دنیاوی اغراض حاصل کرنے کیلئے عزلت نشینی اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض ڈھونگی لوگ اس لئے عزلت نشینی اختیار کرتے ہیں کہ لوگ انہیں بہت بڑا اللہ والا اور نیک وکار سمجھے ایسے دکھاوے کے عبادت گزاروں کی نہ دین کو ضرورت ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کو، اللہ محفوظ رکھے ایسے دکھاوے کے عزلت نشین حضرات سے جو دنیا کمانے اور بچانے کیلئے نیک اور متقی ہونے کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور معصوم لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ بعض معصوم لوگ ان کے چکّر میں آ ہی جاتے ہیں اور ان کے معتقد ہو کہ اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت ان کے قدموں میں ڈال کر یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ میں نے اتنے بڑے اللہ والے بزرگ کی خدمت کی ہے ان کی دعائیں لی ہیں لہذا میری مغفرت فلاں بزرگ، فلاں اللہ والے کروا دیں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اعمال کی بنیاد پر ہی بندہ کا فیصلہ ہوگا کہ وہ نیک ہے یا گنہگار، جو متقی پرہیزگار ہوگا وہ خاتمینؐ کے گروہ کا ہوگا اور جو گناہوں بھرے راستہ کو اختیار کرے گا اس کو اپنے گناہوں کا

حساب دونوں جہانوں میں دینا ہوگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار تنبیہ کرنے کے باوجود گناہوں سے توبہ نہیں کرتے دنیا کی محبت میں پھنس کر اپنے دین کو لہو ولعب بنا لیتے ہیں اور اپنا کردار داغدار بنا چکے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ اسلام نے اس بات کو بے حد ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص دین کو لہو ولعب بنالے اور اپنے آپ کو دیندار بھی سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے اُس کی دل کہ گہرائیوں سے عبادت کرنے کیلئے اپنے آپ کو سب سے الگ کر لینا (یعنی عزلت اختیار کرنا) بہت ضروری ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے، عزلت کے وہ قیمتی لمحات جس میں صرف بندہ اور خدا ہوتا ہے اور کوئی نہیں ہوتا (یعنیٰ نہ کوئی بندہ اور نہ کوئی بندونواز) تو ایسے میں آپ خدا سے بہت قریب ہو جاتے ہیں اور خدا آپ کے قریب ہو جاتا ہے اور جب اللہ آپ کے قریب ہو گیا تو سمجھئے آپ کی زندگی کامیاب وکامران ہو گئی۔ آپ کی محنت اور سچی لگن کو دیکھ کر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا دیدار بھی کروادے۔ عزلت قرب خدا کے حصول کیلئے بہترین عمل ہے اور عبادت الٰہی میں استحکام اور یکسوئی پیدا کرنے کیلئے بیحد ضروری ہوتی ہے۔ اب آپ کے سامنے مہدی موعود علیہ السلام کی چند نقلیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں مہدی موعود علیہ السلام نے عزلت از خلق کو فرض فرمایا ہے۔

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے دین کے اصول کو اس عبارت میں فرمایا کہ اول ترک دنیا، دوم عزلت از خلق، سوم ذکر دوام، چہارم طلبِ دیدار خدا، پنجم توکل اللہ تمام، ششم منکر مہدی کو کافر جانے اور ارشاد فرمایا یہ دین کے اصول ہیں باقی سب فروع ہیں (حاشیہ۔۴۶)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے بعد عزلت اختیار کی انہی سے دین کا معنی رہا اور جن لوگوں نے جمعیت اختیار کی ان سے (دین

کی ظاہری) صورت ہی رہے گی یعنی جمعیت بہت ہوگی لیکن دین کا معنیٰ جاتا رہے گا۔

(نقلیات میاں سید عالم۔ ۱۷)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں طالبِ حق کے لئے چار چیزیں حجاب ہیں جن میں سے دو انسان کے اختیار میں ہیں یعنی دنیا کو چھوڑنا اور خلائق سے علیحدگی اختیار کرنا (عزلت اختیار کرنا) اور دو اختیار میں نہیں ہیں یعنی نفس اور شیطان پس ترک دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے نفس اور شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اس لئے (انسان) ان کو نہیں دیکھ سکتا اور یہ انسان کو دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی طالب حق کو چاہئے کہ ترک دنیا کرے اور عزلت اختیار کرے۔ (انصاف نامہ۔ ۱۳۶)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ گوشہ میں بیٹھنے والا (عزلت نشین) مرنے سے پہلے مرتا ہے (یعنی اپنی عبادت، ذکر و فکر سے اسکی خودی ختم ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں اُس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے) در بہ در پھرنے والا، جانور کی طرح چرتا ہے۔

(حاشیہ انصاف نامہ۔ ۲۱۴)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ خدا کے حکم اور کتاب اللہ کے حکم سے ذکر دوام فرض کہتا ہے اور جو کچھ اس کے مانع ہو وہ ممنوع ہے کیا علم پڑھنا، کیا کسب کرنا اور **کیا خلق سے میل جول رکھنا** اور کیا کھانا، کیا سونا غفلت حرام ہے اور موجب غفلت حرام ہے۔

(خاتم سلیمانی)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب صادق جس نے اپنے دل کے رخ کو ما سوا اللہ سے پھیر لیا ہے اور اپنے دل کے رخ کو خدا کی طرف لایا ہے اور ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رہتا ہے دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کیا ہے اور خود سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہے

ایسے شخص کو ایمان نصیب ہے (انصاف نامہ۔۲۲۷)

نقل: ایک صحابیؓ (حضرت شاہ نظامؓ) نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ عورت وبچوں کی وجہ سے ہم کو بہت تکلیف ہوتی ہے یہ لوگ ہمارے ذکر میں تفرقہ کا باعث بن جاتے ہیں اگر خوندکار کی اجازت ہوتو ان کو اپنے سے علیحدہ کر دیتا ہوں ۔حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ان کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جاؤ خود سے علیحدہ مت کروانکے واسطے سے خدا تعالیٰ تم کو بڑا اجر دیتا ہے اس کام میں صبر کرو۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۱۱۲)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے صحابہؓ نے پوچھا کہ طالب کے لئے کیا چیز فرض ہے کہ جس کی وجہ سے خدا کو پہنچے؟ (یعنی خدا کا عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے؟) حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ چیز عشق ہے۔ صحابہ نے پھر پوچھا کہ عشق کیونکر حاصل ہوتا ہے اور فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف رکھے اس طرح کہ دل میں کسی چیز کا میلان نہ ہواور اس مقصد کیلئے ہمیشہ گوشہ نشینی (عزلت) اختیار کرے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ ہو نہ دوست کے ساتھ نہ اغیار کے ساتھ ہر حالت میں حق کا مظاہرہ کرے، کھڑے ہوئے، لیٹے ہوئے اور کھانے پینے کے وقت ہر حالت میں حق کا ملاحظہ کرے۔ (حاشیہ انصافنامہ۔۷۵)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہجرت فرض عین ہے اور توکل وتسلیم اختیار کرو اور خلق سے بے طمع رہے تعین کو ترک کرے اور نفع ونقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور ہمیشہ خلوت، ذکر اللہ فکر وتوجہ مراقبہ میں مشغول رہے۔

(انصاف نامہ)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب صادق کہ اپنے دل کے منھ کو غیر حق سے پھیر دیا ہے اور اپنے دل کے منھ کو مولیٰ کی طرف کر دیا ہے اور ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہتا

ہے اور دنیا و خلق سے عزلت اختیار کیا ہے اور اپنے سے باہر ہونے کی ہمت کرتا ہے ایسے شخص پر بھی ایمان کا حکم کیا اور نیز فرمایا کہ ایمان خدا کی ذات ہے۔(انصاف نامہ۔۲۶۴)

نقل: حضرت شاہ قاسمؓ فرماتے ہیں خدا کے طالب کیلئے فرض ہے کہ ترک دنیا کے بعد روزی حاصل کرنے کے ذریعہ کو ترک کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور اپنی قوت کے موافق خلوص کے ساتھ ان احکام پر عمل کرے اسلئے کہ اسکے متعلق مہدی موعود علیہ السلام کی نقل شریف آئی ہے اور اس کی حجت قرآن شریف اور بزرگان دین کے اقوال سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور مصدقان مہدی موعودؑ کا اجماع کا اتفاق بھی اسی پر ہے پس جو شخص ترک دنیا کا دعویٰ کرے اور خدا کا طالب کہلائے اور روزی حاصل کرنے کے ذریعہ کو نہ چھوڑے اور گوشہ نشینی اختیار نہ کرے تو ایسے شخص کی ترک دنیا اور طلب دنیا دونوں برابر ہیں۔(شفاء المومنین۔۲۷)

عزلت نشینی کے معنی یہ ہرگز نہیں ہے کہ رہبانیت اختیار کریں، اسلام میں رہبانیت کا درس بالکل بھی نہیں ملتا ہے۔عزلت نشین حرص وطمع سے بے پرواہ اور ہر حال میں صبر وقناعت اور شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے اُس کی زندگی پرسکون طریقہ سے گذرتی ہے۔عزلت نشین کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص جو در بدر کی خاک چھانتا ہوا پھرتا ہے اس کی حالت اس جانور کے مانند ہے جو صبح سے شام تک ایک چراہ گاہ سے دوسری چراہ گاہ میں منہ مارتا پھرتا ہے پھر بھی اس کی سیر ہی نہیں ہوتی۔اس کے بہ نسبت وہ اشخاص جو اللہ پر توکل کر کے سکون کے ساتھ اپنے گھر کی چہار دیواری میں بیٹھے ہوئے ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں اور تھوڑی سی روٹی پر قناعت کرتے ہیں وہی لوگ ہر قسم کی برائی سے بچ جاتے ہیں۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عزلت نشین کی بہت ہی بڑی فضیلت ہے، اُسکی فضیلت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا ہے، اس کے برعکس جو شخص لوگوں سے غیر ضروری میل جول اور رابطہ رکھتا ہے وہ ان لوگوں کا اتنا ہی ہم خیال ہوتا جاتا ہے،

جس طرح اُس کے ہمنشینوں میں بری عادتیں، بری خصلتیں اور ہر قسم کے برائیاں موجود ہونگی وہ بھی اُن لوگوں کی صحبت کے اثر سے آہستہ آہستہ اُن ہی برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہو جائیگا، اسی لئے بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت پانے کیلئے عزلت نشین ہو جائیں تاکہ تمام گناہوں سے محفوظ ہو سکیں۔ عزلت نشینی اختیار کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے ہوتا ہے کہ بندہ اپنے خدا کی ایسی عبادت کر سکتا ہے جو ریاکاری سے پاک ہو جب آپ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائیں گے اور اللہ نے چاہا تو انشاء اللہ اُس کے فضل و کرم سے اسی دنیا میں آپ کو اُس کا دیدار نصیب ہو جائیگا۔ آیئے اب آپ کے سامنے بزرگانِ دین کے چند اقوال پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں اُنھوں نے عزلت نشینی اختیار کرنے کی فوائد بتلائے ہیں۔

★حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد گرامی ہے عزلت میں برے ہمنشین سے نجات ملتی ہے۔

★حضرت عمر فاروقؓ نے حکم دیا تھا کہ عزلت جو تمہارا حصہ ہے حاصل کرو۔

★حضرت عمران بن خطانؒ تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابو ذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ ایک کالی کملی اوڑھے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے عرض کیا اے ابو ذر! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے (یعنی آپ اس طرح سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے) حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا: برے ساتھیوں کی ہمنشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور کسی کو اچھی بات بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ (شعب الایمان، بیہقی)

★حضرت ابراہیم بن ادھمؒ بلخ کے بادشاہ تھے ایک وقت کا واقعہ ہے کہ آپ سیر و شکار کیلئے نکلے

تھے اچانک ایک ہرن نظر آئی اور جب آپ نے شکار کرنا چاہا تو وہ بول پڑا اگر آپ میرا شکار کریں گے تو خود ہی شکار ہو جائیں گے اور کہا کیا آپ کی تخلیق کا یہی مقصد ہے، پھر آپ کی سواری کی زین سے بھی یہی آواز آنے لگی۔ آپ گھبرا کر اس طرح اللہ کی جانب متوجہ ہوئے کہ قلب نورِ باطنی سے منور ہو گیا اس کے بعد آپ تخت و تاج کو چھوڑ کر صحرا بہ صحرا گریہ زاری کرتے ہوئے نیشا پور پہنچے اور ایک تاریک و بھیانک غار میں مکمل نو سال تک گوشہ نشینی یعنی عزلت اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے اور ہر جمعہ کو جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرتے اور جو کچھ ملتا آدھا اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے اور باقی رقم سے روٹی خرید لیتے اور نمازِ جمعہ ادا کر کے پھر ایک ہفتہ کیلئے غار میں چلے جاتے۔

★ابن دینارؒ نے ایک راہب سے کہا کہ مجھے نصیحت کرو۔ راہب نے کہا اگر تم میں قدرت ہو تو تم اپنے لوگوں کے درمیان لوہے کی دیوار بناؤ۔ (یعنی اپنے آپ کو لوہے کی دیوار کے اندر قید کر لو اپنوں اور دوسرے سے بالکل میل ملاپ نہ رکھو عزلت اختیار کرو)۔

★حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ پرہیزگاری دس چیزوں سے حاصل ہوتی ہے جو اس کے نفس پر فرض ہے، اس کا اول وثانی وثالث فلاں فلاں ہے چوتھا یہ ہے کہ آنکھ محارم سے بھی بند کرے اور فرمایا: ''خدا سوائے عزلت نشینی کے حاصل نہیں ہوتا''۔

★حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبہ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش (عزلت از خلق) ہو کر اپنے عیبوں پر نظر پڑنے لگے اس وقت قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۰۵)

★حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں عزلت سے ذکر و فکر نہایت اطمینان اور فراغت کے ساتھ ہو سکتے ہیں فکر سے آسمانوں اور زمین کے اسرار اور قدرت کے بھید ظاہر ہوتے ہیں اور ذکر سے بندہ

خود کو خدا کے حوالے کر دیتا ہے اور خود سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

★حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے لوگوں نے سوال کیا کہ قلب کا معالجہ کس طرح کیا جائے؟ آپؒ نے فرمایا کہ قرب الٰہی اور لوگوں سے کنارہ کشی (عزلت از خلق) کرنے سے۔ ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ گوشہ نشین کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کر کے گذر اوقات کیسے کرے؟ آپؒ نے فرمایا کہ خدا سے خوفزدہ رہنے والوں کو گذر بسر کا غم نہیں رہتا، پھر فرمایا کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا طریقہ یہی تھا کہ عظمت کے بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے (تذکرۃ الاولیاء ۱۱۹، ۱۱۵)

★حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں لوگوں کے ساتھ اختلاط وارتباط اور ان کی خوشامد و درآمد سے عزلت کی سختیاں اٹھانا بہتر ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

★حضرت سفیان سوریؒ نے ایک موقع پر فرمایا کہ واللہ عزلت واجب ہوگئی ہے (شفا المومنین)

★حضرت ابو ربیع زاہد نے حضرت داؤد طائی سے کہا کہ آپ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے تو حضرت نے فرمایا دنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو لوگوں سے اسطرح بھاگو جسطرح شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو۔ (شفاء المومنین۔ ۲۱)

★حضرت وہب بن ورد کہتے ہیں ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حکمت دس باتوں کا نام ہے جن میں سے نو خاموشی میں ہیں اور دسویں بات عزلت میں ہے (شفاء المومنین)

☆ حضرت داؤد طائیؒ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح منقول ہے کہ کسی نے آپ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔ کونسا چہرہ خاک میں نہیں ملا اور کونسی آنکھ زمین پر نہیں بہی

یہ شعر سن کر عالم بے خودی میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے اور پورا واقعہ بیان کر کے کہا کہ میری طبعیت دنیا سے اچاٹ ہو چکی ہے اور ایک نا معلوم سی شئے قلب کو مضطرب

کئے ہوئے ہے یہ سن کر امام صاحب نے فرمایا کہ گوشہ نشینی اختیار کرلو چنانچہ اسی وقت سے آپ گوشہ نشین ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۳۶)

★حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں عزلت عبادت ہے۔

★حضرت احمد حضرویہؒ کا فرمان ہے کہ خدا کے سوائے ہر شئے سے کنارہ کشی سب سے بڑی عبادت ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۷۱)

★حضرت حاتم اصمؒ نے ایک سائل کا جواب دیتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ مخلوق سے قطع تعلق کر کے یعنی عزلت اختیار کر کہ اس طرح مشغول عبادت رہو کہ اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم نہ ہوسکے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۵۰)

★حضرت سرّی سقطیؒ نے فرمایا ہے کہ سلامتی دین اور سکونِ جسم و جان صرف گوشہ نشینی میں ہی ہے۔ (یعنی عزلت از خلق میں) (تذکرۃ الاولیاء۔۱۶۳)

★حضرت احمد بن انطا کیؒ نے فرمایا ہے کہ خدا کی محبت کی یہ علامت ہے کہ انسان عبادت کم کرے لیکن غور وفکر زیادہ کرے اور گوشہ نشین ہو کر سکوت اختیار کرے مسرت سے خوش نہ ہو اور غم سے دلبرداشتہ نہ ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۸۹)

★حضرت سفیان سوریؒ نے کہا یہ زمانہ ایسا ہے کہ سکوت اختیار کرے اور گھروں میں بیٹھے رہے (یعنی عزلت اختیار کرے)

★حضرت جنید بغدادیؒ کے کسی مرید کے قلب میں یہ وسوسہ شیطانی پیدا ہوگیا کہ اب میں کامل بزرگ ہوگیا ہوں اور مجھے صحبت مرشد کی ضرورت نہیں، اسی خیال کے تحت جب وہ گوشہ نشین ہوگیا تو رات کو خوابوں میں دیکھا کرتا کہ ملائکہ اونٹ پر سواری کر کے جنت میں سیر کرانے کیلئے لے جارہے ہیں اور جب یہ بات شہرت کو پہنچ گئی تو ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ بھی اس مرید

کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا کہ آج رات کو جب تم جنت میں پہنچو تو لاحول پڑھنا، چنانچہ اس نے جب آپ کے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ شیاطین تو فرار ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ مُردوں کی ہڈیاں پڑی ہیں یہ دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور حضرتؒ کی صحبت اختیار کر کے یہ طے کر لیا کہ مرید کیلئے گوشہ نشینی ستم قاتل ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک اور مرید بصرہ میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے تھا اور اسی دوران اس کو اپنے کسی گناہ کا خیال آ گیا جس کی وجہ سے تین یوم تک اس کا چہرہ سیاہ رہا اور تین یوم کے بعد جب وہ سیاہی دور ہو گئی تو حضرت جنید بغدادیؒ کا مکتوب پہنچا کہ بارگاہ الٰہی میں مودبانہ قدم رکھنا چاہئے کیونکہ تیرے چہرے کی سیاہی دھونے میں مجھے تین یوم تک دھوبی کا کام کرنا پڑا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔ ۱۹۸)

★حضرت ابو حنیفہؒ جب عزلت اختیار کی یعنی دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت اور ریاضت میں مشغول ہو گئے تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی ہڈیوں کو مزار مقدس سے نکال کر علیحدٰہ علیحدٰہ کر رہا ہوں، اور جب دہشت زدہ ہو کر آپؒ خواب سے بیدار ہوئے تو امام ابن سیرینؒ سے تعبیر خواب دریافت کی۔ انہوں نے کہا بہت مبارک خواب ہے آپؒ کو سنت نبوی کے پرکھنے میں وہ مرتبہ عطا کیا جائے گا کہ احادیث صحیحہ کو موضوع حدیث سے جدا کرنے کی شناخت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب دوبارہ حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو حنیفہؒ اللہ تعالیٰ نے تیری تخلیق میری سنت کے اظہار کیلئے فرمائی ہے لہذا دنیا سے کنارہ کش مت ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء۔ ۱۲۶)

★حضرت رابعہ بصریؒ ایک مرتبہ موسم بہار میں خدا کی یاد میں اکیلی عزلت میں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ کی خادمہ نے باہر نکلنے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے کہا یہاں آ کر نظارہ کیجئے کہ قدرت نے کیسی کیسی رنگینیاں تخلیق فرمائی ہیں۔ بی بیؒ نے جواب دیا کہ تو بھی گوشہ نشین ہو کر خود صانع

حقیقی کا مشاہدہ کر، کیونکہ میرا مقصد صانع کا نظارہ ہے نہ کہ صنعت کا (تذکرۃ الاولیاء۴۹)

★حضرت ابراہیم نخعیؒ نے ایک آدمی سے کہا کہ علم فقہ سیکھ لو پھر عزلت اختیار کرو۔

★حضرت حبیب عجمیؒ عزلت اختیار کرکہ کسی کونے میں بیٹھے ہوئے فرمارہے تھے کہ جس کا قلب تجھ سے مسرور نہ ہواس کو کوئی مسرت حاصل نہیں ہوئی اور جس کو تجھ سے انس نہ ہواس کو کسی سے انس نہ ہو۔لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ گوشہ نشین ہوکر دنیا کے تمام امور سے دستبردار ہو چکے ہیں تو یہ بتائیے کہ رضا کس شئے میں ہے؟ آپؒ نے فرمایا رضا تو صرف اسی قلب کو حاصل ہے جس میں کوئی کدورت نہ ہو۔(تذکرۃ الاولیاء۔۳۹)

★حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ (تورات) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آدمی جب تک قناعت کرتا ہے بے نیاز ہوجاتا ہےاور جب مخلوق سے عزلت اختیار کرتا ہےتو سلامتی پاتا ہے۔

★حضرت معروف کرخیؒ سے کسی نے پوچھا مصائبِ دنیا کی دوا کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: خلق سے دوری اور خالق سے نزدیکی۔(یعنی دنیا کے مصیبتوں سے بچنے کا علاج کیا ہے؟ حضرت نے جوفرمایا اس کا مطلب ہے کہ دنیا اور دنیاداروں سے دوری اختیار کرواور دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کے نزدیک ہو جاؤ،تنہائی میں اُس کا ذکر کروتا کہ تم دنیا کے مصیبتوں سے نجات پاسکو۔)

اللہ تعالیٰ کا عشق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ طالب حق اپنی پوری توجہ خدا کی طرف ایسی لگائے کہ اُس کے اور خدا کے درمیان میں کوئی اور چیز آنے نہ پائے ، اس کیلئے طالب کو چاہئے کہ وہ تنہائی اختیار کرتے ہوئے عزلت نشین ہوجائے اور کسی سے بھی نہ ملے نہ اپنوں سے نہ پرایوں سےاور کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں حق کا ملاحظہ رکھے۔ایک مہدوی جس کو مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کا شرف حاصل ہے وہ اپنے ایمان کو کمال درجہ تک

پہنچانے کی کوشش میں ہمیشہ لگا رہتا ہے تا کہ حق کا دیدار ہو سکے اور جب تک کہ مقصود کو نہ پہنچے طلب حق میں جمے رہنا چاہئے اور ترک علائق کر کے عزلت اختیار کرنا چاہئے اور دنیا وخلق سے علیحدگی اور خودی وہستی سے آزاد ہونے کی جدو جہد کرتے رہنا چاہئے کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ غیر اللہ ہے فانی ہے اور ملعون ہے، لیکن ایسے امور اس سے مستثنیٰ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی شامل ہے۔ جب تک طالبِ خدا پر رازِ خدا منکشف نہ ہوں دل میں بستگی رہتی ہے اور صرف اس کے کان ہی عرفان سے آشنا رہتے ہیں لیکن جب فضل خدا سے باطن کے اسرار اس پر کھل جاتے ہیں تو دل میں شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے اور قال حال ہو جاتا ہے اس وقت وہ جو کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے اس مرتبہ میں آ کر ولایت مقیدہ کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے اور خاتمین ؑ کی حقیقی شان سمجھ میں آ جاتی ہے۔ یہ سب ہی باتیں تب ہی ممکن ہیں جب عزلت نشین شخص خدا کی منع کردہ چیزوں کے ارتکاب سے کافی حد تک محفوظ رہ سکے۔ خاصکر حرام کا ایک نوالہ بھی اُس کے منہ میں نہیں پہنچ پائے یہ تب ہی ممکن ہے وہ خلائق سے ایسے دور ہو جائے جیسے لوگ کوڑیوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں، عام طور پر یہ بات بالکل سچ نظر آتی ہے کہ آج کے ماحول میں زیادہ تر نام نہاد ایمان والوں کے ایمان کو کوڑ کی بیماری لگ چکی ہے جب تک یہ لوگ اپنے ایمان کا صحیح علاج نہیں کرواتے ان لوگوں سے زیادہ سے زیادہ دور رہنے میں ہی بھلائی ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کے تمام مصدقان مہدی موعود علیہ السلام کو احکام ولایت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، خاصکر عزلت نشینی اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے اور ایمان کے ساتھ دیدارِ خدا عطا کرتے ہوئے خاتمہ بالخیر کرے۔ امین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر اللہ فرض عین ہے

آیت : یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَآ اَوْ لَا دُ کُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ.

ترجمہ: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔(المنافقون۔۹)

قرآنی آیات، احادیث نبوی اور نقلیات اماممًا سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ذکر اللہ دوسرے تمام عبادات پر فوقیت رکھتا ہے، روحانیت کی ابتداء اخلاص سے ہوتی ہے یعنی دل کو سوائے اللہ کے، ہر چیز سے پاک کرنا اور دل کی پاکی کیلئے ذکر اللہ اکسیر ثابت ہوتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہترین طریقہ ذکر اللہ ہے اور یہ واحد عبادت ہے جو ہر حال میں ہر وقت ہر جگہ کی جاسکتی ہے اس میں کسی قسم کی کوئی بھی شرائط نہیں ہے، خالقِ کائنات کا ذکر کرنے کیلئے امیر ہونا غریب ہونا، صحت مند ہونا، بیمار ہونا وغیرہ وغیرہ کوئی شرط نہیں ہے چاہے کوئی امیر ہو، غریب ہو، صحت مند ہو، بیمار ہو، چھوٹا ہو، بڑا ہو، بادشاہ ہو، غلام ہو ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق ذکر اللہ کرسکتا ہے اگر چہ کہ مسلم غلام مشرک کے ماتحت ہے اور وہ مشرک مالک اپنے غلام کو ظاہری عبادتوں سے روکتا ہے تو بھی وہ مسلم غلام ہر لمحہ بغیر کسی کو پتہ چلے ذکر اللہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ ذکر ایک ایسی واحد عبادت ہے جس کو کرنے سے دنیا کی کوئی شئے روک نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ کسی پر بھی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کا ہر حکم فرض کا درجہ رکھتا ہے، جب وہ کسی کام کو کرنے کا حکم دیتا ہے تو اُس میں اُس کی مشیت چھپی ہوتی ہے اور وہ فرض ہوجاتا ہے اور کسی کام کے کرنے کو منع فرماتا ہے تو وہ حرام ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے حکم کے مطابق بندہ کو ہر حال میں

ذکراللہ کرنا چاہیئے ۔ چاہے آپ کھڑے ہوئے ہو، بیٹھے ہوئے ہو، لیٹے ہوئے ہو یا چلتے وقت، رات کو، دن کو، جاگتے ہوئے، سوتے ہوئے، سفر میں، حضر میں، پاکی میں ناپاکی میں، بیماری میں تندرستی میں، فقر میں، دولت مندی میں، مصروفیت میں، فراغت میں، محفل میں، تنہائی میں، خوشی میں، غم میں، علانیہ، پوشیدہ، ہر حال میں ہر لمحہ ذکر الٰہی کرنا چاہیئے ۔ ذکراللہ دوسرے فرائض سے زیادہ اہمیت کا حامل اس لئے ہے کہ دوسرے فرائض اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا ہوتا ہے، جیسے نماز جو اپنے مقررہ وقت پر فرض ہے ۔روزہ سال بھر میں ایک مقررہ مہینہ میں فرض ہے ۔زکوٰۃ صاحب نصاب کے لئے سال میں ایک مرتبہ ادا کرنا ہوتا ہے۔اسی طرح حج دولت مندوں کے لئے جو تمام شرائط پورے کر سکتے ہیں ان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے مگر ذکراللہ ہر وقت ہر لمحہ کرنا فرض عین ہے۔سورۃ کہف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اس شخص کی پیروی مت کرو جسکا دل ذکر ہی سے خالی ہو چکا اور خواہشات کا بندہ بن گیا ہے اور اس کے سب کام افراط وتفریط سے لبریز ہیں''۔آیئے اب آپ کے سامنے چند قرآنی آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے ذکراللہ کو فرض فرمایا ہے۔

آیت:فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوااللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدً اوَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ(النساء 103)

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔(ہر حالت میں)

آیت:یٰاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰ مَنُوااذْکُرُوااللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرً.وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً.

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو، صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرو(احزاب 41,42)

آیت:وَاذْکُرِاسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلا.(مزمل-8)

ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر کرو سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔(مزمل-8)

آیت: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِمِنَ الْقَوْلِ

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ. (اعراف205)

ترجمہ: اور اپنے رب کو دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے بے آواز نکلے، زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا (اعراف205)

آیت: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ • (سورة كهف. ۲۸)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہیں۔(سورة كهف. ۲۸)

آیت: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔(الروم-17)

ترجمہ: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو (الروم-17)

آیت: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ۔(انفال-2)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے۔(انفال-2)

آیت: فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔(الزمر-22)

ترجمہ: تو خرابی ہے اُن کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔(الزمر-22)

آیت: وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا. (الجن-17)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا (الجن17)

آیت: اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔(المجادلۃ-19)

ترجمہ: ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں بے شک

شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔(المجادلۃ-19)

آیت: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔

ترجمہ: ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل جھک جائیں، اللہ کی یاد اور اس کے حق کے لئے جو اترا (الحدید-16)

آیت: وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.(سورۃ الجمعۃ.١٠)

ترجمہ: اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(سورۃ جمعہ۔١٠)

آیت: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ. وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ. وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔(سورۃ العنکبوت۔٤٥)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور البتہ ذکر بہت بڑا (کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔(سورۃ العنکبوت۔٤٥)

آیت: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُ .

ترجمہ: جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے (الرعد-28)

آیت: وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا . (الدھر-25)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام صبح وشام یاد کرو (الدھر-25)

آیت: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ. (ال عمران 191)

ترجمہ: جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔(ال عمران 191)

آیت: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا. (سورۃ احزاب۔٢١)

ترجمہ: تم لوگوں کیلئے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ موجود ہے یعنی ایسے شخص کیلئے جسے اللہ سے ملنے اور روز آخرت کے آنے کی امید ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ (سورۃ احزاب۔۲۱)

ذکر اللہ کے تعلق سے یہ چند آیات پیش کی گئی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندہ کو صبح، شام، نماز سے پہلے، نماز کے بعد، سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے، رات میں، کھڑے، بیٹھے، لیٹے ذکر کرنے کی تاکید فرمار ہا ہے اور جو لوگ ذکر نہیں کرتے اُن کے لئے وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں۔ قرآن پاک، احادیث نبوی اور نقلیات امامنًا سے ذکر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، اور ایک ہم ہیں کہ ذکر اللہ کی اہمیت وافادیت سے واقف ہوتے ہوئے بھی یادالٰہی سے غافل رہتے ہیں اور دنیا اور اس کی خواہشات کی طرف مائل ہو کر حرص وطمع کے دروازے پر گرتے جاتے ہیں اور ایک خواہش سے دوسری خواہش، ایک طلب سے دوسری طلب، ایک آرزو سے دوسری آرزو پوری کرتے کرتے اللہ اور اُس کے ذکر کو بھول کر ہم دنیا کے طالب بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی حال و ماحول میں ہم جیسے ذکر اللہ سے غافل لوگوں کو شیطان بھٹکا کر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ انسان پر شیطان کے غلبہ کی علامت یہ ہے کہ ظاہری زیب وزینت، بیوی، بچوں، بنگلہ، گاڑی، کاروبار، دوست، احباب، ہنسی، مذاق، کھیل کود، فلموں میں مشغول کر کے اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔ اس فریب سے بچنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر غور کرنا چاہیئے۔ کیسے حضور اکرم ﷺ دن رات ذکر اللہ میں گذارتے تھے اور احادیث میں لکھا ہے جس کا مفہوم ہے، بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں جب اذان کی آواز سنتے تو حضور ﷺ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر خالق کے دربار ایسے چلے جاتے کہ جیسے ہم لوگ کوئی غیر ہیں۔ حضور ﷺ نے اُمت کو بھی ہر وقت ذکر کرنے کی تعلیم عطا فرمائی ہے چاہے وہ تنہا ہو یا محفل میں ہو اور جب اذان کی آواز کانوں میں پہنچے تو فوراً سب کام چھوڑ کر مسجد میں نماز کیلئے چلے جانا چاہئے جس طرح حضور ﷺ چلے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر

اوراس کی یادسارے اعمال کی جان ہےاس کے بغیر سارے اعمال بے روح ہو جاتے ہیں ،یادِ خدا سے جولوگ سرشار رہتے ہیں ان پر زمانہ کا کوئی اثرنہیں ہوتا۔ جتنا نفس طاہر وشفاف ہوگا اتنی ہی سانسیں پاکیزہ ہوجائیگی اور جب نفس شفاف ہوجائیگا اور سانسیں پاگیزہ ہوجائینگی تولازمی طور پر ذاکر اپنے مذکور میں گم ہوجائیگا یعنی جو شئے جس شئے میں گم ہوجاتی ہے وہ وہی شئے بن جاتی ہے، ذاکر کا اپنا کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔اس کوآسانی سے سمجھنے کیلئے حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کا ایک فرمانِ مبارک پیش خدمت ہے جس میں آپؓ نے فرمایا تھا ’’خدا ہوسو خدا کو دیکھے۔‘‘اب آپ کے سامنے ذکراللہ کی اہمیت اورافادیت کے بارے میں چنداحادیث پیش کر نے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے جس کو پڑھنے کے بعد ذکراللہ کی اہمیت اورافادیت سمجھ میں آجائیگی اور ہمارے قلب میں بھی انشاءاللہ ذکراللہ قائم ہوجائیگا۔

حدیث: حضوراکرم ﷺ نے فرمایا ذکراللہ اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہنے لگے۔ (مستدرک)

حدیث: حضوراکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں میرے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہےاوراپنے ہونٹوں کومیرے ذکر سے حرکت دیتا رہتا ہے(بخاری)

حدیث: حضوراکرم ﷺ نے فرمایا جوشخص کثرت سے اللہ کا ذکر نہ کیا پس تحقیق کہ وہ ایمان سے دور ہوگیا(طبرانی)

حدیث: حضوراکرم ﷺ نے فرمایا: جولوگ جمع ہوکر محض رضائے الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک پکارنے والا انہیں یہ خوشخبری سناتا ہے کہ اٹھوتمہاری مغفرت ہوگئی ہےتمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔(طبرانی)

حدیث: اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب میرے بندے پر میرا ذکروشغل غالب ہوجاتا ہےتو میں اس کواپنے ذکر ہی میں لذت عطا کرتا ہوں اس کومیرے ذکر

میں لذت ملتی ہے تو میرا عاشق ہو جاتا ہے اور میں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیانی پردے اُٹھا دیتا ہوں (انصاف نامہ ۲۶۳)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انسان کا کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں، ذکر اللہ سے بڑھ کر (احیاء)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت الٰہی ان کا احاطہ کر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ملائکہ سے فرماتے ہیں

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: صبح شام اللہ کا ذکر کرنا راہ خدا میں جہاد کرنے اور مال خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! جس نے فجر کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کیا اس کے واسطے جنت واجب ہو گئی (ابوداؤد)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بندہ خدا سے زیادہ قریب آخر رات کے درمیان ہوتا ہے۔ پس اگر تجھے ممکن ہو تو اُس وقت تو بھی خدا کے ذکر کرنے والوں میں شامل ہو جا (ترمذی)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے (یعنی ذکر کرنے والا زندہ نہ کرنے والا مردہ) (بخاری)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کیلئے کوئی نہ کوئی چمکانے والی چیز موجود ہے اور دلوں کو چمکانے والی چیز ذکر الٰہی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی یاد خدا ہے۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کو میرا ذکر سوال کرنے سے روکے اُسے وہ دونگا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اس سے بہتر ہو (بخاری)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: شیطان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا تکلیف دہ ہے جتنا انسان کے لئے خارش۔

حدیث: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندہ ذکر دوام کرتا ہے اللہ اس پر (معرفت کے) دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے انوار و اسرار کی تجلیوں سے منور کر دیتا ہے اللہ اور اس کے درمیانی پردے اُٹھ جاتے ہیں حتیٰ کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے۔

حدیث: حضرت سعدؓ فرماتے ہیں! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بہترین ذکر، ذکرِ خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا اور اس بیٹھک میں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو اس پر اللہ کی جانب سے ترۃ (نقص) ہے اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو اس پر اللہ کی جانب سے ترۃ (نقص) ہے اور جو شخص کہیں چلا اور چلنے میں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو اس پر اللہ کی جانب سے ترۃ (نقص) ہے۔ (ابوداوٗد)

حدیث: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کی جو گھڑی بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی گزر گئی وہ قیامت کے دن حسرت وافسوس کا سبب ہوگی۔ (الجامع الصغیر للسیوطی۔ حدیث۔ ۸۰۴۵)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تین افرا کی دعا ضائع نہیں ہوتی، ایک کثرت سے ذکر کرنے والا، دوسرا وہ جو مظلوم ہو، تیسرا وہ جو رعایا پر ظلم نہ کرتا ہو۔ (جامع الصغیر)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کوئی بندہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے جی میں یاد کرتا ہوں، جب وہ مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں اُسے یاد کرتا ہوں (احیاء العلوم)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مُفرد (تنہا، اکیلا، واحد، علیحدہ) لوگ

بہت آگے بڑھ گئے ،صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ مفرد لوگ کون ہیں؟ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ہیں (مسلم)

حدیث: حضور اکرمﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور سوال کیا کہ یارسول اللہﷺ اسلام کے تفصیلی احکام بہت ہیں جو مجھ جیسے عام آدمی کے قابو میں نہیں آتے کوئی ایسی مختصر بات بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں؟ حضور اکرمﷺ نے فرمایا: خدا کے ذکر سے تمہاری زبان ہمیشہ تر رہے۔(غالباً یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب اسلام کی دعوت تمام عرب میں پیش کی جارہی تھی یعنی شروعاتی دور کے بدوُ یعنی عرب کے خانہ بدوش لوگ جن کو حضور اکرمﷺ نے مصلحت کے تحت تھوڑی چھوٹ عطا فرمائی تھی)(بیہقی)

حدیث: حضور اکرمﷺ نے فرمایا: جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں رات میں **'لاالاہ الاالـلـہ'** کہتا ہے تو اسکے اعمال نامے سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اوران کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

قرآنی آیات،احادیث نبوی سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ذکراللہ فرص ہے،مہدی موعود علیہ السلام نے آٹھ پہر کا ذکر فرض فرمایا ہے۔مہدی موعود علیہ السلام کے پاس ذکراللہ کی اتنی اہمیت تھی کہ جب تک کہ کسی بھی صحابی کو ذکر قائم نہ ہوجائے اُسے دینی کتب پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور نہ ہی دینی گفتگو کرنے کی۔یہ وہ وقت تھا ہمارے دائرو‌ں میں ہر وقت ذکراللہ ہوتا تھا جس کی برکت سے تمام دائروں اور دائرے والوں پر اللہ تعالیٰ کا نور برستا تھا اور اللہ کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔مگر آج کا دور ایسا ہے کہ دائروں کا نظام تو بالکل بھی باقی نہیں رہا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری مسجدیں آباد ہیں مگر بعض مساجد میں فجر سے طلوع تک اور عصر سے مغرب تک زیادہ تر لوگ ذکر میں نہیں بیٹھتے ہیں،اگر واقعی خدا کا قرب اور دیدارِ الٰہی اسی دنیا میں کرنا ہے تو اس کے لئے سیرتِ مصطفیٰﷺ اور سیرتِ مہدی موعود علیہ السلام کے ہر گوشہ پر

عمل پیرا ہونا ہوگا کیونکہ یہ وہ متبرک ذاتیں ہیں جس کے نقشِ قدم پر چل کر ہی خدا کو پا سکتے ہیں اور ذکر ہی وہ واحد عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندے کو پیدا کرنے کی غرض وغایت کو پوری کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زندگی کا مقصد بندگی بنایا ہے ذکر وہ واحد عبادت ہے جو خدا کے حکم کے مطابق تا حیات بندگی کی شرط پوری کرتی ہے جسمانی لحاظ سے انسان کائنات کا ایک حصّہ ہے کیونکہ اس کا جسم مٹی، پانی وغیرہ سے بنا ہوا ہے اور روحانی لحاظ سے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی روح میں سے پھونکی ہوئی روح موجود ہے، یہ روح خدا کا نور ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کی کوئی بھی سانس بغیر ذکر کے نہیں نکلتی اسی وقت وہ مادی دنیا سے روحانی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے اور اُسکی ذات وصفات اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بن جاتی ہے اور وہ صفاتِ خداوندی کا مجموعہ بن جاتا ہے، پھر وہ فنا فی اللہ کے مرتبہ پر فائض ہو جاتا ہے یعنی حدیث قدسی کا مفہوم ہے۔ ''جب میرا بندہ بذریعہ نوافل (یعنی ذکراللہ) کے مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اسکو اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس جب وہ محبوب بن جاتا ہے تو میں اسکا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور وہ جو مانگتا ہے عطا کرتا ہوں''۔ یہ کیفیت تب ہی ممکن ہے جب نفس سوائے خدا کے ہر شئے سے اپنا تعلق توڑ لے۔ اسکے لئے ہمیں دنیا کی محبت دل سے نکال کر آخرت کی تیاری کرنی ہوگی اور آٹھ پہر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہوگا تاکہ ذکراللہ کی برکت سے دنیا ہی میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو سکے۔ آیئے اب آپ کے سامنے چند مہدی موعود علیہ السلام کے نقلیاتِ مبارک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس سے ذکراللہ کی اہمیت اور افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

نقل: بندہ خدا کے حکم سے اور خدا کی کتاب کے حکم سے ذکر دوام کو فرض کہتا ہے۔ جو چیز کہ ذکر کو

مانع کرنے والی ہے وہ ممنوع ہے، کیا علم پڑھنا، کیا کسب کرنا اور کیا دنیا کے لوگوں سے دوستی کرنا اور کیا کھانا اور کیا سونا، غفلت حرام ہے اور جو چیز کے غفلت کا سبب ہے وہ حرام ہے۔

نقل: مسلمان مرد اور عورت پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض دوام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بھلا وہ شخص ہے جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے اسلام کے لئے پس وہ اپنے پروردگار کی جانب سے نور پر ہے۔ ہلاکت ہے اُن کے لئے جس کے دل سخت ہو گئے ہیں اللہ کے ذکر کو چھوڑ کر (انصاف نامہ)

نقل: اگر لا الہ الا اللہ مومن کے دل پر اس قدر ٹہر جائے جیسا کہ ایک گھر روئی سے بھرا ہو وہاں ایک چنگاری ڈال دی جائے اور اُسی وقت نکال لی جائے تو جس جگہ کہ وہ چنگاری ڈالی جاتی ہے وہ جگہ جل جاتی ہے، لیکن لا الہ الا اللہ کی صفت ایسی ہے کہ غیر اللہ کی ساری محبتوں کو جلا دیتی ہے۔

نقل: ایک وقت سلطان اللیل ہے اور ایک وقت سلطان النہار ہے جو شخص ان دونوں وقتوں کو ضائع کرے وہ دین خدا کا فقیر نہیں۔ (نقلیات میاں سید عالم۔ص 4)

نقل: مومن وہ شخص ہے جو ہر حال صبح اور شام کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف متوجہ رہے

نقل: مہدی موعودؑ نے پانچ پہر کے ذکر کو ذکرِ کثیر فرمایا اور ذکرِ کثیر اس ترتیب سے فرمایا کہ اول صبح سے دیڑھ پہر تک اور ظہر کے بعد سے عشاء کے وقت تک خدا کی یاد میں رہیں تا کہ اس سے رات دن ضائع نہ ہو۔ چار پہر کے ذکر کو ذکر مشرکان فرمایا یعنی چار پہر خدا کی یاد میں اور چار پہر غیر خدا کی یاد میں مشغول رہتے ہیں یعنی حق کی اور شیطان کی دوستی کو مساوی کرتے ہیں اور تین پہر کے ذکر کو ذکر قلیل فرمایا اور ذکر قلیل کو منافقوں کی صفت فرمایا (انصاف نامہ-235)

نقل: حضرت شیخ محمد کبیرؒ سے منقول ہے ایک روز میں باجرہ کوٹ رہا تھا، مہدی موعودؑ بندہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا میراں جی باجرہ کوٹتا ہوں، حضرتؑ نے فرمایا! ایک مٹھی دانہ کسی کو مزدوری دیتے تو یہ کام ہو جاتا اور فرمایا: اپنے وقت کو ضائع مت کرو،

ایک مٹھی دے دواوراللہ کے ذکر میں لگے رہو۔(انصاف نامہ-244)

نقل: حضرت میاں مبارک بھائی مہاجرؓ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت مہدی موعودؑ نے آ کر دیکھا کہ دوتین برادرایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کرمہدی موعودؑ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ برادروں نے عرض کیا! میاں جی کچھ دین کی حکایت کررہے ہیں، مہدی موعودؑ نے فرمایا! اے بھائیوں ذکرِ خدا کے بغیر خدا کو دینی حکایت سے نہ پاؤ گے۔(حاشیہ ۲۴۶)

نقل: صدیق اکبر حضرت سیدمحمود ثانی مہدیؓ ہر جمعہ کو اجماع کر کے فرماتے تھے کہ اے بھائیو! اگر ہماری ذات میں کوئی بات حضرت امامنؑا کے دور کے خلاف پاؤ تو ہم سے کہد یا کروتا کہ ہم اس سے تائب ہوجائیں۔تین باراس طرح فرماتے تھے۔اور ہر بارتمام مہاجرین یہی جواب دیتے تھے کہ حضرت امامنؑا کے زمانے میں اور آپ کی ذات میں ہم کوئی خلاف نہیں پاتے۔ حضرت ثانی مہدیؓ تمام مہاجرین سے فرماتے اے بھائیو! حضرت مہدی علیہ السلام سے تم نے جوسنا ہے وہ ہم سے بھی ارشادفرمائیں، تمام مہاجرین ایک زبان ہوکرفرماتے کہ خوندکار آپؓ خود ارشادفرمائیں۔ثانی مہدیؓ فرماتے کہ ’’حضرت خاتم الاولیاء نے فرمایا کہ تین پاس (پہر) کا ذکر منافقین کی صفت ہےاور چار پہر کا ذکر مشرکین کی صفت ہےاور پانچ پہر کا ذکر مومنین کی صفت ہےاوراس کی ترتیب اس طرح فرمائی ایک پہر کی نوبت جورات میں ہوتی ہےاس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔اس کے بعد فجر کی نماز کی اذاں کے وقت سے دیڑھ پہر تک ذکراللہ میں رہو۔اس کے بعدظہر سے لے کر بعدعشاء کے وقت تک اللہ کی یاد میں مشغول رہو یہ پانچ پہر کا ذکر،ذکرِ کثیر ہے ۔جوکوئی ان اوقات کی حفاظت نہ کرےاس کا حجرہ پارہ پارہ کردو۔اس کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ سے باہر کردواگر چہ کہ یہ بندہ خود ہو‘‘اورفرمایا جوترک دنیا کرےاوروطن سے ہجرت کر کے مرشد کی صحبت اختیارنہ کرے وہ ترک دنیااورطلب دنیا میں برابر ہے۔(تذکرۃ الصالحین۔۱۷۸)

نقل: صدیق اکبر میراں سید محمودؓ اکثر طالبان حق کے حجروں کی نگرانی کے ضمن میں میاں خوند شیخ کے حجرہ میں بیٹھ جاتے۔ صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی بھی مہاجر دیڑھ پہر کے درمیان حجرہ کے باہر نہ آئے اگر کوئی آتا تو اس کو بہت ڈانٹتے۔ ایک دن ایک مہاجر آہستہ آہستہ اپنے حجرہ سے باہر آتے ہوئے دکھائی دیئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے میاں خوند شیخ سے کہا فوراً آپ اس مہاجر کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس لے آیئے۔ میاں خوند شیخ گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میرے ساتھ چلئے۔ میراںؓ نے آپ کو بلوایا ہے۔ وہ مہاجر نے پوچھا میراںؓ کہاں پر ہیں؟ میاں خوند شیخ نے کہا بندہ کے حجرہ میں ہیں۔ پھر وہ مہاجر عاجزی کرنے لگے اور کہا مجھے وہاں پر مت لے جایئے۔ لیکن میاں خوند شیخ نے ایک نہ مانا اور اُس مہاجر کو اول میراں سید محمودؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے اس مہاجر سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم لوگوں نے کس بات پر اتفاق کیا تھا؟ اس مہاجر نے کہا میراں جی گذشتہ روز میں نے لکڑیاں کاٹ کر ایک جگہ رکھ چھوڑی تھیں، محض اس خیال سے جلد باہر آ گیا کہ کوئی ان کو لے نہ جائے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے ارشاد فرمایا کہ واپس حجرہ میں جاؤ تمہاری لکڑیاں کوئی بھی نہیں لے جائے گا۔

نقل: حضرت ثانی مہدیؓ کے دائرہ میں ایسا قید تھا کے فجر کی نماز کے بعد سے ساڑھے دس بجے تک کوئی برادر حجرہ کے باہر نہیں آتا تھا ایک روز ایک برادر حجرہ سے باہر آیا تو برادروں کو معلوم ہو گیا تو سب برادر حجرہ سے باہر آ گئے اور بہت ڈانٹا اور کہا یہ کیا نحوست ہے کے ہمارے درمیان اس وقت (ذکر اللہ کے وقت) بات چیت ہو رہی ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔ ص ۲۵۱)

نقل: عصر سے عشاء تک اور آخر شب سے صبح تک رحمت کا وقت ہے۔ یہ دونوں وقت کسی ولی اور امتِ نبیؐ کو معاف نہ تھے۔ اس وقت بہشت ندا کرتی ہے تو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے دیکھو بہشت کیا کہتی ہے، فرشتے بہشت سے پوچھتے ہیں کہ کیا کہتی ہے؟ بہشت جواب دیتی

ہے کہ جو شخص اس وقت خدا کو یاد کرتا ہے وہ میرے پاس رہنے والا ہے، خدا سے کہو کہ ان کو ہمارے حوالے کرے، فرشتوں کو فرمانِ خدا ہوتا ہے کہ دنیا میں جا کر دیکھو اور اس وقت جو ہماری یاد کرتے ہیں ان کے نام لکھ کر لاؤ۔ فرشتے دنیا میں آتے ہیں اور جو بندے خدا کی یاد کرتے ہیں ان کے نام لکھ کر خدا تعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں تو فرمان خدا ہوتا ہے بہشت سے کہو کہ یہ لوگ تیرے پاس آنے والے ہیں، جب میں ان کو دنیا سے اٹھالوں گا تو تیرے پاس بھیجوں گا۔

نقل: دونوں وقت کسی نبی اور کسی ولی اور کسی اُمت کے لئے معاف نہیں تھے۔ یعنی عصر سے عشاء تک اور آخر شب سے پہر دن چڑھے تک یہ وقت رحمت کا ہے۔ دوزخیں فریاد کرتی ہیں، فرشتوں کو خدا تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ دیکھو دوزخیں کیوں شور کرتی ہیں۔ فرشتے دوزخ سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا چاہتی ہے؟ دوزخ کہتی ہے جو میرے پاس آنے والے ہیں ہم کو دے۔ فرشتے خدا تعالیٰ کے پاس جا کر عرض کرتے ہیں کہ دوزخ اپنے پاس آنے والوں کو طلب کرتی ہے، فرشتوں کو فرمانِ خدا ہوتا ہے کہ دنیا میں جا کر دیکھو کہ اس وقت کون ہم کو بھول گئے ہیں، ہمارا ذکر نہیں کرتے، غافل ہوگئے ہیں اور دنیا میں مشغول ہوگئے ہیں ان کے نام لکھ کر لاؤ تو فرشتے دنیا میں آتے ہیں اور دیکھتے ہیں اس وقت کون خدا کی یاد سے غافل ہے اور دنیا میں مشغول ہے ان کے نام لکھ کر لے جاتے ہیں خدا کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ فرمان خدا ہوتا ہے دوزخ سے کہو کہ یہ تیرے پاس آنے والے ہیں ان کے انتقال کے بعد میں تیرے پاس بھیجوں گا، اس وقت دوزخ خاموش ہوجاتی ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔208,209)

نقل: میراں سید محمودؓ اور میاں سید خوند میرؓ اور تمام مہاجروں کی خوشنودی اس امر میں تھی کہ اگر کوئی شخص خدائے تعالیٰ کے ذکر کے سوائے دوسری باتیں کرتا تو اس کو ڈانٹ دیتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم فرماتے۔

نقل: مہدی موعودؑ کے دائرہ میں ایک کتا تھا، ایک پہر چڑھے تک دو زانو توجہ کے ساتھ بیٹھ کر ذکر خفی کرتا تھا، درمیان میں اس کے سامنے کھانا رکھ دیا جائے تو وہ کھانے کی طرف رخ تک نہیں کرتا تھا۔ (اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مہدی موعودؑ کے صدقہ اس کتّے کی صفت ہمیں عطا فرمائے)۔(انصاف نامہ -249)

نقل: حضرت شاہ نعمتؓ (مکتوب ہدایت اسلوب) میں لکھتے ہیں اے بھائی جب تک تو خود کو لا الاہ سے نہ وبالا نہ کرے گا اِلّا اللہ تک نہیں پہنچے گا، مقصود یہ کہ مطلوب کو نہ پائے گا جب تک کہ خود سے رہا نہ ہوگا خدا پرست نہ ہوگا جب تک دو عالم سے روگرداں نہ ہو جائے گا حق تعالیٰ کی طرف رخ نہ کر سکے گا۔ اگر تو کہے کہ میں کر سکوں گا تو قدم آگے بڑھا تو کر سکے گا اور اگر تو کہے کہ نہ کر سکوں گا تو جا بیٹھ تو نہ کر سکے گا نبی ﷺ نے فرمایا ہے اللہ کو یہ گوارہ نہیں ہے کہ کوئی اہل نفس اس کی طرف راستہ پائے۔ نیز فرمایا ہے خرابی ہے پوری خرابی اس کی جو اپنے نفس کے پردے میں رہے (نفسانیت یعنی انانیت سے باہر نہ ہو) نیز فرمایا ہے نبی صلعم نے خرابی ہے پوری خرابی اس کی جو اپنے اہل وعیال کو اچھی حالت میں چھوڑے اور خود آئے اپنے رب کے پاس بری حالت کے ساتھ (یعنی بغیر زاد آخرت کے) حضرت شاہ نعمتؓ یہ فرمارہے ہیں بندہ جب تک اپنی انا کو ختم نہیں کریگا اللہ تعالیٰ کو نہیں پا سکے گا اور فرمارہے ہیں دونو عالموں کو چھوڑ کر ذکر اللہ میں مشغول ہو جا تب ہی اللہ کا قرب حاصل کر سکے گا اور فرمایا اپنے بیوی بچوں کیلئے عیش وآرام کا سامان تو تُو نے فراہم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے پاس ایسی بری حالت میں آیا یعنی اپنے بیوی بچوں کی خوشیاں حاصل کرنے میں تو دنیا میں اتنا مصروف رہا کہ آخرت کی تیاری تو نے کچھ بھی نہیں کی۔ؒ (مکتوب ہدایت اسلوب، ۱۴، ۱۳)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے کتبِ الٰہی کی مراد اور معنی لا الہ الا اللہ بیان فرمائی ہیں

پس ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی لا الہ الا اللہ ہی ہے اس سے ہٹ کر نہیں اس ذکر کی خصوصیت کے تعلق سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ کا ذکر ایمان کو اس طرح اگا تا ہے جیسے پانی ترکاری کو۔ نیز مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہمیشہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھنے سے عشق حاصل ہوتا ہے اور عشق فرض ہے تا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔

نقل: اللہ بزرگ و برتر کے ذکر کے بارے میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے ایک سائل نے سوال کیا کہ اے حضرت امیر: ایمان کیا ہے؟ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے کا ایمان ذات اللہ ہے اور تمہارا ایمان ذکر اللہ ہے (شواہد ولایت۔ ۴۳۶)

نقل: حضرت خضر علیہ السلام کھوکھری مسجد میں حضرت مہدی موعودؑ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپؑ اپنے جد محمد ﷺ کی اس امانت (ذکر خفی) سے لوگوں کو تلقین کریں۔ یہ ذکر خفی کا بار ہمارے پاس امانت تھا۔ ہم نے آپؑ کو پہنچادیا۔ یہ بار اُٹھا کر لانے والے کو بھی کچھ عطا ہو اس کے بعد مہدی موعودؑ نے خواجہ خضرؑ کو ذکر خفی کی تلقین فرمائی (مولود)

مہدی موعود علیہ السلام نے ذکر خفی کی تلقین صحابہ اور دوسرے بزرگوں کو جو دی ہے اس کی اہمیت اور افضلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ذکر خفی کس کے حکم سے، کس نے، کس کے ہاتھ سے، کس کو پہنچائی ہے، تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ذکر خفی اللہ تعالیٰ کے حکم سے خاتم نبی نے خضر علیہ السلام کے ذریعہ خاتم ولایت محمدی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو پہنچائی ہے۔ اگر اس کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی تو نہ اللہ تعالیٰ رسول خدا کو حکم کرتا نا حضرت خضر علیہ السلام اس کو مہدی موعودؑ تک پہنچاتے۔ جب ذکر خفی کی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے پاس اتنی اہمیت ہے تو ہم جیسے نااہلوں کے پاس اس کی کتنی قدر و قیمت ہونی چاہیئے۔ ہمارے پاس ذکر خفی کی نہیں بلکہ دنیا کمانے کی اہمیت ہے کسی بھی طرح کسی بھی ذرائع سے دولت ہونی چاہیئے جس کے

لئے دن رات ایک کر دیتے ہیں، جب دولت جمع ہو جاتی ہے تو دل میں بے چینی بے قراری شروع ہو جاتی ہے دل کا سکون غائب ہو جاتا ہے، تو پھر ایسی دولت کا فائدہ کیا جس سے دلوں کا سکون ختم ہو جائے۔ اگر سکون حاصل کرنا ہے تو ذکر اللہ میں مشغول ہو جایئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے دلوں کا سکون ذکر اللہ میں ہے، مگر ہم دولت میں سکون کو تلاش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو اپنی عبادات کے لئے پیدا کیا ہے، مگر ہم اللہ کی عبادت کرنے کے بجائے دنیا کے لہولعاب میں لگ گئے، کھلے عام اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اگر انسان اللہ کی نعمتوں اور احسانات کا سچے دل سے شکر ادا کرے اور ذکر اللہ میں لگ جائے تو اس کی تمام پریشانیاں، وسوسے، ناشکری کی بیماری دور ہو جائے گی اور نیک لوگوں کی جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کی غذا ہے، دل اگر اپنی غذا نہ پائے تو بے چین نہ ہوگا تو کیا ہوگا معلوم یہ ہوا کہ یہ بے اطمینانی اور پریشانی محض اللہ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ذکر خدا صرف انسان اور جنات کے لئے مختص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام جاندار اور بے جان مخلوقات بھی اپنی حسب حیثیت اللہ کا ذکر کرتی ہیں۔

☆ مبارک ہے وہ ذات جس نے ہم کو ذکر اللہ کرنے کی تلقین فرمائی۔
☆ مبارک ہے وہ زبان جو ذکر اللہ میں مشغول رہتی ہے۔
☆ مبارک ہے وہ سینہ جس میں ذکر اللہ قائم ہو گیا ہو۔
☆ مبارک ہے وہ لوگ جو آج بھی ہر رات نوبت میں بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے جسم میں قلب کو **میں** نے اپنی یاد کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ **میں** زمین و آسمان میں کہیں نہیں سماتا مگر ذاکر کے دل میں سما جاتا ہوں، جس دل میں اللہ سما جائے اس دل کا کیا کہنا اور اُس شخصیت کا کیا کہنا جس دل میں اللہ تعالیٰ سما جائے، جب ذاکر کے دل میں

مذکور یعنی اللہ تعالیٰ سما جائے تو یقیناً وہ اس کو اپنا دیدار بھی ضرور کرائیگا۔ ذکر الٰہی کا مقصد ہی دیدار الٰہی ہے مقصد حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہونا یعنی فرائض نبوت وفرائض ولایت کی صد فیصد پابندی کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ان ہی فرائض میں سے ایک فرض ہے ذکر الٰہی۔ ذکر اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں فرض فرمایا ہے۔ ذکر کرنے کے بہت سے طریقہ ہیں ہم مہدویوں کو مہدی موعود علیہ السلام نے ذکر کا جو سب سے بہترین طریقہ بتایا ہے وہ ہے سانس کے ذریعہ ذکر کرنا ہے۔ سانس جب ذکر کی عادی ہو جاتی ہے تو حالت بیداری میں فراغ و مشغولیت میں ذکر کرتے ہی رہتی ہے، ذکر اللہ قائم کرنے کیلئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اپنی زبان، آنکھ، کان ہی نہیں بلکہ جسم کے ہر حصّے کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور شئے میں مشغول ہونے نہ دیں، بلکہ تمام حواسِ خمسہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے نفسانی وسوسوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے پوری توجہ اللہ کے ذکر میں لگا دیں۔ حضور اکرم کی حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''کوئی بھی عبادت تب ہی فائدہ مند ہوتی ہے جس کو ہمیشہ کرتے رہتے ہو، خواہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو'' اسی طرح ذکر بھی تب ہی فائدہ مند ہوگا جب صدقِ دل سے ہر وقت، ہر لمحہ، ہر جگہ کیا جائے تب ہی اس کے ثمرات آپ کو نظر آئینگے اور ساتھ میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کے ذکر کرتے وقت ذاکر کا دل بھٹکنے نہ پائے، اگر ذکر کرتے وقت آپ کا دل کہیں اور ہے اور آپ ذکر میں مصروف ہیں تو ایسا ذکر زیادہ فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا، ذاکر کو چاہئے کہ وہ ہر لمحہ خدا کے حضور میں حاضر رہے چاہے دینی مصروفیات میں مشغول ہو چاہے دنیاوی مصروفیات میں۔ ذکر کرتے ہوئے جب وہ اس مرتبہ پر پہنچ جائے کہ اس کا نفس اس کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر سکے اور وہ ذکر میں اس قدر منہمک ہو کہ اس کو اس کی بھی کوئی خبر نہ ہو اور اس کے قلب میں اللہ کے سوائے کوئی چیز نہیں ہے تو یقیناً وہ اللہ کی معرفت حاصل کر چکا ہے کیونکہ ماسویٰ

اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جاتا ہے قلب کا یہ انمول تحفہ صرف انسان ہی کو عطا کیا گیا ہے، دوسری مخلوقات اس سے محروم ہے جیسے فرشتے، جنات، حیوانات وغیرہ۔ روح کی اچھی پرورش و دیکھ بھال کیلئے قلب کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ سورۃ نور کی آیت کے مطابق روح ایک نورانی چراغ ہے۔ قلب کو نورانی بنانے اور عام عادات کو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کرنے کیلئے ذکر سب عبادات سے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے نیک اعمال قلب کو صاف کرتے ہیں مگر ذکر قلب کو چمکاتا ہے جب قلب چمکدار ہو گیا تو اس قلب پر اللہ تعالیٰ کی تجلیوں کی بارش ہونے لگے گی جب یہ مدارج پیدا ہو جائیں تو اُس وقت ذاکر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیگا۔

ذکر اللہ کی اہمیت کے تعلق سے ہمارے بزرگوں نے بہت سی نصیحتیں فرمائی ہیں اور اس کے تعلق سے بہت کچھ تحریر کیا جا سکتا ہے مگر مضمون کی طوالت کے خوف سے صرف کچھ حکایتیں تحریر کر کے اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

حکایت: ایک دفعہ ذوالنون مصریؒ مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی لڑکی بھی بیٹھی تھی۔ آپ جو بھی مچھلی پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور وہ لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ حضرت جب فارغ ہو کر اُٹھے تو لڑکی سے فرمایا! بیٹی، مچھلیاں کہاں پر ہیں؟ تو وہ بولی ابا جان! میں نے اُن سب کو دریا میں ڈال دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم نے یہ کیا کیا؟ ساری محنت برباد کر دی۔ تو وہ بولی آپ ہی نے تو بتایا تھا کہ جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہو جاتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے۔ تو آپ جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ لیتی تھی کہ یہ مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہے اس لئے میں نے اس خیال سے کہ غافل مچھلیاں کھا کر ہم بھی ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائیں لہذا میں نے وہ مچھلیاں دریا میں ڈال دیں (نزھتہ المجالس)

حکایت: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض عائد کیا تو اس کی

ایک معلوم حد بھی رکھی ہے پھر عذر کی حالت میں اس کے عذر کو قبول بھی کیا ہے سوائے ذکر اللہ کہ اللہ نے اس کیلئے نہ کوئی حد رکھی اور نہ اس کے ترک پر کسی کو معذور قرار دیا سوائے دیوانے کے، اس نے کل احوال میں ذکر کرنے کا لوگوں کو حکم فرمایا ہے اس طرح کہ اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، اور لیٹے ہوئے اور اللہ نے فرمایا اللہ کو کثرت سے یاد کرو یعنی رات میں، دن میں، خشکی میں، سمندر میں، صحت میں، بیماری میں، پوشیدہ طور پر، علانیہ یہ بھی کہا گیا ہے ذکر کثیر یہ ہے کہ بندہ کبھی اللہ کو نہ بھولے۔(تفسیر خازن۔۲۱۸)

حکایت: ایک شخص ذکر اللہ میں مشغول رہتا تھا اس کی زبان سے ہر وقت اللہ اللہ کا ورد جاری رہتا تھا۔ شیطان نے اُسے جھڑک کر کہا، اے کمبخت! کب تک اللہ اللہ کی رٹ لگائے جائے گا۔ اُدھر سے تو کوئی جواب نہیں ملتا اور تو ہے کہ مسلسل اُسی کو پکارے جا رہا ہے۔ شیطان کی بات سن کر اُس شخص کا دل ٹوٹ گیا۔ سر جھکایا تو نیند آ گئی۔ عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے نیک بخت! تو نے ذکر اللہ کیوں چھوڑ دیا؟ اُس نے کہا کہ بارگاہ الٰہی سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا، اس لئے فکر مند ہوں کہ کہیں میرے ذکر کو اللہ نے رد کر دیا ہو گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی سے مجھے حکم ہوا ہے کہ تیرے پاس جاؤں اور تجھ کو بتاؤں کہ تو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، وہی ہمارا جواب ہے، تیرے دل میں جو ذکر ٹھہرنے کی جگہ قائم ہوئی ہے وہ ہمارا ہی تجھ پر فضل ہے۔ یہ ہمارا ہی کام ہے کہ ہم نے تجھ کو ذکر اللہ میں لگا دیا، تیرے ہر ''یا اللہ'' کہنے میں ہماری سو لبیک پوشیدہ ہیں۔ جاہل اور غافل کو سچے دل سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں ذکر میں لذت نہیں آتی یہ نکتہ ذہن نشین رکھیئے کہ جب ہم بیمار ہوتے ہیں منہ کڑوا ہو جاتا ہے، کوئی غذا اچھی نہیں لگتی۔ اسی طرح ہم گناہوں کے مرض میں مبتلا ہیں، اس لئے ہمیں ذکر اللہ میں لذت محسوس نہیں ہوتی۔

تاہم مریض دوا اور غذا نہیں چھوڑتا۔ ہمیں بھی ذکر کو ترک نہیں کرنا چاہیئے ۔ جیسے ہی ہمارے گناہوں کا مرض دور ہوگا ہمیں بھی ذکر اللہ میں لذت آنے لگے گی (مثنوی مولانا روم)

حکایت: حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری گستاخی ہے جس سے ہزار سالہ عبادت ملیامٹ ہوجاتی ہے۔(تذکرۃ الاولیاء۔)

حکایت: حضرت ابن قیمؒ ارشاد فرماتے ہیں میں نے سنا ہے حضرت ابن تمیمہؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دل کیلئے ذکر ایسا ہے جیسے مچھلی کیلئے پانی تو بتلایئے کے پانی سے جدا ہونے پر مچھلی پر کیا گذرتی ہے۔(جسطرح پانی کے بغیر مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی اُسی طرح ذکر اللہ کے بغیر دل بھی زندہ نہیں رہ سکتا)

حکایت:: حضرت ابن قیمؒ ارشاد فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت ابن تمیمہؒ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا آپؒ نے صبح کی نماز پڑھی پھر وہیں پر بیٹھ کر تقریباً دوپہر تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے ذکر سے فارغ ہوکر بندے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے یہ تو میرا ناشتہ ہے اگر نہ کھاؤں تو میری قوت سلب ہوجائیگی۔(بصیرت۔۲۰۱۳)

حکایت: ایک بزرگ نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو خواب میں دیکھا اور کہا اے نیکی کی تعلیم دینے والے مجھے راہ راست دِکھا۔تو حضرت نے فرمایا: نیکی اور بھلائی تمام وکمال وہی ہے تو اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے اور بدی اور برائی تمام تر تیری دنیا کی محبت میں ہے۔

ذکر اللہ کرنے سے جو روح کو قوت ملتی ہے، چہرہ پر جو نورانیت پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت اور انسیت نصیب ہوجاتی ہے، اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمام جہانوں میں ہم سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں ہے۔اسکے ساتھ ہی ذکر اللہ کی اہمیت، افادیت، فرضیت جو اللہ

تعالیٰ اور خاتمینؑ نے ہم کو بتائی ہیں اس سے کوئی بھی مصدق انکار نہیں کرسکتا ہے، مگر پھر بھی ہم لوگ اس فانی اور گناہوں بھری دنیا کے اتنے بڑے عاشق ہوگئے ہیں نہ ہمیں نماز پڑھنے کا وقت ملتا ہے اور نہ ہی ذکراللہ کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔آج کل کے ہمارے معاشرہ کے بارے میں کچھ لکھنے سے بہتر ہے کہ ہماری قوم کے مشہور عالمِ دین حضرت الحاج مولانا سید محمود اکیلویؒ (سجادہ دائرہ ظہیر آباد) کی لکھی ہوئی تحریر آپ کے سامنے پیش کردوں۔

آج ہمارے دور کے ماحول پر ہم غور وفکر کرتے ہیں تو نظامِ مرشدی ہو کہ نظام فقیری ایک رسم کا لبادہ اوڑھے ہوئے نظر آتی ہے۔نہ تو مسجدوں میں عصر تا مغرب بیان قرآن کا اہتمام موجود ہے نہ ذکر وفکر کی محفلوں سے مساجد وگھر آباد ہیں۔عجیب افراتفری کا دور دورہ ہے۔اگر ایسے میں کوئی شریعت وولایت پر چلنے والے ایک مرشد نکل آئے اور حدود دائرہ کی تعلیم دینے کے لئے فقراء دائرہ پر سختی کرنے لگے تو دوسرے مرشدین اُس روٹھے ہوئے فقیر کو ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔تربیت حال کا فقدان ذکرالٰہی کے محافل کا اٹھ جانا یہ ہماری بدبختی ہے۔بغیر صحبت وسند کے مرشدی کا بازار گرم ہے۔کاسبوں کو اہل اللہ صحبتی وسندی، مشائخین پر ترجیح دی جارہی ہے۔اور مرشدی نظام کے تانے بانے بکھرنے لگے ہیں۔ہر شخص بغیر صحبت وسند کے جدّی گدیوں پر بیٹھ کر نظام مرشدی کو ڈھٹول بنا چکا ہے۔(اور بہت سے کاہل لوگ بغیر کسی محنت کے آرام وآسائش بھری زندگی گذارنے کے لئے مشائقینِ اکرام کی جی حضوری کرکے اُن کے غریب مریدین کی موتا کرکے یا تسمیہ خانی، شادی وغیرہ کے کام کرکے خلافت حاصل کررہے ہیں) سیاست کی گرم بازاری، مصلحت آمیز گفتگو، منہ دیکھی بات کرنا ایک دوسرے کی اصلاح کرنے کے بجائے تحریراً ہو یا تقریراً ایک دوسرے کی برائی کرنا، جھوٹی ذاتی دشمنیوں کے بنا پر تہمتیں باندھنا، خطابات کی بھر مار، عصبیت کی پھٹکار، کونسی ایسی برائی ہم میں جمع نہیں ہے۔اے کاش سب مرشدین اجماع کا

اہتمام کرتے' آپس میں بیٹھ کر کھلے دل سے ایک دوسرے کا احتساب کرتے' دینِ امامنا حضرت مہدی موعودؑ کی ترویج میں سرگرم حصہ لیتے۔ خود کا کوئی اپنا جامعہ ہوتا جہاں ایک طالب علم مہدویت کے رنگ میں ڈوب کر نکلا ہوتا۔ اغیار کی جبیں سائی کے بجائے برملا دعوت دیتا کہ

اے قوم کجارفت بیائید بیائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

کا نعرہ بلند کرتا۔ آج ہم موت وبقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ خود گھر والے اعتراضات کے پتھر برسا رہے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ہم قومی بقاوسالمیت کے لئے متحد نہیں ہو سکتے' ہیں یہ سب کچھ سوچنا ہم سب ہی کا کام ہے (سیرت امیر المصدقین خلیفہ اول ۱۳۱)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں خاص طور پر تمام مہدویوں کو ذکر اللہ کی توفیق عطا فرماتے ہوئے دیدار خدا کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توکل علی اللہ

آیت : وَّ تَوَ کَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِا للّٰہِ وَ کِیْلًا(سورۃ احزاب.۳)

ترجمہ: اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ کافی کارساز ہے۔(سورہ احزاب۔آیت ۳،)

توکل علیٰ اللہ کا تصور اسلام اور قرآن مجید کی اہم تعلیموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہر نبیؑ و مرسلؑ کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر کامل طور پر توکل کرے اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی کہ وہ متوکل اللہ ہو جائیں اسی طرح اللہ تعالیٰ مختلف مقامات پر مختلف حالات میں اپنے بندوں کو صرف اُسی کی ذات پر توکل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توکل، تدبیر، کوشش، جدو جہد، محنت وسعی سے روکتا ہے وہ سخت غلط فہمی کے شکار ہیں۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ متوکلین کو دوست رکھتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اور ایسی چیزوں کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے جن میں ان کی بھلائی اور فلاح موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے ہی یہ سنت رہی ہے کہ زیادہ تر وہ اپنے نیک بندوں کو آزمائش کے طور پر مصیبتیں، بیماریاں، تنگدستی، نقصانات کا بوجھ ڈال کر اُنہیں آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اُس کا بندہ ان مشکلات اور پریشانیوں میں کس حد تک صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، کس حد تک اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ آزمائش مرسلین، انبیاء، اولیاء، اصفیاء، صالحین، باعمل علماء، پیران طریقت وحقیقت، مومنین اور اُن خاص نیکوکار طبقہ پر ہوتی ہے جو اللہ تعالی پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اُن کا توکل بہت ہی اعلیٰ درجہ کا حامل تھا، جب آپؑ اپنی قوم کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور ایک اللہ

کی عبادت کرنے پر زور دینے لگے اور موقع پاکر اُن کے بتوں کو توڑ دیئے تو اُس ملک کے بادشاہ نمرود بن کنعان نے حکم دیا کے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا جائے بادشاہ کے حکم پر لکڑیوں کا ایک پہاڑ کھڑا کر کے اُس میں آگ لگا دی گئی جب آگ کافی دہک نے لگی تو اُس آگ کے پہاڑ میں ابراہیم علیہ السلام کو ایک لکڑی کے منجنیخ (گوپن) میں بٹھا کر آگ میں پھینک دیا گیا، اُسی اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر فرماتے ہیں اگر آپ اللہ سے دعا کرے تو اللہ یہ آگ بجھا دیگا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا اللہ کو نہیں معلوم یہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ ہر چیز کو جانتا ہے، تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا مجھے آگ سے بچانا یا نا بچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے میں اُس پر توکل کرتا ہوں اور اُسکی رضا جس میں ہے میں اُسی میں راضی ہوں۔ اللہ نے اُس آگ کے آلاؤ کو ایک خوبصورت باغ میں تبدیل کر دیا، اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنے کا یہ انعام تھا کہ دہکتے ہوئے انگارے گلزار ہو گئے۔

ابراہیم علیہ السلام کے توکل اور آزمائش کا دوسرا واقعہ یہ ہے کے ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ بی بی سارہؓ بانجھ تھی اسی لئے بی بیؓ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی بی بیؓ اکثر سوچتی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اگر صاحبِ اولاد ہوتے تو تمام خوشیاں اُنہیں ملتی اور جب ابراہیم علیہ السلام کی تنہائی پر غور کرتی تو اور بھی مغموم ہو جاتی ایک دن بی بیؓ نے اپنے شوہر کی خوشنودی کی خاطر اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو دوسری شادی کرنے کیلئے راضی کروالیا اور آپؑ کی شادی بی بی ہاجرہؓ سے کروادی۔ جلد ہی بی بی ہاجرہؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا کیا جسکا نام ''اسماعیل'' رکھا گیا۔ اسماعیل علیہ السلام کی خوبصواتی، انکی شرارت، انکی ہنسی، انکی مسکراہٹ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل جیت لیا آپؑ اپنا زیادہ تر وقت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ گذارنے لگے، یہ دیکھ کر بی بی سارہؓ دکھی ہونے لگی اور ایک دن ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا آپؑ ان دونوں ماں

بیٹے کو میری آنکھوں سے دور کر دیں، ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ بی بی سارہؑ سے بہت پیار کرتے تھے بات ٹال نہیں سکتے تھے آپؑ نے بی بی ہاجرہؑ اور فرزند اسمٰعیلؑ کو لیکر نکل پڑے کچھ دن کے سفر کے بعد ایک ویرانے میں جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی کھانے کی کوئی چیز، کھلا آسمان ویران صحرا ایسی جگہ پر لے جا کر چھوڑ دیا اور جب جانے لگے تو بی بی ہاجرہؑ کہنے لگی ہمیں اس ویرانے میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں یہاں کے درندے ہمیں کھا جائیں گے، بی بی ہاجرہؑ کی فریاد سن کر ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں بھر آئیں آپؑ نے بی بیؑ کو دلاسہ دیا اور سمجھایا کے یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے اللہ پر بھروسہ رکھو وہی تم لوگوں کا نگہبان ہے، بی بیؑ نے بھی اللہ کی مرضی کے آگے اپنا سر خم کر دیا اور کہنے لگی اگر یہ اللہ کی مرضی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔ یہ تھا ابراہیم علیہ السلام صبر اور اُن کی اہلیہ بی بی ہاجرہؑ کا توکل، بی بیؑ نے تنہا صحرا میں رہنے کو منظور کر لیا مگر زبان پر ایک حرف تک نہیں لائیں، یہ ایسا بیابان تھا جہاں دور دور تک کوئی انسان نظر آتا تھا نہ کوئی جانور تنِ تنہا اللہ پر توکل کر کے اس ویرانے میں رہنے کیلئے راضی ہو جاتی ہیں اور ادھر ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر کو صرف اور صرف اللہ پر توکل کرتے ہوئے اُس ویرانے میں چھوڑ دیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے توکل اور آزمائش کا تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھتے ہیں کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ خواب مسلسل تین دن تک دیکھتے رہے اور دل میں خیال آیا کے انبیاء کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا اسی لئے آپ اس خواب کو پورا کرنے کیلئے اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لیکر ذبح کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلے، راستے میں شیطان ابراہیم علیہ السلام کو اپنے فرزندِ ارجمند کو ذبح کرنے سے روکنے کیلئے بہت سی کوشش کرتا رہا مگر ابراہیم علیہ السلام اُس پر کنکریاں پھینک کر وہاں سے بھگا دیا۔ پھر شیطان بی بی ہاجرہؑ کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور بی بیؑ سے کہتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تمہارے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں بی بیؑ نے

شیطان کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا اور اُس پر پتھر مارتے ہوئے کہنے لگیں اگر خدا کی یہی مرضی ہے تو میں خدا کی مرضی میں راضی ہوں، پھر شیطان اسماعیل علیہ السلام کے قریب آکر آپؑ کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے، چھوٹے سے اسماعیل علیہ السلام کے قربان جائیے آپؑ بھی شیطان کو کنکریوں سے مار کے بھگاتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرماتے ہیں اگر اللہ کی یہی مرضی ہے تو آپؑ مجھے ذبح کر دیجئے مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، جب ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلاتے ہیں اللہ اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے اور اسماعیلؑ کے سر کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا آجاتا ہے جسکو ابراہیم علیہ السلام ذبح کر دیتے ہیں۔اس واقعہ سے ابراہیم علیہ السلام اُن کے فرزند اور اہلیہ کی بزرگی اور اللہ پر توکل کا ہمیں درس ملتا ہے کہ وہ کیسی عظیم شخصیتیں تھیں کے نہ انہیں موت کا خوف تھا نہ آگ کا نہ صحرا و بیابان میں تنہا رہنے کا ایسا ہی توکل ہونا چاہئیے۔ابراھیم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء و مرسلین کے توکل علیٰ اللہ کے اور بھی بہت سے واقعات سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں مگر مضمون کی ضخامت کے خوف سے صرف چند واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔حضور اکرم ﷺ کی ساری زندگی تقویٰ اور توکل کا جیتا جاگتا نمونہ تھی حضور ﷺ کی سیرت کے کئی واقعات میں سے صرف ایک مختصراً واقعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جنگ بدر کے موقع پر ایک طرف ہزاروں کفّار کا لشکر معہ جنگی ساز وسامان، ہتیار، اونٹ، ہاتھی، گھوڑے وغیرو وغیرہ کے ساتھ تھا اور دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کے پاس صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابیوں کا اجماع اور ہتیار کے نام پر کچھ تلواریں، کچھ نیزہ اور لکڑیاں تھیں جس کو ہتیار کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور ساتھ میں دو گھوڑے اور تیس، چالیس اونٹ تھے مگر حضور ﷺ کے پاس سب سے بڑا ہتیار اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا تھا یہ وہ ہتیار تھا جس کی بنا پر حضور ﷺ نے کفار کے ہزاروں کے لشکر کو نیست و نابود کر دیا اور ایسی فتح حاصل کی کہ

ساری دنیا دیکھتی رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور ہزاروں کفّار سے بغیر زیادہ جنگی ساز وسامان کے جنگ لڑنے پر اللہ نے انہیں ایسی فتح عطا کی جسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اور ایسی فتح وکامیابی قیامت تک کسی اور کو نصیب نہیں ہوگی۔ اب آپ کے سامنے ایک صحابیِ رسول اللہ ﷺ کا واقعہ پیش کرتا ہوں جو کہ یہ احساس دلاتا ہے کہ آپ کی قسمت کا لکھا آپ تک ضرور پہنچے گا جلد بازی کر کے حرام ذرائع سے مال ودولت حاصل تو کر سکتے ہیں مگر اس کا حساب اللہ کو دے نہیں سکتے لہذا صبر کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے حلال اور جائز طریقہ سے آپ کی قسمت میں لکھا ہوا رزق آپ تک ضرور پہنچ جائیگا ہے۔ واقعہ ایسا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ پہنچے اور جنگوں کا دور شروع ہوا تو اُس میں کئی صحابہ بھی شہید ہوئے تھے، اُنہی شہداء میں سے ایک شہید کی بیوی شوہر کی شہادت کے بعد گھر میں تنہا رہا کرتی تھی، ایک دن ایک چور اُس بی بی کے گھر میں آیا رات کا وقت تھا بی بی تنہا تھیں بی بی کو تنہا دیکھ کر وہ چور بی بی سے قربت حاصل کرنا چاہتا تھا مگر اُس کے دل میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ بی بی کے قریب تک نہیں گیا نہ بی بی کو چھوا، پھر اُس چور نے چوری کی نیت سے گھر کا سامان جمع کرنے لگا پھر اُس کے دل میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ چوری کا ارادہ ترک کر دیا اب اُس چور کو بہت بھوک لگ رہی تھی وہ کھانے کی نیت سے رکابی میں کھانا ڈالنے لگا ہی تھا کہ اُس کے دل میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ کھانے سے بھی رک گیا اور واپس چلا گیا، صبح ہوئی نمازِ فجر کے بعد وہ بی بی جسکے گھر میں رات چور آیا تھا وہ حضو ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں آتی ہیں اور رات کا سارا واقعہ حضو ﷺ کو سناتی ہیں، حضو ﷺ سارا واقعہ سننے کے بعد مسجد میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگے، حضور ﷺ کو ایک شخص مسجد میں ذکر میں مشغول نظر آتا ہے آپ ﷺ اُس بی بی سے پوچھتے ہیں کیا تم شادی کرنا چاہتی ہو؟ وہ بی بی نظریں جھکا دیتی ہیں تو آپ ﷺ اُس شخص کو طلب کر کے پوچھتے ہیں کیا تم اس عورت سے شادی کرنے کیلئے تیار ہو؟ وہ

شخص فوراً تیار ہو جاتا ہے، جب دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے اور وہ دونوں اُس بی بی کے گھر میں آتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں یہ وہی شخص تھا جو رات کو چوری کرنے کیلئے اُس بی بی کے گھر گیا تھا اگر وہ رات کو اُس بی بی سے قربت حاصل کرتا تو وہ حرام ہوتا، اگر سامان چوری کرتا تو وہ بھی حرام ہوتا، اگر وہ کھانا کھالیتا تو وہ بھی حرام ہو جاتا۔ اُس چور کے اختیار میں رہنے کے باوجود اُس نے ان گناہوں سے اپنے آپ کو روکے رکھا جس کے نتیجے میں صرف ایک رات صبر کرنے پر وہ سب ہی چیزیں اُسے حلال طریقہ سے مل گئی۔ وہ عورت وہ سامان وہ کھانا اُسی چور کے ہی نصیب کا تھا اگر جلد بازی کرتا تو حرام ہوتی اُس نے صبر کیا تو اللہ نے وہ سب چیزیں اُس پر حلال کر دیں۔ ہمیں اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے، جلد بازی میں حرام ذرائع سے پیسہ جائداد بنانے کے بجائے اللہ پر توکل کرنا چاہیئے جو بھی ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ہم کو مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کئی جگہ توکل علی اللہ کی اہمیت وافادیت کے بارے میں آیات نازل فرمایا ہے جو کہ فرائضِ ولایت میں سے ایک فرض ہے، تمام آیات کو لکھنے اور ترجمہ کرنے سے یہ مضمون کافی ضخیم ہو جائے گا اسی لئے چند آیات اور اس کا ترجمہ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور چند آیات کی نشاندہی کی جارہی ہے جو قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں ہے

ایت: وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (عمران. ١٢٢)

ترجمہ: اور مومنوں کو اللہ ہی پر پھروسہ کرنا چاہیئے۔ (عمران. ١٢٢)

ایت: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (مائدہ. ٢٣)

ترجمہ: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔ (مائدہ۔٢٣)

ایت: وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (انفال. ٦١)

ترجمہ: اور اللہ ہی پر بھروسہ کیجئے بے شک وہی ہے سننے اور جاننے والا۔(انفال۔٦١)

ایت: اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ.(ھود. ٥٦)

ترجمہ: میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔(ھود۔٥٦)

ایت: وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ.(ابراھیم. ١٢)

ترجمہ: اور اہل توکل تو اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔(ابراھیم۔١٢)

ایت: وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ .(ذٰریٰت. ٢٢)

ترجمہ: اور تمہارا رزق اور وہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان میں ہے(ذریت۔٢٢)

ایت: اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنَ .(ذٰریٰت. ٥٨)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی رزق دینے والا ہے قوت والا اور مظبوط ہے۔(ذریت۔٥٨)

ایت: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(تغابن. ١٣)

ترجمہ: اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ پر توکل کریں(تغابن١٣)

ایت: وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (طلاق. ٣)

ترجمہ: اور جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔(طلاق۔٣)

ایت: الَّذِیْنَ صَبَرُ وْ اوَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْن.(نحل. ٤٢)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔(نحل۔٤٢)

توکل علی اللہ پر اور بھی آیاتیں موجود ہیں چند آیات معہ ترجمہ تحریر میں آچکی ہیں کچھ آیات کی صرف نشاندہی معہ سورۃ کے نام سے درج کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کو قرآن مجید میں توکل علی اللہ کی آیات ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔

(١) سورہ عمران. آیت. ١٥٩، ١٦٠ **(٢)** سورہ انفال. آیت. ٢،٤٩ **(٣)** سورہ

توبہ. آیت ۵۱،۱۲۹ (۴)سورہ ہود. آیت.۶، ۱۲۳ (۵)سورہ یوسف آیت.۶۷ (۶) سورہ نحل. آیت. ۹۹،۷۹ (۷)سورہ عنکبوت. آیت. ۶۰،۵۹ (۸)سورہ احزاب . آیت.۴۸ (۹)سورہ زمر. آیت.۳۸ (۱۰)سورہ شوریٰ. آیت. ۱۰، ۳۶ (۱۱)سورہ ممتحنہ. آیت. ۲ (۱۲) سورہ ملک. آیت. ۲۹ (۱۳)سورہ رعد. آیت. ۳۰.

توکل کو ہر شخص اپنی سمجھ، معلومات اور اپنی بساط کے تحت سمجھتا ہے، توکل کے لغوی معنی بھروسہ کرنا، اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا ہے، توکلتُ علی اللہ کے معنی ہیں سب کچھ چھوڑ کر خدا پر بھروسہ کر کے صبر کرنا۔ عام طور پر بعض کاہل اشخاص محنت کرنے، روزی کمانے سے بچنے کیلئے توکل کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تو اللہ پر توکل کر کے بیٹھے ہیں، جب کے ان لوگوں کو فرائضِ نبوت کے بارے میں زیادہ معلومات ہے نہ ہی احکام دین سے کوئی واسطہ ہے مگر پھر بھی اپنی نااہلی، کاہلی، کام چوری، محنت سے بچنے اور بغیر محنت کے آرام دہ زندگی گذارنے کے لئے فرائضِ ولایت کے صرف ایک فرض توکل پر تکیہ کر کے اپنے آپ کو سچا باعمل مہدوی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ توکل علی اللہ فرائضِ ولایت میں سے ایک فرض ہے اور یہ فرض بھی اُن لوگوں کے لئے ہے جو شریعتِ محمدیؐ کی پابندی کرتے ہیں اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی ہر بات پر عمل کرتے ہوئے مہدی موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے احکامِ ولایت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور متوکل وہ ہوتے ہیں جو اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں گذارتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی سبب وغیرہ پر تکیہ نہیں کرتے نہ دھن دولت پر نہ مال واسباب پر نہ اُنہیں کھانے پینے کی فکر ہوتی ہے نہ ہی دنیا کی کسی شئے کی اُمید اگر اُن کا مال واسباب چوری ہوجائے یا تجارت وغیرہ میں نقصان ہوجائے یہ کام کاج بند ہوجائے تو اُن کے چہرے پر شکن تک نہیں آتی

وہ اللہ والے ایسی آزمائشوں کو اللہ کی مرضی سمجھ کر راضی رہتے ہیں اور دل کا اطمینان باطل ہونے نہیں دیتے اور دل میں ہر وقت یہ خیال رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی میرے ساتھ وہی سلوک کریگا جو اس کے نزدیک میرے حق میں بہتر ہوگا اور انہیں اس بات کا یقینِ کامل ہوتا ہے کہ اگر یہ مال و زر میرے پاس رہتا یا یہ نوکری، یہ کاروبار میرے پاس ہوتا تو شائد فسادِ دین کا سبب بنتا اسی لئے اللہ نے یہ دنیاوی معمولی نقصان کروا کر میری آخرت کی راہ آسان فرمادی ہے اور یہ متوکل لوگ اس نقصان پر اللہ تعالی کا شکر واحسان ادا کرتے ہیں کہ اللہ نے میرے دین کا نقصان ہونے سے بچالیا۔ ایسے ہی اللہ والے اللہ تعالی کا اتنا قرب حاصل کر لیتے ہیں کے اُن کے پاس سیاہ و سفید، سونا اور مٹی ایک برابر ہوجاتا ہے، ایسے ہی اللہ کے بندے جو کامل طور پر اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہیں وہی لوگ متوکلوں کے زمرہ میں آتے ہیں۔ متوکلین کے چند اوصاف جو قرآن سے ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ متوکل کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ ہوتا ہے، وہ اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے اور اُس کے ہر فیصلے پر صبر وشکر کا مظاہرہ کرتا ہے چاہے وہ معاملات اُس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ ہی کو کارساز سمجھتے ہوئے اُس کی مقرر کردہ تقدیر پر یقین کامل رکھتا ہے، وہ خدا کے سوائے کسی سے بھی کوئی اُمید وابستہ نہیں رکھتا اور نہ ہی خدا کے سوا کسی سے ڈرتا ہے نہ خوف زدہ ہوتا ہے، متوکل کی یہ نشانی بھی ہے کہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور گمراہی کے راستے سے بہت دور رہتا ہے۔ آیئے اب کچھ احادیث نبویؐ پر روشنی ڈالتے ہیں جو توکل علیٰ اللہ کی اہمیت وافادیت کو اُجاگر کرتی ہیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص کو یہ بات خوش آیند لگے کہ وہ لوگوں میں قوی تر ہوجائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ پر توکل کرے۔ (کنز العمال ۳، ص۔۶۱)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے اللہ پر توکل کیا تو اللہ اس کے خرچ کی کفایت

کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جس کا اسے سان وگمان بھی نہ ہوگا اور جس نے دنیا سے خاص لگاؤ رکھا یعنی اس کا ہو رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حوالے کر دیگا۔

حدیث: حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، میری امّت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کہ جنت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہونگے جو منتر جنتر نہیں کرتے نہ تو وہ لوگ بدشگون لیتے ہیں نہ داغ لگواتے ہیں اور وہ اپنے ہی رب پر توکل کرتے ہیں۔

(یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالی پر کامل بھروسہ کرتے ہیں اپنی مرضی سے کسی جادوگر وغیرہ سے اپنا حال اور مستقبل جاننے کی کوشش نہیں کرتے، نہ ہی شگون بدشگون جادوٹونا کے چکر میں رہتے ہیں اور نہ ہی جسم پر داغ لگواتے ہیں صرف وہی لوگ بغیر حساب کتاب کہ جنت میں جائیں گے اور یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ پر توکل کرتے ہیں)

حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل ایسا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو تم کو اللہ ایسے رزق دے گا جیسا پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ ۳۱۷)

حدیث: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا رزق بندے کو ایسا ہی ڈھونڈتا ہے جیسے اسے اس کی موت اسکو ڈھونڈتی ہے۔ (ابو نعیم)

حدیث: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی شخص گھر سے نکلے اور کہے شروع اللہ کے نام سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اللہ کے سوا کسی کے پاس توفیق ہے نہ طاقت، تو اس سے کہا جاتا ہے تجھے ہدایت عطا کی گئی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا اور شیطان متوکل اللہ سے دور بھاگتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمزی، نسائی)

حدیث: نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خلایق کی تقدیرات کو آسمان وزمین پیدا کرنے کے پچاس ہزار برس پہلے لکھ دیا ہے اور عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک دن میں رسول خداﷺ کے پیچھے تھا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے لڑکے حقوق الٰہی کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا تو اس کو اپنے سامنے پائیگا اور جب بھی جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگ، جب مدد درکار ہو تو اللہ سے طالبِ مدد ہو اور اس بات پر یقین رکھ کہ اگر پوری امت اس امر پر متفق ہو جائے کہ تجھے نفع پہونچائے تو وہ تجھے کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ ظہور میں وہی آئے گا جو اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے، اگر پوری دنیا اس بات پر اتفاق کرلے کہ تجھے نقصان پہونچائے تو وہ ہرگز نقصان نہیں پہونچا سکتی، اس کے سوا کہ اللہ نے لکھ دیا ہو، قلم اٹھا لئے گئے اور دفتر خشک کر دئے گئے (انصاف نامہ۔۶۳)

مذکورہ احادیث میں حضورِ اکرمﷺ نے توکل علی اللہ کی اہمیت وافادیت کے بارے میں فرمایا ہے کہ متوکل وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرے مسبب (اللہ) سے نظر ہٹا کر اسباب ہی کو سب کچھ نہ سمجھیں، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بجائے دنیا اور اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا کے حوالے کر دیتا ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا، متوکل کو رزق اس طرح ڈھونڈتا ہے جیسا کے موت اپنے وقت پر پہنچ جاتی ہے۔ حضورِ اکرمﷺ نے متوکل کو ہی قوی تر ہونے کی بشارت فرمائی ہے کیونکہ کوئی بھی کمزور متوکل نہیں ہوسکتا اُس کی کمزوری، اُس کا ڈر خوف اُسے توکل پر ثابت قدم رہنے کی اجازت نہیں دیتا اسی لئے وہ ڈر کے دنیا کمانے اور جما کرنے میں لگ جاتا ہے اور قوی انسان کو کمانے اور جما کرنے کی فکر نہیں ہوتی وہ سب مال اُسی وقت راہِ خدا میں خرچ کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے بھیجا تھا وہ کل کے لئے جمع نہیں کرتا، یہی عمل مہدی موعود علیہ السلام نے ہم کو سکھایا ہے جب بھی مہدی

موعود علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ فتوح بھیجتا آپؑ اُسی وقت ساری کی ساری فتوح سویت کر دیتے ایک پیسہ بھی کل کیلئے اُٹھا کر نہیں رکھتے تھے، مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے گروہ سے یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کے پاس اپنی حاجت مت لے جاؤ اور جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی رہو، ہم سب مہدویوں کو بھی ایسے ہی عمل کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ متوکل کی کفالت خاص اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے، متوکل ہی کو اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہے اور شیطان متوکل سے دور بھاگتا ہے، متوکل کی ہر دشوار چیز آسان ہوجاتی ہے، متوکل کو اللہ تعالیٰ مصیبتوں اور غیر شرعی کاموں سے بچا لیتا ہے، متوکل کی عبادات میں اخلاص پیدا ہوجاتا ہے، رسولِ خدا ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو کچھ بھی مانگنا ہو خدا سے مانگو اسی طرح مہدی موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے''جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگ اگر نمک ہی کی حاجت کیوں نہ ہو وہ بھی خدا سے مانگ اگر پانی کی حاجت ہو تو خدا سے مانگ اگر لکڑی چاہیے تو وہ بھی خدا سے مانگ، لوگوں سے سوال مت کر بہتر یہی ہے کہ اللہ سے اللہ کے سوائے کچھ نہ مانگ''(حاشیہ۔۶۴) کیونکہ اللہ کے سوائے کوئی بھی حاجت پوری کرنے والا نہیں ہے، اگر تیری کوئی بھی حاجت یا ضرورت پوری ہوتی بھی ہے یا کوئی پوری کرتا بھی ہے تو وہ بھی اللہ کی رضا سے ہی پوری ہوتی ہے، تجھے جو کچھ بھی ملتا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہی ملتا ہے، تو جس کسی سے بھی مانگتا ہے اللہ اُس کے دل میں رحم پیدا کر دیتا تب ہی تو وہ تیری حاجت یا ضرورت پوری کرتا ہے، ماں بھی اپنے بچہ کو تب تک دودھ نہیں پلاتی جب تک کے اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں بچہ کی محبت، بچہ کیلئے اُس کے دل میں رحم نہیں پیدا کر دیتا، اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو اپنی محنت اپنی عقلمندی سے پیسے کماتے ہیں، ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ لاکھوں محنت کرنے والوں کو بعض اوقات دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی اور لاکھوں عقلمند لوگ کم عقل حضرات کے پاس ہاتھ جوڑ کر نوکری کیلئے کھڑے نہ رہتے، اللہ تعالی کا شکر

ادا کیجئے کہ اُس نے آپ کو ہاتھ پاؤں میں طاقت اور محنت کر کے کمانے کی صلاحیت عطا کی تب ہی تو نوکری کر رہے ہیں یا کاروبار کر پا رہے ہیں، اگر عقل کے بدولت ہی روٹی روزی ملتی تو تمام کے تمام کم عقل حضرات بھوکے مر جاتے مگر ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ لاکھوں بے روزگار لوگ اللہ کی عطا سے تین وقت بہترین کھانا کھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رازق ہے اور وہ ساری مخلوق کا رزق لکھ چکا ہے جو مقررہ وقت پر اُس کو مل جائے گا۔ آپ کو وہی ملیگا جو تقدیر میں آپ لکھا کر لائیں ہیں، دولت کمانے کیلئے جھوٹ، دھوکہ، چوری نہ جانے کتنے ہی کبیرہ وصغیرہ گناہ کر ڈالتے ہیں مگر ان سب چیزوں سے کوئی بھی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے بجائے ہم اللہ کی عبادت کرتے اُن چیزوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جو ہماری قسمت میں ہے ہی نہیں اگر قسمت میں ہے تو وہ ہم سے کوئی بھی چھین نہیں سکتا لہذا ہم کو اللہ پر کامل توکل کرتے ہوئے اُس کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے ’’ہم نے انسان اور جنّات کو ہماری عبادت کیلئے پیدا کیا ہے‘‘ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی عبادت کر رہے ہیں جیسا کے اللہ نے حکم فرمایا ہے؟ بالکل نہیں ہم تو پیسے، رتبہ، طاقت، حکومت، عیش وعشرت وغیرہ کے پیچھے ایسے پاگل ہوگئے ہیں نہ ہمیں سہی غلط کی فکر ہے نہ ہی حلال اور حرام کی کسی بھی حالت میں ہمیں پیسہ چاہیئے، رتبہ چاہیئے، طاقت چاہیئے، جبکہ ہم کئی بار قرآن مجید، احادیثِ نبویؑ، نقلیاتِ مہدی موعودؑ میں پڑھ اور سُن چکے ہیں کہ ملتا وہی ہے جو کہ ہم اپنی تقدیر میں لکھا چکے ہیں، ساری کائنات چاہ کر بھی ہم کو یا کسی اور کو بھی کبھی بھی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک کے اللہ نہ چاہے۔

قارئین ابھی تک آپ نے یہ مطالعہ کیا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے توکل علی اللہ کے بارے میں کیا حکم فرمایا ہے اور احادیث نبویؑ میں حضور اکرم ﷺ نے توکل علی اللہ کے بارے میں

کیا فرمایا ہے۔اب آپ کے سامنے مہدی موعود علیہ السلام اور صحابہؓ کے وہ فرمودات پیشِ خدمت ہیں جس میں مہدی موعودؑ اور صحابہؓ نے توکل علی اللہ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے۔

نقل: مہدی موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص فتوح کا منتظر ہو وہ متوکل نہیں۔(حاشیہ۔۲۳)

نقل: مہدی موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص متوکل سے کہے کہ خدا تعالیٰ نے سوالاکھ سونے کے تنکے بھیجا ہے ایک گھنٹہ توقف کرو تو میں لاتا ہوں، اگر وہ متوکل ٹھہر گیا اور تاخیر کیا تو وہ متوکل نہ ہوگا۔(حاشیہ انصاف نامہ۔۲۳)

نقل: مہدی موعودعلیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس کا بھروسہ روٹی پر ہے وہ متوکل نہیں ہے کیوں کہ روٹی کے متعلق خود اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے''اور نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ پر ہے رزق اس کا''(سورۃ ھود۔ایت۔٦) یہ خدا کا وعدہ ہے اگر تو خدا کے وعدہ پر ایمان رکھتا ہے تو مومن ہے ورنہ کافر ہے اگر کوئی شخص تجھ سے وعدہ کرے کہ آج میں تجھ کو مہمان رکھوں گا،تو اس کے وعدہ پر بھوکا رہتا ہے اور کچھ نہیں کھاتا پس یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو کہ صادق الوعد ہے۔

(حاشیہ انصاف نامہ۔٦٧،٦٨)

نقل: مہدی موعودعلیہ السلام نے تعین کو لعین فرمایا ہے اور فرمایا کہ خدا کا رزق یہ ہے کہ اللہ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔''اور جو آدمی اللہ سے ڈرے گا (یعنی اللہ پر توکل کریگا) تو اللہ اس کے لئے کوئی سبیل بے خودی کو پیدا کر دیگا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جس کا اس کو شان وگمان نہ ہو۔(انصاف نامہ صفحہ۱۴۱)

نقل: مہدی موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ ایک حلال ہے اور ایک حلال طیب جو کچھ شرع میں حلال رکھے ہیں وہ حلال ہے اور حلال طیب وہ ہے کہ یکا یک بے گمان اور بے اختیار پہونچے اس وقت نظر خدائے تعالیٰ پر پڑتی ہے اور حلال طیب کیلئے حساب نہیں (انصاف نامہ۔۱۴۱)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے ایک فقیر نے پوچھا کہ اگر طالبِ خدا کیلئے تمام اضطرار ہو تو کیا کرے؟ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا مر جائے۔ پھر پوچھا کہ زیادہ اضطرار ہو جائے تو کیا کرے مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا مر جائے۔ پھر تکرار کیا تو فرمایا مر جائے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے کسب کرنے یا کسی کے سامنے حاجت لیجانے سے منع فرمایا اس کی اجازت نہیں دی پھر مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص (جو فقیر) اہلِ دنیا کے گھر پر جائے تو وہ ہماری آن سے نہیں ہے اور آنِ خدا سے نہیں ہے۔ (حاشیہ۔۵۷)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالی پر بھروسہ (توکل) نہیں کر سکتا تو اللہ تعالی نے رخصت بھی دی ہے۔ یعنی کوئی لاچار ہو، حکم عدولی کرنے والا نہ ہو، نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ دنیا کی زندگی طلب کرو اور اس کی رغبت کرو یا طالبان دنیا کے گھر جاؤ۔ (حاشیہ۔۳۱)

نقل: موضع بھیلوٹ میں ایک شخص نے فتح خاں کی طرف سے تیس تنکے اللہ دیا کہہ کر صدیق اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کئے حضرتؓ نے قبول فرمایا' دوسرے مہینے بھی تیس تنکے بھیجے حضرتؓ نے قبول فرمایا، تیسرے مہینے بھی تیس تنکے حضرتؓ کی خدمت میں بھیجے تو میراں سید محمودؓ نے قبول نہیں فرمایا اور کہا شاید فتح خاں ہمارے لئے تعین مقرر کرنا چاہتا ہے۔

(انصاف نامہ صفحہ ۱۹۵)

(صدیقِ اکبر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو جب فتح خاں کی طرف سے لگا تار تیسرے مہینہ بھی فتوح آئی تو ثانی مہدیؓ نے وہ فتوح لینے سے انکار اس لئے کر دیا کہ یہ فتوح تعین کے زمرہ میں آجاتی تھی اور تعین کو مہدی موعودؑ نے لعین فرمایا ہے۔ اگر ثانی مہدیؓ تیسرے مہینے میں بھی فتوح لے لیتے تو اس کو مثال بنا کر آنے والے دور کے صاحبِ دائرہ حضرات اور بہت سے

تارک دنیا تعین کو لعین نہیں مانتے ہوئے ساری عمر تعین قبول کرتے رہتے۔ جو توکل کے خلاف ہے، یعنی جو توکل، اللہ تعالی پر ہونا چاہیئے وہ ختم ہو جاتا اور تعین دینے والے کا ہر مہینے انتظار کیا جاتا جو ایک تارک دنیا کے لئے ہی نہیں بلکہ مصدق مہدی موعود علیہ السلام کے لئے بھی جائز نہیں ہے صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ کی اس احتیاط کے باوجود بھی آج کے دور میں بہت سے ایسے تارک دنیا ہیں جو حکومت کی ملازمت کرتے تھے، اور جب وظیفہ پر سبکدوش ہو جاتے ہیں تو اپنے مرشد کے پاس جا کر دنیا ترک کر لیتے ہیں مگر تعین کو ترک نہیں کرتے اور نہ ہی تعین کو لعین سمجھتے ہیں ہر مہینے تعین وظیفہ کی شکل میں لے رہے ہیں ایسے لوگ متوکل کے زمرے میں نہیں آتے اور بعض تارکِ دنیا حضرات تو امیر، پیسے والوں سے تعین لینے کیلئے اُن حضرات کے گھروں کے چکر لگاتے ہیں جو اُن مجبور تارکِ دنیا کو اپنے گھر بُلا کر گھنٹوں انتظار کرواتے ہیں اور کچھ پیسہ دیکر اُن پر اور اللہ پر احسان کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سخی، حاتم طائی نہ جانے کیا کیا سمجھتے ہیں اور ان فقراؤں کو بہت ہی حقیر نظروں سے دیکھتے ہیں اور محفلوں، چوراہوں میں ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آسانی سے بغیر محنت کئے پیسہ کمانے کیلئے دنیا ترک کرتا ہے اور لوگوں سے سوال کرتا ہے اُسے دنیا میں ایسی ہی زندگی گذارنی پڑتی ہے جو ایک مہدوی کی شایانِ شان نہیں ہے۔ لہذا ترک دنیا تب ہی کرے جب آپ میں بھوک پیاس برداشت کرنے کی طاقت ہو اور جب بھی اللہ کچھ بھیجے تب ہی کھائے پیئے ورنہ بھوکے رہے۔ اللہ پر توکل کرے رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعودؑ کے بتائے ہوئے راستے پر خوشی خوشی اپنی زندگی بسر کرے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا توکل وہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے اور رات دن اس طلب میں رہے کہ کس وقت خدا کو پاؤنگا، پس رزق کیلئے دولت مندوں سے طمع اور ان کی تواضع نہیں کرنی چاہئے۔ (حاشیہ انصافنامہ۔ ۶۸)

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا کہ تمام درویشی دو باتوں میں ہے ایک توکل دوسرا تسلیم، طالب کو جب مقامِ تسلیم روزی ہو تو مقامِ توکل خود حاصل ہو جاتا ہے تسلیم سے بڑھکر کوئی مقام نہیں۔ (یعنی اللہ تعالی پر کامل بھروسہ کرنا خود کو اللہ کے سپرد کر دینا وہ جس حال میں رکھا اُسی میں رہنے کو تسلیم کہتے ہیں) (حاشیہ۔۸۵۔نقلیات بندگی میراں سید عالم۔۹۱)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ متوکل اضطرار کی کیفیت میں ہو جائے تو مردار کھالے لیکن سوال نہ کرے۔ (شواہد ولایت۔۴۴۸)

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے فرمایا اگر زن وفرزند والے فقیر کو تین روز بے غذا رہنے کی قوت ہو تو اُن کو چاہیئے کہ وہ خود نہ کھائیں بچوں کو کھلائیں کیونکہ بچوں کو توکل معلوم نہیں ہے اور خود خدا پر توکل کرے۔ (نقلیات بندگی میراں سید عالم۔۱۱۳)

نقل: ایک دن میاں ابوالفتح نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ سے پوچھا میاں جی متوکل کون شخص ہے؟ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے فرمایا اگر ہم پھل والے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اور درخت پر جانور ہیں جی میں آتا ہے کہ یہ جانور کچھ پھل نیچے گرادیں تو ہم کھائیں، (ایسا شخص متوکل نہیں) اسی طرح اُس شخص کو تمام عالم سے توقع ہوتی ہے۔ (پنج فضائل۔۱۳۸)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ اور میاں نعمتؓ توکل کے میدان میں گھوڑے دوڑائے کوئی فرق نہ تھا مگر دونوں لولکیوں کے فاصلہ کے برابر۔ (مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ بندہ کا اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کا توکل قریباً برابر ہے مگر تھوڑا سا فاصلہ جو دونوں کے بیچ میں رہ گیا ہے وہ اس لئے کے مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں اور حضرت شاہ نعمتؓ نہیں ہے اس لئے کان کے لولکیوں جتنا فرق رہ گیا ہے (نقلیات بندگی میراں سید عالمؓ۔۸۶)

نقل: ایک دن حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے معاملہ دیکھا کہ ایک پھل میرے ہاتھ میں ہے جو

مہدی موعود علیہ السلام نے لا کر دیا اور فرمایا کہ یہ توکل کا پھل ہے مضبوطی سے پکڑ ولیکن اس میں کچھ نقصان ہے۔اس کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ اٹھے سیدھے حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے پاس اپنا معاملہ سنایا۔حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے فرمایا وہ نقصان اس سبب سے ہے کہ پورے متوکل حبیبِ خدا ﷺ اور ہمارے خوندکار (مہدی موعود علیہ السلام) ہیں ان کے ایمان اور توکل کے مقابلہ میں کسی دوسرے شخص کا متوکل ہونا روانہیں ہے ہم کو اور تم کو تھوڑا سا نقصان چاہیئے ۔(پنج فضائل ۔۱۳۵)

نقل: شیخ صدرالدین سندھی آدھی رات میں ہاتھ حجرے میں ڈال کر اشارہ سے روٹیاں دیتے تھے کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ کون دیتا ہے،دوتین دن کے بعد طالبانِ خدا نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں فریاد کی کہ میرانجی ، رہزنی ہوتی ہے،مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کیا رہزنی ہوتی ہے کہو؟ کہا میرانجی دوتین راتیں ہوئیں کہ کوئی شخص اپنا ہاتھ حجرے میں لانبا کرتا ہے اور روٹیاں دیتا ہے،معلوم نہیں کون شخص ہے۔مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ طالبان خدا کو تکلیف مت دو۔مہدی موعود علیہ السلام نے (تکلیف مت دو) اس لئے فرمایا تھا کہ طالبان خدا کے دل میں یہ خیال نہ آسکے کہ آج رات کو بھی آئیگا۔اسی لئے وقت بدل بدل کر دو تا کہ اُنہیں اللہ ہی پر توکل قائم رہے۔کیونکہ طالبان خدا اور متوکلوں کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ نہ جانیں کہ آج کے دن اور آج کی رات رزق کہاں سے آئیگا۔(حاشیہ۔۸۲)

نقل:حضرت بندگی میاں ملک جیؓ نے فرمایا کہ متوکل کو تفحص (جستجو ،تلاش) یعنی وجہ بے وجہ کا پوچھنا جائز نہیں ہے جہاں (کسی رزق کا) ناجائز وجہ سے ہونا معلوم ہو نہیں لینا چاہیئے ۔

(نقلیات بندگی میراں سید عالم ۔۱۱۲)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا اچھا ہے وہ شخص جس کیلئے گمان نہیں جو رزق غیب سے آتا

ہے اس کو نفس اختیار نہیں کرتا، جس رزق کے آنے کا گمان ہو اس کو نفس اختیار کرتا ہے" خدا پر توکل کرنا پیغمبروں کا کام ہے" (حاشیہ۔۱۲۷)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ خدا دے وہ کھائے کل کے کھانے کیلئے اُٹھا کر نہ رکھے۔(حاشیہ انصاف نامہ۔۲۲۹)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی تارک دنیا اپنے حجرے میں رہے اور کسی کے آنے والے کی جوتیوں کی آواز سنے اور اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ آنے والا کوئی چیز دینے آیا ہے ایسا خیال کرنے والا متوکل کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔(انصاف نامہ۔۱۴۰)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص رزقِ گمانی کھاتا ہے اُس کو کل قیامت کے دن حساب دینا ہوگا اس لئے متوکل کو چاہیئے کہ جس طرح سے بھی ہو گذران کرے لیکن رزقِ بے گمان (فتوح غیب) ہی کھائے اور رزق گمانی سے پرہیز کرے کیونکہ رزقِ گمانی (جسکا آنا معلوم ہو) کیلئے حساب ہے اور بے گمان (غیب سے آنیوالے رزق) کیلئے حساب نہیں ہے رزقِ گمان زہر ہے اور رزقِ بے گمان نور ہے اور نور کیلئے کیا حساب۔(نقلیات بندگی میراں سید عالم۔۱۱۵)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص فتوح کا منتظر ہے وہ متوکل نہیں، ان کیلئے سویت لینا جائز نہیں۔(حاشیہ۔۱۱۳)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام حج کے ارادے ڈابول بندر گئے اور جہاز پر سوار ہوتے وقت آپؑ کے ہمراہ ۳۶۰ صحابہ و مہاجرین تھے، مہدی موعود علیہ السلام نے سب ہی مہاجرین وصحابہ سے ارشاد فرمایا کہ زادِ راہ اپنے ساتھ مت رکھو صراحیوں کا پانی تک پھینک دو، صرف تقویٰ وتوکل کو زادِ راہ اپناؤ۔فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۔ یعنی تقویٰ سب سے بہتر زاد ہے۔کچھ دن فاقوں سے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر میں غیب سے ایک کشتی نمودار ہوئی اور تھوڑی ہی دیر

میں جہاز تک آپہنچی، اس میں سے چند آدمی جہاز میں آئے کپتان اور جہاز والوں سے پوچھا کہ اس جہاز میں متوکلوں کی جماعت کہاں پر ہے، سب ہی لوگوں نے باتفاق مہدی موعود علیہ السلام کی جماعت کو بتلایا۔ پھر وہ لوگ مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس کشتی میں جو کچھ کھانے پینے کا سامان ہے وہ سب آپؐ کو خدا نے بھیجا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے قبول فرمایا اور یار واصحاب سے کہا ''لے لو یہ طیب ہے'' معلوم نہ ہوا یہ کشتی کہاں سے آئی اور کس نے بھیجی۔ جہاز جب عدن پہنچا وہاں پر بھی فاقہ رہا پھر جب جدّہ پہنچا وہاں پر بھی سخت فاقہ رہا پھر حج کرنے کے بعد حج سے واپسی کے وقت بھی سخت فاقہ کشی تھی مہدی موعود علیہ السلام نے دیو بندر پہنچنے تک صرف دو دفعہ پانی پیا۔ (سوانح مہدی موعودؑ۔ ۲۶)

نقل: ایک طالبِ خدا تین فاقوں کے بعد حجرے کے باہر نکلا اور سوال کیا ایک کتا بھی اس کے پیچھے چلنے لگا طالب نے کہا جو کچھ ملے گا اُس میں سے آدھا تجھے دوں گا کسی نے ایک روٹی دی تو آدھی روٹی اس نے کتے کو ڈالدی کتے کو خدا نے زبان دی تو اُس نے کہا کم ہمت کے ہاتھ کی روٹی کیا کھاؤں؟ طالب نے کہا میں کم ہمت ہوں کتے نے کہا ہاں کیونکہ میں سات دن کے فاقوں کے بعد بھی مخلوق کے دروازے سے نہیں نکلا اور تو تین دن کے فاقوں میں خالق کے دروازے سے نکل گیا۔ (نقلیات بندگی میراں سید عالمؒ۔ ۵۰)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو پانی چاہتا ہے تو خدا سے چاہ، اگر لکڑی چاہتا ہے تو خدا سے چاہ، اگر تو روٹی چاہتا ہے تو خدا سے چاہ، اور جو کچھ چاہتا ہے تو خدا سے چاہ۔ (یعنی بندے کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہے تو وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے بلکہ ہر چیز خدا سے مانگے بہتر تو یہ ہے کہ خدا سے خدا کو مانگے) (شواہد ولایت۔ ۴۳۵)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام کعبۃ اللہ کو گئے وہاں بہت اضطرار رہا برادر بے طاقت ہو گئے تھے

میاں سلام اللہؓ باہر گئے کچھ خدا نے دیا تو لا کر آش بنا کر مہدی موعود علیہ السلام کے سامنے لائے آنخضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی مضطر ہو کھائے میاں سلام اللہؓ نے عرض کیا خوندکار بھی کھائیں مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا بندہ مضطر نہیں ہے، میاں سلام اللہؓ نے بہت کوشش کی تو مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا بندہ متوکل ہے خدا کا بھیجا ہوا رزق کھاتا ہے پھر انھوں نے عرض کیا کہ یہ بھی خدا نے بھیجا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا اس کو خدا کا بھیجا ہوا نہیں کہتے اس کو تم مانگ کر لائے ہو یہ کہکر مہدی موعود علیہ السلام آٹھ روز تک نہیں کھائے اس کے بعد حلال طیب اللہ تعالیٰ نے بھیجا تو مہدی موعود علیہ السلام نے تناول فرمایا۔(نقلیات میراں سید عالمؒ۔۶۰)

نقل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آسمان میں ہے تمہارا رزق اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، روزی کے وعدوں میں تاکید کیلئے قسم کو یاد کیا جس قدر تاکید کے اسباب ہیں اول وعدہ کیا کہ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی روزی رساں، صاحب قوت، زبردست ہے پھر علیٰ کے لفظ کے ساتھ تاکید کیا ہے اور نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ پر ہے رزق اس کا اور پھر اپنے وعدے کو مثال کے ساتھ یاد کیا اور بہتر جانور ہیں کہ نہیں لادے پھرتے اپنا رزق پھر وعدہ فرمایا کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے ان کو اور تم کو پھر تاکید کے ساتھ قسم کو یاد کیا پس قسم ہے آسمان وزمین کے رب کی کیا ہی اچھی قسم ہے۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اتنا مشکل امر بھی نہیں ہے اگر کوئی شخص آسمان وزمین کے اسرار پر غور کرے تو اس کو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے رزق کا اتنا بہترین نظام قائم کر رکھا ہے کہ کسی کا بھی رزق ترک ہو ہی نہیں سکتا مثال کے طور پر وہ بچہ جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں ہے وہ رزق کی فکر سے عاجز ہے اور وہ رزق حاصل کرنے کے لئے محنت نہیں کرسکتا ابھی وہ لاچار وہ مجبور ہے تو اُس کو رزق کیسے پہنچے؟ اللہ تعالیٰ نے اُس کو رزق پہنچانے کیلئے بچہ کی ناف ماں کی ناف سے اس طرح ملا دی ہے کہ ماں جو غذا لیتی ہے اُس میں سے کچھ غذا ماں

کی ناف کے ذریعہ بچہ کی ناف سے ہوتے ہوئے بچے کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہے،اس میں بچہ کی کوئی تدبیر نہیں ہوتی اور جب یہی بچہ دنیا میں آجاتا ہے تو بچہ کے دانت وغیرے تو ہوتے نہیں اور نہ ہی وہ عام غذا کھا سکتا ہے تو اللہ تعالی نے اُس کے رزق کیلئے ماں کے پستان میں اس قدر دودھ جاری کر دیتا ہے جس سے بچہ اپنا پیٹ بھر سکے۔اس میں بھی بچہ کی کوئی تدبیر نہیں ہوتی پھر بھی اُس کو اللہ تعالی کبھی بھوکا نہیں رہنے دیتا، بچے کے تھوڑے ہی رونے سے ماں اُسے فوراً دودھ پلانے لگتی ہے یہ بھی اللہ تعالی کی رحمت کے بناء ہی پر ہوتا ہے، جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو اللہ تعالی اُس کی ماں کے دل میں بچے کیلئے ایسی محبت اور شفقت ڈال دیتا ہے ایسی آتش محبت اُس ماں کے سینہ میں ڈال دی جاتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ اُس بچہ کی کفیل بنی رہتی ہے۔ایسا نہیں کہ ہر بچے کی قسمت میں ماں کا دودھ نصیب ہو بعض ماؤں کو دودھ نہیں آتا بعض مائیں مر جاتی ہیں ایسے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ دوسرے ذرائع سے رزق پہنچا ہی دیتا ہے۔اور بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتے جاتا ہے اُس کا رزق بھی اُسے پہنچاتے رہتا ہے جتنا اُس نے اپنی قسمت میں لکھا کرلایا ہے،اللہ تعالیٰ کا یہ نظام نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ جنات، جانور تمام وہ مخلوق جس کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اُن سب کا رزق پیدا ہونے سے پہلے ہی لکھ دیا گیا ہے پھر بھی صرف ہم انسان ہی اللہ پر توکل نہیں کرتے اور رزق کی خاطر ہر وہ کام کر جاتے ہیں جس سے ابلیس کو بھی شرم آجائے۔اب آپ کے سامنے مشہور و معروف اولیاء اللہ کی چند حکایتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حکایت: حضرت سہیل تستریؒ سے کسی نے پوچھا کہ توکل کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ حضرت نے جواب دیا: آرزوؤں کا ترک کرنا۔پھر سائل نے پوچھا اوسط درجہ کیا ہے؟ حضرت نے جواب دیا: اختیار کا ترک کرنا۔پھر سائل نے پوچھا اعلیٰ درجہ کیا ہے؟ حضرتؒ نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر فرمایا کہ اس کو وہی جانتا ہے جو اوسط درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔پھر فرمایا توکل کا تیسرا درجہ جو سب سے اعلیٰ ہے

وہ یہ ہے کہ متوکل اپنی حرکات وسکنات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا ہو جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، یعنی متوکل خود کو مردہ سمجھے۔

حکایت: حضرت سہیل تستریؒ نے ایک اور روایت میں فرمایا ہے جو شخص کسب یا کسب کرنے والے پر طعنہ کرے وہ سنت پر طعنہ کرتا ہے اور جو شخص کسب ترک کرنے والے پر طعنہ کرتا ہے یعنی متوکل پر طعنہ کرتا ہے وہ توحید پر طعنہ کرتا ہے۔

حکایت: حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ میں توکل کر کے ایک جنگل میں پہنچ گیا اور جب وہاں کئی یوم کچھ نہ کھانے کے بعد یہ خیال آیا کہ قریب میں میرے ایک دوست رہتے ہیں ان کے ہاں چل کر کچھ کھا لیا جائے لیکن اسی وقت یہ تصور بھی آیا کہ اس طرح تو میرا توکل ہی کالعدم ہو جائے گا تو میں ایک مسجد میں پہنچ کر یہ آیت تلاوت کرنے لگا **توکلت علی الحی الذی لا یموت**' یعنی میرا توکل اس پر ہے جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ندائے غیبی آئی کہ اللہ نے متوکلین سے عالم کو پاک کر دیا ہے اور میں نے جب سوال کیا کہ یہ ندا کیسی ہے؟ تو پھر ندا آئی کہ اس کو کسی طور پر بھی متوکل تصور نہیں کیا جا سکتا، جو دوستوں کے یہاں کھانے کا ارادہ کرتا ہو۔

حکایت: حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک متوکل سے پوچھا کہ تمہارے پاس کھانا کہاں سے آتا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ یہ سوال تو آپ اللہ تعالیٰ سے کریں میرے پاس تو ایسی بے ہودہ باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۶۸)

حکایت: حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ توکل انتہائے صبر کا نام ہے اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کیلئے ایسے بن جاؤ جیسے روزِ ازل میں تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۲۰۰)

حکایت: حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں ایک وقت کا واقعہ ہے میں کسی پہاڑ سے اتر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ درخت سے نیچے آ کر بیٹھ گیا، اس وقت میرے کو خیال آیا کہ نہ

جانے اس کا رزق کہاں سے آتا ہوگا، یکا یک میں نے دیکھا کہ اس پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کُریدی جس میں سے ایک سونے کی پیالی نکلی اور اس میں تِل بھرے ہوئے تھے اور دوسری چاندی کی پیالی نکلی جو گلاب کے عرق سے لبریز تھی چناچہ وہ پرندہ تِل کھا کر گلاب کا عرق پی کر درخت پر جا بیٹھا اور پیالیاں غائب ہوگئیں۔ یہ دیکھ کر میں نے بھی اسی دن سے توکل پر کمر باندھ لی اور یہ ایقان کر لیا کہ متوکل علی اللہ کو کبھی بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۷۸)

مہدی موعود علیہ السلام، رسول اکرم ﷺ اور تمام انبیاء و مرسلین توکل کہ میدان کے شہنشاہ تھے، آپؑ سب ہی کی سیرت مبارکہ میں ہر وقت ہر جگہ پر توکل علی اللہ نظر آتا ہے اسی طرح بہت سے اولیاء اللہ نے بھی اپنے اپنے دور میں توکل علی اللہ کی وہ نظیریں پیش کی ہیں جس کی مثال قیامت تک قائم رہیگی مضمون کی طوالت کے خوف سے صرف بزرگانِ دین کے توکل علی اللہ کے چند واقعات ہی پیش کیے گئے ہیں اور بھی ایسے ہزاروں واقعات قومی اور اسلامی کتابوں میں درج ہیں مگر سبق حاصل کرنے کیلئے ایک آیت ہی، ایک حدیث ہی، ایک نقلِ مبارک ہی، ایک حکایت ہی قارئین کیلئے کافی ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندہ کو، تمام قارئین کو، تمام مصدقانِ مہدی موعود علیہ السلام اور تمام مسلمانوں کو صد فیصد اللہ پر توکل کرنے کی توفیق عطا کرے اور بندہ کو اور تمام مصدقانِ مہدی موعود علیہ السلام کو اس دنیا ہی میں اپنا دیدار نصیب کرتے ہوئے خاتمہ بالخیر کرے، آمین۔

دوست ہے وہ تجھ پر جو ظاہر کرے تیرے عیوب
اُس کو دشمن جان جو عیبوں کو بھی خوبی بتائے
غور کر تیرا محاسب تجھ سے بڑھ کر کون ہے
کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بات بھی خود سے چھپائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلب دیدارِ خدا

آیت :فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدًا ۰ (سورۃ کہف ۔۱۱۰)

ترجمہ: پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو رکھے اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔(سورۃ کہف ۔۱۱۰)

اللہ تعالٰی کے افعال یہ ہیں کہ آسمان وزمین، لوح وقلم، تمام مخلوقات کو لفظ کُنْ سے پیدا کرنا، جلانا، ختم کرنا وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں تفصیل سے آیا ہے مگر یہ بات یہاں بے حد ضروری ہے کہ تلاوتِ قرآن کے وقت تلاوت کرنے والے کو چاہیئے کہ ان افعال سے اللہ تعالٰی کے اسماءِ صفات سمجھے اسلئے کہ فعل فائل پر دلالت کرتا ہے اور فعل کی عظمت سے اسکے فاعل کی عظمت معلوم ہوتی ہے، اس لئے قاری کو چاہیئے کہ فعل میں فاعل کا مشاہدہ کریں صرف فعل ہی کا لحاض نہ رکھے، جو کوئی حق کو پہچانتا ہے وہ اس کو ہر چیز میں دیکھتا ہے کیونکہ ہر چیز اسی سے ہے اسی کی ذات سے قائم ہے اور اسی کی مِلک ہے، جو شخص اپنی دیکھی ہوئی چیز میں اس کو نہیں دیکھتا اُس نے گویا اس کو پہچانا ہی نہیں اور جس نے اس کو پہچان لیا ہے اس نے یہ جان لیا ہے کہ سوائے خدا کے ہر چیز باطل ہے بجز خدا کی ذات کہ ہر چیز فانی ہے۔

ہر ذی عقل کو یہ علم ہے کہ انسان کی پیدائش اللہ تعالٰی کی عبادت کیلئے ہوئی ہے، عبادت سے مراد معرفتِ خداوندی، حق کا حصول جو دیدار خدا کا دوسرا نام ہے۔ جب اللہ تعالٰی کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے تو اللہ کا دیدار ہو جاتا ہے اور جب اللہ کا دیدار نصیب ہو گیا تو ایک مومن کا دنیا میں

آنے کا منشا پورا ہوگیا۔ دیدار خدا کی بحث بہت پرانی ہے کئی لوگ دنیا میں خدا کا دیدار ہونا ممکن کہتے ہیں اور کئی لوگ ناممکن بتاتے ہیں ہم تو اُس قول پر امنا صدقنا کہینگے جو ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں، رسول اللہ ﷺ نے احادیث کے ذریعہ اور مہدی موعود علیہ السلام بہ حکمِ خدا ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور دونوں خاتمینؑ نے دنیا میں دیدار خدا کو ممکن فرمایا ہے۔ بندہ گواہی دیتا ہے کہ دونوں خاتمینؑ دنیا وجود میں آنے سے پہلے اور دنیا وجود میں آنے کے بعد بھی اپنی سر کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا ہے اور مہدی موعودؑ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مخلوق خدا کو خدا کا دیدار دنیا ہی میں کرائے۔ دنیا میں خدا کے دیدار کی بات سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے کہی تھی۔ یہ بات الگ ہے کے بعض لوگ مانتے ہیں کے موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا دیدار ہوا، اور بعض لوگ مانتے ہیں نہیں ہوا۔ بندہ کو یقین کامل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک چھوٹی سی تجلی کا دیدار ہوا تھا تب ہی تو وہ ایک تجلی کے دیدار سے بے ہوش ہو گئے اگر موسیٰؑ کو خدا کی تجلی کا دیدار نہیں ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے ''میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں'' کیا موسیٰ علیہ السلام اس سے پہلے ایمان والے نہیں تھے؟ یقیناً موسیٰ علیہ السلام پیدائیش سے ہی مسلمان تھے ایمان والے تھے، تب ہی تو آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کیلیئے دنیا میں نبیؑ اور رسولؑ بنا کر بھیجا تھا اور آپؑ اللہ تعالیٰ سے کلام بھی کرتے تھے۔ تو پھر موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں اس لئے تھا کہ آپؑ سب سے پہلے خدا کی ایک تجلی کا دیدار کرنے والوں میں تھے (سورۃ الاعراف کی ایت ۱۴۳) میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ترجمہ: ''اور موسیٰؑ ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھ لوں۔ فرمایا تم مجھے (فی الحال) ہرگز نا دیکھ سکو گے ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب

موسیٰ علیہ السلام کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس پہاڑ کے پرخچے اڑا دئے اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو عرض کیا تیری ذات پاک ہے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں۔'' یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ کہا کہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں اس کا مطلب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور لوگ بھی سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھے۔ یعنی دونوں خاتمین ﷺ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اللہ کا دیدار کیا، اس کے بعد اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہلکی سی تجلی دکھائی اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا 'میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں' دیکھا جائے تو بظاہر سب سے پہلے اس دنیا میں موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اس لئے موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لانے والوں اور دیدار کرنے والوں میں سے ایک تھے، مگر حقیقت یہ ہے کہ خاتمین علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ پر اُس وقت ایمان لائے اور اُس وقت سے اللہ کا دیدار کر رہے تھے جب کے یہ کائنات بھی وجود میں نہیں آئی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو دیکھنا چاہا تو اُس نے اپنے نور سے حضور اکرم ﷺ کو پیدا فرمایا اور حضور کو ہزاروں سال تک اپنی صحبت سے سرفراز کیا، حضور کو دیکھتا رہا، حضورؐ کی ثنا کرتا رہا، حضورؐ کو اپنا دیدار کرواتا رہا اور پھر حضورؐ کے نور سے ساری کائنات کی تخلیق کی اور اپنے مقرب بندوں کو خاتمینؐ کے وسیلہ سے اپنا دیدار کروایا اور انشاء اللہ قیامت تک کرواتا رہیگا۔ (جہاں کہیں حضور ﷺ کا نام آ رہا ہے تو یہ یقینِ کامل رکھئے کے اسمیں مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر بھی ہو رہا ہے، دونوں ذات ایک ہیں الگ نہیں ہیں) قارئین اب آپ کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات پیش کرتا ہوں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کی خوشخبری دی ہے وہیں دنیا میں دیدار کی آرزو نہ رکھنے والوں کے بارے میں وعیدیں فرمائی ہیں اور دنیا کے اندھے کو آخرت کا اندھا

فرمایا ہے، راستے سے بھٹکا ہوا اور دوزخی فرمایا۔

ایت: مَنْ کَا نَ یَرْ جُوْ لِقَآ ءِ اللّٰهِ فَاِ نَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰ تٍ وَهُوَ السَّمِیْعُ . . .

ترجمہ: جوکوئی اللہ کے دیدار کی توقع رکھتا ہے تو اللہ کا وعدہ ضرور آنے والا ہے، اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔(سورۃ عنکبوت۔۵)

ایت: وَ مَنْ کَا نَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰ خِرَ ةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلاً .

ترجمہ: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستے سے زیادہ بھٹکا ہوا۔(سورۃ بنی اسرائیل۔۷۲)

ایت: لَا یَرْ جُوْ نَ لِقَآ ءَ نَا فِیْ طُغْیَا نِهِمْ یَعْمَهُوْنَ. (سورۃ یونس۔۱۱)

ترجمہ: جولوگ ہماری رویت کے آرزومند نہیں وہ لوگ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں گے۔

ایت: وَ اِذَ ا تُتْـلٰی عَلَیْهِمْ اٰ یَا تُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِ یْنَ لَا یَرْ جُوْ نَ لِقَآ ءَ نَاا ئْتِ بِقُرْ اٰ نٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّ لْهُ. (سورۃ یونس۔۱۵)

ترجمہ: اور جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہمارے دیدار کی توقع نہیں ہے وہ کہتے ہیں (یا تو) اس کے سوا دوسرا قرآن لے آیئے یا اس میں ترمیم کر دیجئے۔

ایت: فَـمَـنْ کَانَ یَرْ جُوْ الِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَا دَةِ رَبِّهٖ اَحَدَ ٥ (سورۃ کھف۔۱۱۰)

ترجمہ: پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو رکھے اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ایت: اِنَّ الَّـذِیْـنَ لَا یَـرْ جُـوْ نَ لِـقَـآ ءَ نَا وَ رَضُوْ ابِا لْحَیٰوِ ةِ الدُّ نْیَا وَ اطْمَاَ نُّوْ بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ٥ اُولٰئِکَ مَا وٰهُمُ النَّارُ بِمَا کَا نُوْ یَکْسِبُوْ نَ .

ترجمہ: جن لوگوں کو ہمارے دیدار کی توقع نہیں ہے اور وہ دنیا کی زندگی میں خوش اور اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری اٰیتوں سے غافل ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔ (سورۃ یونس۔۸،۷)

ایت: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی . (سورۃ نجم ۔۱۱)

ترجمہ: آنکھ نے جو دیکھا دل نے نہیں جھٹلایا۔ (سورۃ نجم۔۱۱)

ایت: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى . (سورۃ نجم۔۱۷)

ترجمہ: ان کی (محمدؐ) نگاہ نہ بہکی نہ حد سے بڑھی۔ (سورۃ نجم۔۱۷)

سورۃ نجم کی مذکورہ آیات اُس وقت نازل ہوئی جب حضورﷺ کو معراج ہو چکی تھی۔ رسولِ خداﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کیلئے معراج عطا کی یعنی رسولِ خداﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پاس بلایا اور آپﷺ جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ مسجد اقصیٰ سے ہوتے ہوئے جب آسمانوں کی سیر کی جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا اور پھر سدرۃ المنتہیٰ پہنچے اور وہاں سے آگے بڑھتے بڑھتے جب حضورﷺ تھوڑا رک گئے تو آواز آئی۔ رک کیوں گئے؟ چلے آؤ قریب‘ قریب اور قریب ایک ہزار بار یہ ندا آئی۔ حضور ہر ندا پر ایک قدم آگے بڑھاتے تو ہر قدم پر ستر ہزار سال کا راستہ طئے کرتے تھے۔ اور پھر فاصلہ سمٹ گیا پردے بھی کھل گئے اور لامکاں کی حدیں ٹوٹ گئیں، اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا پھر قرب کی کوئی حد باقی نہ رہی پھر حضور نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو اپنے رب کو دیکھا اپنے بائیں جانب دیکھا تو اپنے رب کو دیکھا۔ اپنے آگے نظر کی تو رب کو دیکھا اپنے پیچھے نظر پھیری تو اپنے رب کو دیکھا۔ غرض کہ چاروں طرف تجلیات الٰہیہ کا ہجوم تھا اور درمیان میں ساری کائنات معدوم، پھر اللہ نے اپنے محبوب سے راز و نیاز‘ پیار و محبت کی باتیں کی وہ ایسی باتیں تھیں کہ ان کا تصور کرنا بھی محال ہے جو کسی کے وہم

وگماں میں بھی نہیں آ سکتیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اس وقت نہ کوئی فرشتہ وہاں موجود تھا اور نہ کوئی ذی روح صرف میں اور میرا خدا تھا۔ رسول کریمﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سر کی آنکھوں سے اس طرح دیکھا جس طرح ہم اور آپ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ۔ حضورِ اکرمﷺ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے تھے تو اُس وقت حضورؐ کی چشم مبارک نہ بہکی نہ بھٹکی، نہ بے راہ ہوئی اور نہ جھپکی ۔ رسول اکرمﷺ نے دیدار الٰہی کے بارے میں مختلف موقعوں پر مختلف انداز میں ارشاد فرمایا جو کئی احادیث سے ثابت ہے، بعض اسلاف نے رویت باری تعالیٰ میں اختلاف کیا ہے مگر اکثر صحابہ کرامؓ ، محدثین ومفسرین کا مسلک یہی ہے کہ رسول خدا نے اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا ہے۔ مثلاً حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام نوویؒ وغیرہ مانتے ہیں کہ رسول کریمﷺ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو اپنے چشم سر سے دیکھا ہے۔ ان بزرگان دین کا کہنا یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی دوست کو اپنے گھر دعوت دے کر بلائے جب وہ گھر آئے تو وہ خود چھپ جائے یہ عمل تو عام مخلوقِ خدا کے لئے بھی روا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ربِّ محمدؐ ہے رب العالمین ہے، رحیم ہے، کریم ہے بھلا وہ اپنے آپ کو دیکھنے سے کیوں پیچھے ہٹتا، وہ تو اپنے آپ کو دیکھنے کیلئے ہی حضور کو پیدا فرمایا، پھر کیونکر اپنے محبوب کو بلا کر اس کے سامنے نہیں آئیگا، اپنا دیدار نہ کروائیگا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس طرح سونچنا بھی ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء نے یقیناً کیا اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی مقرب بندوں کو بھی اپنا دیدار کروایا ہے اور آگے بھی وہ جس کو چاہے اپنا دیدار کرواسکتا ہے۔ حضور اکرمﷺ کے معراج کے واقعہ کو مہدی موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ **نقل:** مہدی موعود علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں ایک دوسری میں ملائیں اور فرمایا کہ محمدﷺ اور خدا ایسے (وصل)

ہو گئے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر نزدیک ہوا اور پھر نزدیک ہوا پس دو کمانوں یا اس سے بھی قریب کا فاصلہ رہ گیا اور مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسے ہو گئے'' کہ بیان میں نہیں آ سکتا (انصاف نامہ۔۲۷۴)

جب کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے تو آنکھوں میں ایسی ٹھنڈک آ جاتی ہے جس کا مزہ، جس کا نشہ کسی بھی مخلوق کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا، دیدارِ الٰہی کرنے والے کے دل سے ہر قسم کی خواہشیں، ہر قسم کی آرزوئیں، ہر قسم کی شہوتیں بالکل ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا دل تو صرف اور صرف دیدارِ الٰہی کی لذت و سرور میں غرق ہو جاتا ہے اور یہ استغراق اس طرح کا ہے کہ اُس شخص کو اگر تپتی ہوئی آگ میں بھی ڈال دیا جائے تو اسے تکلیف کا ذرہ برابر بھی احساس تک نہیں ہوتا، ایسی حالت میں اگر اس پر آسائشِ جنت بھی پیش کر دی جائے تو دیدار الٰہی کی لذت کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، کیونکہ دیدارِ الٰہی کا مزہ ایسا ہے کہ اس کے سامنے دنیا و آخرت کی ہر لذت دار شئے بھیکی اور بے لذت ہے۔ دیدارِ الٰہی تب تک ممکن نہیں ہے جب تک عوارضات نفس میں چھپی ہوئی شہوت کی خواہشات اور بشریت میں مبتلا رہے گی، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں ہے۔ اب آپ کے سامنے چند احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس میں حضور اکرم ﷺ نے دنیا ہی میں خدا کے دیدار کی خوشخبری دی ہے۔

حدیث: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے پروردگار کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ نور والا ہے میں نے اسے دیکھا ہے۔ (ترمزی)

حدیث: حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو (اپنے) کلام کی ''سعادت'' عطا فرمائی اور مجھے اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا اور مقام محمود اور حوض کوثر سے مجھے فضیلت بخشی۔ (کنز العمال۔ جلد۔۱۸)

حدیث: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندہ ذکر دوام کرتا ہے اللہ اس پر (معرفت کے) دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے انوار و اسرار کی تجلیوں سے منور کر دیتا ہے اللہ اور اس کے درمیانی پردے اُٹھ جاتے ہیں حتیٰ کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے۔

حدیث: اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب میرے بندے پر میرا ذکر و شغل غالب ہو جاتا ہے تو میں اس کو اپنے ذکر ہی میں لذت عطا کرتا ہوں اس کو میرے ذکر میں لذت ملتی ہے تو میرا عاشق ہو جاتا ہے اور میں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیانی پردے اُٹھا دیتا ہوں (انصاف نامہ ۲۶۳)

حدیث: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے احسان کے متعلق بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(اس حدیث میں بھی حضور اکرم ﷺ کا یہ کہنا ''اللہ کی عبادت ایسی کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو'' اس لئے تھا کہ دنیا میں اللہ کا دیدار ہو سکتا ہے، اگر دیدار ہونا ممکن نہیں ہوتا، تو حضور اکرم ﷺ کبھی بھی خدا کو دیکھ کر عبادت کرنے کیلئے نہیں کہتے، یہ حضور اکرم ﷺ کی شان نہیں ہے کہ اُس بات کا حکم دیں جو ممکنات میں سے نہ ہو۔)

حدیث: حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (مستدرک)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بہت گہری نیند آئی تو میں سو گیا پھر میں نے میرے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔

حدیث: حضرت ابوھریرہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے جب میرا بندہ میرے دیدار کو محبوب رکھتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں جب وہ میرے دیدار کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہوں (بخاری)

حدیث: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا (حدود دائرہ۔۱۲۱)

حدیث: حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک شخص آ کر نماز پڑھنے لگا اور نماز میں قرآن مجید کی ایسی قرأت کی جو میرے لئے غیر مانوس تھی پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک اور طرح سے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے عرض کیا اس شخص نے اس طرح قرآن شریف پڑھا جو میرے لئے غیر مانوس تھا اور دوسرا شخص آیا تو اس نے اس کے علاوہ ایک اور قرأت کی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو صحیح قرار دیا جس سے میرے دل میں (رسول اللہ ﷺ کی ایسی) تکذیب پیدا ہوئی جو زمانہء جاہلیت میں نہیں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے میرے اس حال کو دیکھا تو میرے سینہ پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف الٰہی کی مجھ پر ایسی کیفیت پیدا ہو گئی گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا (مسلم، ۱۹۰۱۔ نسائی، ۹۳۸)

حدیث: عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت ابوذرؓ سے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو میں ان سے پوچھتا۔ ابوذرؓ نے کس چیز کے تعلق سے تم سوال کرتے۔ میں نے کہا رسول اللہؐ سے پوچھتا، کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ ابوذرؓ نے کہا یقیناً میں نے یہ بات رسول اللہؐ سے پوچھی تھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے نور دیکھا ہے۔ (مسلم)

حدیث: "ما کذب الفواد ما رائی" اس آیت کے تحت ابن کثیر نے لکھا ہے کہ دو مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو چشم دل سے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت کا ذکر کیا ہے جو حضرت ابوالعالیہ سے

مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک نہر دیکھی اور اس کے ماوری حجاب دیکھا اور حجاب کے ماورا سوائے خدا کے نور کے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ ایک اور روایت میں لکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا (تفسیر ابن کثیر)

حدیث: حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ نبی اکرم ﷺ چشم سر اور چشم دل سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن عباس)

حدیث: "**ما کذب الفواد ما رائی**" کے تحت دو روایتیں ہیں پہلی روایت میں ہے کہ: نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو چشم سر سے دیکھا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چشم قلب سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ (تفسیر مدارک)

حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "**رایت ربی عزوجل**" ترجمہ: میں نے میرے غالب اور بزرگ پروردگار کو دیکھا ہے۔

حدیث: حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومنوں کو اللہ کے دیدار کے بغیر راحت نہیں۔ (مطلع الولایت۔۴۳)

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دل سے دوبار دیکھا ہے۔ (مشکوٰۃ ۵۳۲)

قرآنی آیات اور احادیث نبوی کا حاصلِ مقصد یہ ہے کہ سر کی آنکھوں سے یا قلب کی آنکھوں سے یا خواب میں دیدار خدا کرنا ممکن ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دار دنیا اور آخرت میں دیدار خدا ہو سکتا ہے اور اس کی آرزو کرنا کم از کم ہر مسلمان پر واجب ہے۔ ہر آدمی کے دیدار کی کیفیت الگ ہوتی ہے، پس کاملین ہی کی رسائی اللہ تعالیٰ تک ممکن ہے یعنی دنیا میں دیدار خدا صرف اور صرف اُن لوگوں کو ہوگا جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق کر چکے ہیں، جب

تک بشری صفات، اپنے اختیارات اور انا کو فنا کر کے اپنی ذات کی مکمل طور پر نفی نہ کرے اور اپنے وجود سے باہر نہ آ جائے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں ہے، ہر شخص کی اپنی اپنی لیاقت پر، قابلیت پر، محنت پر، لگن پر، جستجو پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اُس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کیا کیا راستے اپناتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے اور اسی دنیا ہی میں جاگتی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کر سکے۔ اگر بندہ کی عبادتیں، ریاضتیں سچے دل سے ہو تو اللہ اُس کو اپنا دیدار اسی دنیا میں سر کی آنکھوں سے یا دل کی آنکھوں سے یا خواب میں کرواسکتا ہے اگر بندہ دیدارِ خدا کا متحمل نہیں ہے تو بھی اُس بندہ کی دیدار خدا کی طلب، تڑپ اُسے طالب کے زمرہ میں لے آئے گی جو مومنین کی صفت ہے، ظاہر ہے جو شخص چشم بصیرت اور بینائی حق سے مالا مال ہوگا وہی شخص وفات کے بعد بھی حق تعالیٰ کہ دیدار کی لذتوں سے بہرہ مند ہوگا اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کریگا وہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کو پہچان نہیں پائیگا۔ وہی لوگ دیدار الٰہی کر پائینگے جو اپنے آپ کو اللہ کی ذات میں فنا کر کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ اُن کے اور اللہ کے بیچ میں کوئی پردہ نہ رہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اتنی معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ دنیا ہی میں جاگتی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کی لذت میں ہمہ وقت شرابور رہ سکیں۔ اور جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھیں گے وہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے، جسے دنیا میں دیدار کی لذت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب نہیں ہوگی وہ آخرت میں بھی لذتِ دیدار سے محروم رہے گا کیونکہ اگر کسی کے ساتھ دنیا سے کچھ نہ جائے گا تو آخرت میں بھی اسے کوئی بات حاصل نہ ہوگی۔ جو یہاں بوئے گا وہی وہاں کاٹے گا۔ بندہ جس بات پر مرے گا اس پر ہی اس کا حشر بھی ہوگا (یعنی بغیر دیدار کے مرے گا تو آخرت میں بھی دیدار کی لذت سے محروم رہے گا) اور جس بات پر زندہ رہا ہوگا اس پر ہی مرے گا۔ (یعنی دنیا میں دیدارِ الٰہی کی نعمت حاصل کریگا تو آخرت میں بھی دیدار

الٰہی کے جام نصیب ہو نگے) جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ دیدارِخدا کے بارے میں کتنا بہترین شعر فرمایا ہے۔

امروز نہ بینی تو اگر روئے خدارا ❁ فردا بہ قیامت رُخ جاناں چہ شناسی

ترجمہ: اگر آج دنیا میں تو نے اپنے خدا کو نہ دیکھ لیا تو کل میدانِ حشر میں اپنے محبوب (خدا) کو کیونکر پہچانے گا۔

آیئے اب آپ کے سامنے مہدی موعود علیہ السلام کے چند نقلیات پیش خدمت ہیں جس میں مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور ہر بندہِ مومن کو کم از کم اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو اور طلب رکھنا واجب ہے۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے خراسان اور شہر فرح میں مجمع کے درمیان بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؑ کیا تو نے خدا کو دل کی آنکھ سے دیکھا، فرمایا: ہاں ہم نے دیکھا۔ پھر فرمان ہوا کہ اے سید محمدؑ کیا تو نے خدا کو سر کی آنکھ سے دیکھا، فرمایا: ہاں ہم نے دیکھا ہے۔ پھر فرمان ہوا کہ اے سید محمدؑ کیا تو نے خدا کو بال بال (ہمہ تن سے) دیکھا، فرمایا: ہاں ہم نے دیکھا۔

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہے دیکھنا چاہئے اور آپؑ نے بھی اللہ کے حکم اور مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے حق تعالیٰ کی رویت کی گواہی دی اور نیز حکم کیا کہ ہر ایک مرد اور عورت کے لئے خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے جب تک کہ سر کی آنکھ یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا مگر طالب صادق کہ اپنے دل کے منھ کو غیر حق سے پھیر دیا ہے اور اپنے دل کے منھ کو مولیٰ کی طرف کر دیا ہے اور ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور دنیا و خلق سے عزلت اختیار کیا ہے اور اپنے سے باہر ہونے کی ہمت کرتا ہے ایسے شخص پر بھی ایمان کا حکم کیا اور نیز فرمایا کہ ایمان خدا کی ذات ہے۔ (انصاف نامہ۔۲۶۴)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام سے ملاؤں نے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو دنیا میں جائے فنا ہے چشم سر سے دیکھ سکتے ہیں؟ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ کہتا ہے یا بندہ کہتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے کہ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے پس وہ آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے۔ اس کے بعد ملاؤں نے سوال کیا کہ سنت جماعت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ مراد اس ایت سے آخرت میں دیکھنا ہے؟ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مطلق ہے ہم بھی مطلق کہتے ہیں مقید نہیں کرتے اور سنت و جماعت نے بھی دنیا میں (دیدار کو) ناجائز اور ناممکن نہیں کہا ان کے کلام کو اچھی طرح سمجھنا چاہئیے کہ کیا ہے۔ (انصاف نامہ۔۵۹)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ۔۴۵)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ طالب کے سامنے سے حق تعالیٰ کہاں جائیگا یعنی طالب ہونا چاہئے خدائے تعالیٰ خود حاصل ہوتا ہے۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ۔۵۲)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا بینائی بندہ کو ویسی ہی حاصل ہے جیسی نبی اکرم ﷺ کو تھی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا ایسا صدقہ ہے بندے کو اس طرح پہنچا ہے کہ چشم سر، چشمِ دل اور مو بہ مو سے معائنہ (ہر موئے تن کی آنکھ سے) حق تعالیٰ کا دیدار ہوا ہے۔

(مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ بندے کو رسول اللہ ﷺ کا صدقہ اس طرح پہنچا ہے کہ بندہ کو جسم کے ہر اعضاء سے اللہ کا دیدار ا ہوا ہے۔ اس لئے تھا کہ مہدی موعودؑ اس فرمان مبارک سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت، مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنا چاہتے تھے جس طرح رسول اللہؐ نے اپنے جد حضرت ابراہیمؑ کا اکرام کیا تھا۔ ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے بہترین خلائق حضورؐ نے فرمایا: بہترین خلائق تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔) [اشعۃ اللمعات]

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا'' ترجمہ: جو اپنے پروردگار کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے صالح عمل کرے اور کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بنائے۔ یعنی جو کوئی خدا تعالیٰ کے دیدار کی امید رکھے وہ عمل صالح کرے، چونکہ اس آیت میں يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ عام ہے خواہ دنیا ہو یا آخرت اور محققین و متکلمین دیدار کے مسئلہ میں واحد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رویت دارِ دنیا میں جائز و ممکن ہے۔ (سوانح مہدی موعودؑ۔۹۰)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کو مقید دیکھا وہ مشرک ہے۔ (حاشیہ ۱۰)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کی ذات کا دیدار بارِ امانت ہے اور بارِ امانت یہی دو تن پورا ادا کئے ہیں ایک محمد خاتم نبی ﷺ دوسرا محمد خاتم ولیؑ۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ، ۹۷)

نقل: جو شخص کہ محمد ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام سے ہے رات دن اس صفت سے خدا کو دیکھے یا طالبِ صادق رہے اور اگر خدا کو نہیں دیکھا اور طلب بھی نہیں رکھتا ہے تو وہ آنِ مہدیؑ سے نہ ہوگا مدعی اور بڑا کاذب ہوگا پس اس سے کہدے کہ خاک سر پر ڈالے اور یہ آیت رات دن پڑھا کرے جو کوئی اس دنیا میں آندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہا اور راہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہے۔ (انصاف نامہ۔۲۷۲)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کی طلب کفر ہے دنیا کا طالب کافر ہے خدا کا طالب مومن ہے اور خدا کو دیکھنا ممکن ہے۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ۔۱۱۱)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کی تصدیق خدا تعالیٰ کی بینائی ہے۔ (حاشیہ۔۱۰)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے دیدار کی طلب میں شرم رکھنا خدائے تعالیٰ اور بندے کے درمیان معتبر حجاب ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ ۳۶)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو اشخاص ہمارے ہیں نابینا نہیں مریں گے (حاشیہ ۲۱۷)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام سے ایک ملاّ نے حق کی بینائی کے متعلق بحث کی اور کہا کہ دنیا میں اللہ کی رویت جائز نہیں اس کے بعد مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے بصیروں کا مذہب اختیار کیا ہے تم اندھوں کا مذہب اختیار کرو۔ (انصاف نامہ۔۲۷۶)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہمارے جو ہیں خدا کو دیکھتے دکھلاتے مریں گے۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ ۔۱۱۲، حاشیہ۔۱۱)

نقل: اُم المومنین بی بی الہدتیؓ کی نزع کے وقت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بی بیؓ دائرہ کی بہنیں انتظار میں ہیں تم کچھ کہو بی بیؓ نے فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام کے صدقے سے بارہ سال ہوئے سر کی آنکھ سے خدا کو دیکھی اور سجدہ کیا۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۱۳۴)

نقل: صدیق اکبر سید محمود ثانی مہدیؓ کو مہدی موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے، اُس وقت اول میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی عمر مبارک سترہ یا اٹھارہ سال تھی یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب دانا پور میں ام المومنین بی بی الہدیتیؓ اور حضرت مہدی موعودؑ کے مابین جو الہامی گفتگو ہوئی تھی اُس کو سن کر صدیق اکبر میراں سید محمودؓ مستغرق بحق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مہدی موعودؑ کو حکم دے کر فرمایا ''جا'' میرا خاص بندہ سید محمودؓ میری ذات میں فنا ہو گیا ہے اُسے اپنی گود میں اُٹھا کر خیمہ کے اندر لے جا کیونکہ یہ ہمیں منظور نہیں ہے کہ ہمارا محبوب بندہ خیمہ کے باہر اس طرح ہماری ذات میں مست و بے خود پڑا رہے اور فرمایا ہم نے (اللہ تعالی نے) سید محمودؓ کو اپنا دیدار کروایا ہے اور سید محمودؓ کے جسم کے سارے اعضاء میں ہمارا ظہور ہے۔ مہدی موعودؑ جب اللہ کے حکم سے باہر آ کر دیکھتے ہیں کہ میراں سید محمودؓ جاذب اور مستغرق بحق ہو گئے ہیں تو آپؑ فوراً میراں سید محمودؓ کو اپنی گود میں اُٹھا کر خیمہ کے اندر لا کر فرماتے ہیں کہ بی بیؓ دیکھو

بھائی سید محمودؓ کا دل اور جسم اور تمام گوشت و پوست، بال بال **الا اللہ** ہو گیا ہے۔ اسکے بعد مہدی موعودؑ نے بی بیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھا اور پھر میراں سید محمودؓ کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر تین بار فرمایا کہ جو کچھ اس سینہ میں منجانب اللہ ڈالا گیا ہے وہی میراں سید محمودؓ کہ سینہ میں بھی ڈالا گیا ہے۔

نقل: حضرت بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ پہلی بار جب مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچتے ہیں اور بندگیمیاںؓ کی نظر مہدی موعود علیہ السلام پر پڑتی ہے تو بندگیمیاںؓ جذبہ حق میں ڈوب جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو جاتا ہے) پھر مہدی موعودؑ نے بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور ذکر خفی کی تلقین فرمائی۔

نقل: حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا کہ مبتدی طالب خدا کے لئے حجرے سے باہر جانے میں بہت نقصان ہے کیونکہ ہر چیز کو دیکھتا ہے تو اس کی آرزو کرتا ہے اور پریشان ہوتا ہے لیکن اگر منتہی جاتا ہے تو ہر قدم پر قدرت کی شہادت دیتا ہے کیونکہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اگر نفس خطرہ لاتا ہے تو اس کی نفی کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا بازار کو جانے سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

نقل: قاضی خاں اہل فرح کے مذکور میں مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت شاہ دلاورؓ سے فرمایا: کہ خدا کے دیدار کے ایک گواہ تم ہو دوسرا میں ہوں۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔۳۱۳)

نقل: مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ میاں نظامؓ چشم سر سے دیدار خدا کے گواہ ہیں (تذکرۃ الصالحین ۲۶۵)

نقل: حضرت حاجی مالیؓ بچپن ہی سے خدا کے دیدار کے طالب تھے جب کے وہ ایک مشرک باغبان کے فرزند تھے۔ کم سنی میں یتیم ہو گئے تھے، ان کے چچا ان کی پرورش کر رہے تھے اور باغبانی کا کام سکھانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن سودمند نہ ہوئی جب بھی ان کے چچا باؤلی سے پانی نکال کر حاجی مالیؓ کو کہتے جھاڑوں میں یہ پانی پہنچاؤ تو یہ باغ میں جا کر خدا کے دیدار کی چاہ میں مست و مشغول ہو جاتے چچا آ کر ہشیار کرتے اور ڈانٹتے کے سارا پانی ضائع کر دیا جیسے ہی چچا چلے

جاتے آپؒ خدا کے دیدار کی چاہ میں مست ومشغول ہوجاتے کوئی کام ان کے ہاتھ سے نہ ہوتا تھا چچا تنگ آکر حضرتؒ کو گھر سے نکال دیا، اُسی زمانے میں انہوں نے کسی سے سنا مکّہ میں خدا کا گھر ہے اور مسلمان جس کو خدا کی طلب ہے وہ وہاں جاتے ہیں، حاجی مالیؒ کو بھی خیال ہوا کہ ہونہو گھر کا مالک آخر اپنے گھر میں ہوگا، بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکل پڑے کچھ منزل گئے تھے کہ راستے میں ایک برہمن کے لباس اختیار کئے ہوئے شخص ملتا ہے اور حاجی مالیؒ سے پوچھتا ہے کیا حال ہے بہت پریشان نظر آرہے ہیں تمہارا مقصود کیا ہے؟ حاجی مالیؒ نے کہا ہمارا مقصود اور مطلب ہمارا خالق ہے جب تک میں اُس کو نہیں دیکھ لوں گا مجھے سکون نہیں ملے گا۔ یہ سن کر برہمن (حضرت خضرؑ) نے کہا، ٹھیک ہے میرے ساتھ آؤ میں تم کو تمہارا خالق دکھلاتا ہوں، پس وہ اپنے ساتھ ایک نہر پر لے گئے اور کہا کہ میں اسنان (غسل) کرتا ہوں تم وہی کرو جیسا میں کرتا ہوں، اسی طرح وضو اور غسل کرنے کے بعد حاجی مالیؒ سے کہا **لا الہ الا اللّٰہ محمدرسول اللّٰہ** اس منتر کو پڑھو حاجی مالیؒ نے کہا یہ تو مسلمانی کا طریقہ ہے برہمن (حضرت خضرؑ) نے کہا اللہ کی طلب ہو تو یہ کہنا ہی پڑیگا۔ یہ سچّے عاشق تھے **لا الہ الا اللّٰہ محمدرسول اللّٰہ** پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور حضرت خضرؑ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت خضرؑ نے فرمایا تم اسی طرح نماز پڑھو اور یہ منتر پڑھتے رہو تمہیں خدا مل جائیگا۔ یہ کہہ کر جانے لگے۔ حاجی مالیؒ حضرتؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہاں جاتے ہو مجھے اپنے مذہب سے ہٹایا، قوم سے نکالے گئے اور کہتے ہو خدا مل جائیگا، ہم تم کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے جب تک تم ہم کو ہمارے خدا کو نہیں دکھا دیتے۔ خضرؑ نے فرمایا بے شک تم عاشقِ صادق ہو، تم احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں جاؤ وہاں سید محمد مہدی موعودؑ ٹھہرے ہوئے ہیں، خدا نے ان کو اسی کام کیلئے بھیجا ہے یعنی خدا کا دیدار کروانے کیلئے بھیجا ہے وہاں جاؤ وہ عالی صفات تم کو خدا کا دیدار کروائینگے۔ حضرت حاجی مالیؒ فوراً بازار جاتے ہیں دو پھولوں کے ہار

خرید کرتاج خاں سالار کی مسجد کا رُخ کرتے ہیں، اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کا مہدی موعود علیہ السلام کو فرمان ہوا: ہمارا بندہ ہمارے دیدار کا طالب آرہا ہے تم اس کا استقبال کرو، اللہ کے حکم پر مہدی موعود علیہ السلام باہر استقبال کیلئے آئے اور جب حضرت حاجی مالیؒ کی نظر مہدی موعود علیہ السلام پر پڑی تجلی الوہیت کی چمکی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے (یعنی حاجی مالیؒ کو اُسی وقت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گیا جس طرح بندگیمیاں شاہ خوندمیرؓ کی پہلی نظر مہدی موعود علیہ السلام پر پڑی تو تجلی الوہیت کی چمکی اور خدا کا دیدار ہوا تھا)۔ مہدی موعود علیہ السلام حاجی مالیؒ کو اٹھا کر مسجد میں لائے، ایک پھولوں کا ہار اور پھولوں کا تاج حضرت حاجی مالیؒ کو باندھے اور دوسرا ہار اور تاج مہدی موعود علیہ السلام نے خود کو باندھا اور اُس خدا کے عاشق کو اپنے قریب کر کے ذکر خفی کی تعلیم دی اور فرمایا: ان کا حج یہیں پر ہو گیا ان کو حاجی مالیؒ کہو پھر تو حاجی مالیؒ دیدار الٰہیٰ میں مستغرق ہو گئے، تین روز اسی جذبہ میں رہے اور تیسرے دن جان بحق تسلیم ہوئے۔ (مطلع الولایت۔۴۱،۴۳)

جو شخص بھی دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طلب رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ دنیا اور بشریت کی صفت سے نکل کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں فنا کر دے، جب تک ذاکر و مذکور کے درمیان میں کوئی ہو تو دیدار ممکن نہیں یعنی اپنے آپ کو، اپنی ہستی کو، خدا میں فنا کر دے تب ہی تو دیدار ہو گا اگر ذاکر بھی موجود ہے جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ بھی موجود ہے تو خدا نظر نہیں آئے گا، اسی لئے اکثر لوگ دیدار خدا کو دنیا میں ناممکن جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰـهَ لَا يُـرَىٰ فِي الـدُّنْيَـا وَلَا يَرَاهُ اَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ دنیا میں نہیں دیکھا جاتا اور کوئی خلق اس کو نہیں دیکھ سکتی''۔ اس آیت کو رویت کے منافی سمجھتے ہیں اور غائر نظر سے اس فرمان میں غور نہیں کرتے ہیں، یہ قول بالکل صحیح ہے۔ یعنی دنیا کے رہتے خدا نظر نہیں آتا، اور با اعتبار خلق کے بھی کوئی اس کو دیکھ نہیں سکتا، اسی واسطہ سے مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی دیدار کا طالب

ہو وہ ترک دنیا کرے یعنی ترک ہستی اپنے آپ کو فنا کردے دوئی مٹا دے خدا بھی ہے تو بھی ہے تو خدا کا مشاہدہ ممکن نہیں۔ دیدار الٰہی دنیا میں جائز ہونے کی دلیل قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے ''قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ ''ترجمہ:''کہا اے میرے رب دکھلا دے مجھ کو دیکھوں میں تیری طرف۔ کہا اللہ نے ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو لیکن دیکھ پہاڑ کی طرف''۔یعنی موسیٰ علیہ السلام کا سوال اور حق سبحانہ تعالیٰ کا جواب دونوں دلیلیں جواز و امکان کی ہیں، حق سبحانہ تعالیٰ نے رویت کو استقرار جبل پر موقوف رکھا (استقرار کے معنی طے پانا، قائم ہونا، ٹھرنا)''کماقَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ'' ۔ترجمہ:''کہا اللہ نے ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو لیکن دیکھ پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے پہاڑ اپنی جگہ پر۔ پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو اور استقرار (طے پانا یا ٹھرنا) جبل فی نفسہٖ امر ممکن ہے اور جو چیز ممکن پر معلق ہے وہ بھی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''لن ترانی'' ارشاد فرمایا ''لا اریٰ'' ارشاد نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ اللہ کا دیدار فی نفسہٖ اس دار دنیا میں جائز ہے، پس رویت باری تعالیٰ دار دنیا میں ممکن ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کا سوال کرنا خود دلیلِ امکان ہے کیونکہ انبیاء و مرسلین ایسی کوئی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے جو جائز نہیں ہے۔ مثال کے طور پر نوح علیہ السلام نے اللہ تعالی سے اپنے فرزند کی نجات کی فریاد کی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ''ترجمہ:''میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ تو کہیں جاہلوں سے نہ ہو جائے'' اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی اسی لئے نوح علیہ السلام پر عتاب کی آیت نازل فرمائی اگر موسیٰ علیہ السلام بھی کوئی ایسی بات کہتے جو اللہ کو پسند نہیں ہے تو وہ اُن پر بھی کوئی عتاب کی آیت نازل کرتا بلکہ اللہ نے فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا یہ نہیں کہا میں نہیں دِکھ سکتا۔

قرآنی آیات، احادیث اورنقلیات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار کرنا ممکن ہے، اب کچھ بزرگانِ دین کے اقوال پیشِ خدمت ہیں جس میں انہوں نے ارشادفرمایا ہے کہ اسی دنیا میں دیدارِ خدا ممکن ہے اور بعض بزرگوں نے دنیا میں خدا کا دیدار ہونے کی گواہی دی ہے۔

★حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتیؒ سے اکبرآعظم (محمد جلال الدین اکبر) کے دربار میں علمائے سوسے جومناظرے ہوتے تھےایک مجلس میں علماء نے رویت باری تعالیٰ کے بارے میں گفتگو کی تو حضرت مصطفٰی گجراتیؒ نے قرآن اوراحادیث سے دلائل پیش کئے مگر وہ فاسق علماء حضرتؒ کے دلائل کوقبول کرنے سے انکارکر دیااورمختلیف قسم کے تاویلات کا سہارا لیتے ہوئے حضرتؒ کی بات کورد کر دیا۔حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتی نے اکبرآعظم سے کہا آج کی رات ان تمام علماء کو شاہی محل میں دعوت دی جائے اورمرغن وتیکھی غذاؤں کا انتظام کیا جائے اورکسی کوبھی ایک بوند پانی کا پینے کیلئے نہ دیا جائے اوررات میں ان سب ہی علماء کومحل میں ہی سونے کا انتظام کیا جائے بادشاہ نے حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتیؒ کی ساری شرائط پوری کرتے ہوئے ان لوگوں کیلئے مرغن وتیکھی غذاؤں کا انتظام کیا پینے کو پانی نہیں دیااورمحل میں ہی سونے کا انتظام کیا۔جب یہ علماء پانی پانی کہتے ہوئے پیاسے ہی سو گئے اوررات میں سب ہی علماء نے خواب دیکھا جب صبح ہوئی تمام علماء نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتیؒ نے ہر عالم سے سوال کیا رات میں آپ نے خواب میں کیا دیکھا سب ہی علماء نے ایک ایک کرکہ رات کا خواب حضرتؒ کوسنانے لگے سب ہی کے خواب ایک دوسرے سے مختلف تھے مگر سب ہی نے خواب میں ایک مشترکہ چیز دیکھی وہ تھا پانی حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتی نے سب ہی علماء سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ لوگوں کوصرف ایک وقت پانی نہیں ملا تو آپ لوگوں کو پانی کی اتنی تڑپ تھی کہ سب ہی نے اپنے

اپنے خواب میں پانی ہی پانی دیکھا اگر ایک سچا عاشق، سچا مومن دیدار خدا کی تڑپ لیکر آٹھ پہر ذکر اللہ میں گذارتا ہے، تو کیا اُس کو اللہ کا دیدار نہیں ہوگا، کیا ایسے اللہ والے کو جو ساری ساری رات ذکر اللہ میں گذارتا ہے کیا اُس کو اللہ نظر نہیں آئیگا۔ حضرت بندگی شیخ مصطفٰی گجراتی کی یہ بات سن کر سب ہی علماء نادم ہو گئے۔

★حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں محمد ﷺ کو دیکھ لیتا تو خدا کو دیکھنے کی آرزو نہ کرتا۔ (حدود دائرہ۔۱۲۱)

★حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم میں نے عبادت نہیں کی یہاں تک کہ نہیں دیکھا میں نے اپنے رب کو۔ (انفاس العارفین۔۲۱)

★حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ نے ارشاد فرمایا میں خدا کی عبادت نہیں کرتا جب تک دیکھ نہیں لیتا۔ (انفاس العارفین۔۲۱)

★حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنی زندگی میں (۱۰۰) مرتبہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔ (دار المختار)

★حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور جب دوسری مرتبہ بیت اللہ گیا تو کعبہ اور صاحبِ کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا جب خدا نے میری ہستی کو فنا کر کے بقا کا مقام عطا کیا تو اپنی خودی کا میں نے بے حجابانہ مشاہدہ کیا، گویا میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ دیکھا اور اس کی حقیقت میں گم ہو کر گونگا، بہرہ، جاہل بن گیا اور نفس کی بربریت کو درمیان سے فنا کر کے ایک عرصہ وہاں قیام کیا پھر خدا نے مجھ کو علوم ازلی سے آگاہ فرما کر زبان کو اپنے کرم سے گویائی اور آنکھوں کو اپنے نور سے نور عطا کیا جس کے ذریعہ میں نے ہر شئے میں اسی کی ذات کو جلوہ گر پایا۔ (تذکرۃ الاولیاء۔۱۰۸،۱۰۱)

★حضرت رابعہ بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ جس کی عبادت کرتی ہیں کیا وہ آپ کو نظر بھی آتا ہے؟ بی بی نے فرمایا کہ اگر نظر نہ آتا تو عبادت کیوں کرتی۔۔(تذکرۃ الاولیاء۔۴۸)

★حضرت بشر بن حارثؒ سے بعض مشائخ نے خواب میں دریافت فرمایا کہ حضرت ابونصرؒ اور حضرت عبدالوہابؒ کا کیا حال ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس کھاتے پیتے دیکھا ہے۔اس شخص نے پھر پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت کم ہے،اس لئے مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔(احیاء العلوم۔ص،۵۸۲)

★حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ کعبۃ اللہ گئے مقام محمود میں بیٹھے اور مناجات کی کہ اے رب العالمین تیرا دیدار عطا کر آواز آئی کہ ہم نے تجھ کو ہمارا دیدار عطا کیا،آپؒ نے فکر کی کہ یہ آواز رحمانی ہوگی یا شیطانی دوسری بار فکر کی کہ کعبۃ اللہ میں شیطان کہاں ہوگا پھر آواز آئی آپؒ نے پہچان لیا۔اسکے بعد اس طرح مناجات کی کہ اے رب العالمین ہم بہت بوڑھے ہیں اور ضعیف ہو گئے ہیں کپڑا پاک نہیں رہتا عبادت کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں ہے ہمارے لئے عبادت معاف کر، کعبۃ اللہ کے درمیان شیطان نے آواز دی کہ ہم نے تیرے لئے عبادت معاف کر دی بایزید بسطامیؒ نے دوسری اور تیسری بار ایسا ہی کہا تو وہی آواز آئی پھر بایزیدؒ پہچان گئے اور فرمایا کہ ہمارے پیغمبر کو اللہ کا فرمان ہوا کہ اور عبادت کئے جا اپنے رب کی یہاں تک کہ تجھکو آجائے یقین (موت) اے بار خدا ہمارے پیغمبر کیلئے تو عبادت معاف نہ ہوئی ہمکو کیونکر معاف ہوگی ،مگر یہ آواز شیطان کی ہے لاحول بھیجا ہاتھ سے عصا دیوار پر مارا تو پھر شیطان کی آواز نہ آئی،اس کے بعد رب العالمین کی درگاہ سے آواز آئی کہ اے بایزید ہم نے تجھ کو سلطان العارفین کا خطاب دیا اور ہمارا دیدار عطا کیا۔(حاشیہ۔۵۱)

★حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے دیدار کیلئے سات حجاب ہیں پہلا روٹی، دوسرا غرور یعنی خود بینی، تیسرا عقل، چوتھا علم، پانچواں شرم، چھٹا عبادت، ساتواں جہل ہے۔ جب تک کہ اپنے مرشد کی صحبت میں خدائے تعالیٰ کا ذکر نہ کرے یہ حجاب دور نہ ہوں گے۔

★حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ جب دیدار خدا کا وقوع خواب میں اور آخرت میں جائز ہے تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے اُسکا بیداری میں، دنیا میں بھی دیدار کرنا جائز ہے۔

★حضرت خواجہ بندہ نوازؒ (اپنے رسالہ رائیت ربّی میں) ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتداء آفرینش سے آج تک دنیا میں جو بھی آنکھ کھلی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہوئی اس نے صرف دو چیزیں دیکھیں ایک رنگ دوسری شکل جہاں وہ بدنصیب پیدا ہوئے جنھوں نے رنگ دیکھا مگر رنگ ریز کو نہیں پہچانا، صورت دیکھی مگر مصور کو نہ جانا۔ اندھے جئے اور اندھے اس جہاں سے رخصت ہو گئے اور حالانکہ امراض قلب وچشم کے صدہا شفا خانے کھلے ہوئے تھے جہاں مجرب علاج ہوتے تھے مگر وہ خوش نصیب جواں بخت بھی اس جہاں میں آئے جنھوں نے رنگ بھی دیکھا رنگریز کو بھی دیکھا ہم رنگ بھی ہو گئے صورت بھی دیکھی مصور کو بھی جانا اور صورت بے صورتی کے درشن کر لئے۔ اور حضرتؒ نے ساتھ میں یہ حدیث بھی ثبوت کے طور پر پیش کی۔

حدیث: ''رایتُ رَبّی فی اَحسنِ صورۃٍ میں لفظ ''صورت'' اور رویتِ صورت نہایت غور وفکر کا طالب ہے چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ کا واقعہ لفظ صورت کی نزاکت کو واضح کرنے کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بہ سلسلہ شب معراج سیدہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کو دیدارِ خداوندی حاصل ہوا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا ''لا ما رایتُ'' نہیں میں نے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد جب حضرت صدیق اکبرؓ نے یہی سوال فرمایا تو حضور ﷺ نے فرمایا ''نعم رایت'' ہاں میں نے دیکھا ہے۔۔۔۔ ان متضاد جوابات نے سیدہؓ کو حیران کر دیا۔ سیدہؓ نے

پدر بزرگوار سے واقعہ بیان کیا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ سوچ میں پڑ گئے، دربار رسالت پر حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا۔حضورﷺ نے جواب دیا: اے صدیقؓ۔۔۔عائشہؓ کمسن ہیں اگر میں اثباتی جواب دیتا کہ ہاں میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ ایک صورت وتشبیہ ذہن میں لاتیں مگر تم کو میرا اثباتی جواب نقصان نہیں پہنچاتا کیوں کہ تم صورت کو بے صورتی کا ادراک کر سکتے ہو۔۔۔ حضورﷺ کا یہ جواب سن کر حضرت صدیق اکبرؓ خود مطمئن اٹھے اور دوسروں کو بھی مطمئن کر دیا۔ اور پھر حضرت خواجہ بندہ نوازؒ فرماتے ہیں، میخانہ ہنوز باز ہے سجادے مامور ہیں۔۔آؤ۔۔ایک دو جام پی لو اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مست و سرشار بن جاؤ اپنے من موہن کے سُندر درشن کرلو اندھے نہ جیو اندھے نہ مرو اور اس وعید سے بچ جاؤ کہ وَان کانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمیٰ فَھُوَ افِی الآخرۃ اعمیٰ

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب ہی بندے دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں جس کسی نے بھی دیکھا اور پہچانا نہیں تو وہ لوگ اندھے جئے اور اندھے مرے، اور جو تھوڑے سے لوگوں نے اللہ کا دیدار کیا اور اُس کو پہچانے اور اُس کے رنگ میں رنگ بھی گئے وہی لوگ آنکھ والے ہیں۔اور حضرت بندہ نوازؒ نے فرمایا: حضور اکرمﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تھا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔بی بی عائشہؓ کو جو حضورﷺ نے نہیں دیکھا فرمایا تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ بی بیؓ اُس وقت کافی چھوٹی تھیں اللہ تعالیٰ کو مقید کر کے دیکھتی اللہ کو مقید نہیں دیکھنا چاہئیے اسی لئے حضورﷺ نے نہیں فرمایا۔اور پھر حضرت بندہ نوازؒ فرماتے ہیں: اپنے عاشق (اللہ) کے دیدار کے جام پی لو اور ہمیشہ ہمیشہ اُس کے دیدار کے نشہ میں مست ہو جاؤ اندھے جیو نہ اندھے مرو۔جو اس دنیا میں اندھا ہوکر مرے گا وہ آخرت میں بھی آندھا ہی رہے گا یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا ہی میں کرلو یہاں دیدار نہیں کرسکو گے تو آخرت میں بھی آندھے ہی رہو گے وہاں بھی دیدار نصیب نہیں ہوگا۔

پانی میں نمک ڈال ذرا گھولنا اِسے
جب گھل گیا نمک تو نمک بولنا کِسے
یوں گھول خودی اپنی خدا بیچ مصطفٰے
جب گھول گئی خودی تو خدا بولنا کِسے

قرآنی آیات، احادیث نبوی، نقلیات مہدی موعود علیہ السلام اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات تو ثابت ہوچکی ہے کہ دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا جا سکتا ہے اور جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ناممکن سمجھتے ہیں وہ قرآن مجید کی اس آیت کی وعید میں آئیں گے۔ آیت: وَ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا. ترجمہ: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستے سے زیادہ بھٹکا ہوا۔ (سورۃ بنی اسرائیل۔۷۲) اہل سنت الجماعت کے بعض حضرات اور قومِ مہدویہ کا ہر ایک شخص دنیا میں اللہ کے دیدار کا حامی ہے اور ہماری قوم کے بزرگانِ دین تو دنیا ہی میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرما چکے ہیں اور بعض بزرگانِ دین تو بغیر اللہ کا دیدار کئے اپنی نماز تک شروع نہیں کرتے تھے۔ آج بھی ہماری قوم میں ایسے اللہ والے موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کا دیدار کر چکے ہیں، اور کر رہے ہیں۔ ایسے نایاب اللہ والے تعداد کے حساب سے زیادہ تو نہیں ہونگے مگر کمیاب ضرور ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مصدقانِ مہدی موعود علیہ السلام کو صراط مستقیم پر چلاتے ہوئے اسی دنیا ہی جاگتی آنکھوں سے اپنا دیدار نصیب کرے اور خاتمہ بالخیر کرے، امین۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا ، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشر

آیت: كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۔(سورۃ انعام۔۱۴۱)

ترجمہ: جب یہ پھل دیں تو ان کے پھل کھاؤ اور پھل توڑو یا کھیتی کاٹو تو اللہ کا حق بھی ادا کرو۔(یعنی عشر ادا کرو) (سورۃ انعام۔۱۴۱)

عشر کے بارے میں قرآن کریم کی آیتیں مجمل ہیں جن کا بیان احادیث میں ملتا ہے سورۃ انعام کی آیت ۱۴۱ میں وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۔ ترجمہ :"اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو" آیت کے یہ حصّہ عشر کی دلیل پیش کرتا ہے اور اس سے عشر کے متعدد احکام نکلتے ہیں۔اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا ہے وہ عشری ہے۔ یعنی جس زمین کو نہر کے پانی سے سیراب کرتے ہوں اس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں یا آج کے دور کے حساب سے بورویل سے پانی نکال کر زمین کو سیراب کرنا یا کنواں کھود کر اس میں سے موٹر کے ذریعہ پانی نکال کر زمین کو سیراب کرنے سے عشر واجب نہیں ہوتا۔بعض اماموں کے پاس گیہوں، جو، جوار وغیرہ غلہ جات اور میوؤں وغیرہ یعنی زمین سے اگنے والی ہر چیز پر عشر واجب ہے جو ذخیرہ وغذائیت کے قابل ہے۔اور بعض ائمہ کے پاس واجب نہیں ہے اور بعض کے پاس گھاس اور لکڑی پر بھی عشر واجب ہے اور بعض کے پاس شہد پر بھی جو زمین سے اُگنے والی اشیاء میں نہیں آتا۔عشر کے واجب ہونے کے بارے میں ائمہ میں بہت سے اختلافات ہیں۔احیاء العلوم جلد۱، ص۴۴۹ میں حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو پیداوار غذا کی قسم ہو اور آٹھ سو سیر بیس من ہو اس میں دسواں حصّہ بطور عشر ادا کرنا

ہوگا اور اس سے کم پر کچھ نہیں اور میوؤں اور روئی میں عشر نہیں بلکہ اس جنس پر ہے جو غذا بنائی جاتی ہے چھوہاروں اور کشمش میں عشر ہے اور بیس من ان کا ہونا معتبر ہے یعنی سوکھنے پر بیس من ہونا چاہیئے تر کا اعتبار نہیں۔ درمختار، ردالمختار اور عالمگیری کے مصنفین نے لکھا ہے کہ عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہو جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس زکوٰۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصّہ۔ اکثر صورتوں میں دسواں حصّہ فرض ہوتا ہے اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصّہ لیا جائیگا۔ آیئے اب آپ کے سامنے قرآنی آیات پیش خدمت ہیں جس میں عشر کی فرضیت کا حکم ملتا ہے۔

آیت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ. (سورۃ بقرۃ۔۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو خرچ کرو پاکیزہ مال جو تم نے کمایا اور ان چیزوں میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں۔ (سورۃ بقرۃ۔۲۶۷)

مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت عشر کے فرض ہونے کی دلالت کرتی ہے اور فرمایا کہ تمہارے پاس جو کچھ بھی اللہ کے نام پر آئے خواہ زراعت سے، تجارت سے، ملازمت سے کسی بھی طرح سے حلال اور طیب مال آئے اس میں سے عشر نکالو اور اسکی ادائی میں اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ خدا اگر چاول، گیہوں، جوار، شکر وغیرہ کے دس دانے بھی دے تو اس میں سے ایک دانہ چیونٹی کو ڈال دو۔ مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا عشر کی ادائیگی کی اہمیت اور عشر کے فرض ہونے کو اجاگر کرتا ہے کیونکہ کوئی بھی ذی عقل شخص صرف چاول، گیہوں، جوار، شکر وغیرہ کے دس دانے اللہ کے نام پر نہیں دیتا مگر مہدی موعود علیہ السلام نے دس دانے میں سے بھی ایک دانہ عشر نکالنے کیلئے جو حکم فرمایا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشر ادا کرنا کتنا اہم اور ضروری ہے۔ جو

لوگ بھی عشر کی فرضیت میں اختلاف پاتے ہیں وہ گروہ مہدویہ سے خارج ہیں کیونکہ مہدی موعود علیہ السلام کا ہر حکم تمام مہدویوں کے پاس فرض ہے اور جو کچھ بھی مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرماتے ہیں تو جو شخص اللہ اور اُس کے خلیفہ مہدی موعود علیہ السلام کے حکم کا منکر ہوگا لازمی طور پر وہ کافر ہوگا اور کافر شخص مسلمان ہی نہیں ہوسکتا ہے تو مہدوی کیسے ہوسکتا ہے؟ لحاظہ جس کسی کو بھی عشر کی فرضیت پر اختلاف ہے وہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اِشکالات کو دور فرمائیں۔ مہدی موعود علیہ السلام صحابہؓ تابعی، تبع تابعی یہاں تک کے کچھ سو سال پہلے تک کے برزگانِ دین اللہ جو کچھ بھی آتا فقراء کو سویت کرنے سے پہلے اس میں سے عشر نکال لیتے (یعنی دسواں حصّہ) اور پھر عشر نکالنے کے بعد بچا ہوا مال دائرہ کے فقراء میں سویت کر دیتے اور یہ عشر کا نکالا ہوا مال بھی اُس وقت سویت کروادیتے جب دائرہ میں فاقہ پڑا ہوا اور فقراء اضطرار کی حالت میں ہو۔

آیت: كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ.. (سورۃ انعام۔۱۴۱)

ترجمہ: جب یہ پھل دیں تو ان کے پھل کھاؤ اور پھل توڑو یا کھیتی کاٹو تو اللہ کا حق بھی ادا کرو (یعنی عشر ادا کرو) (سورۃ انعام۔۱۴۱)

آیت: لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ. (سورۃ بقرۃ۔۲۷۳)

ترجمہ: (تمہارا راہِ خدا میں خرچ کرنا) ان فقیروں کیلئے ہونا چاہئے جو اللہ کے راستے میں ایسے گھر گئے ہیں کہ (کسب معاش) کیلئے زمین میں دوڑ دھوپ کرنے کی سکت نہیں رکھتے انکے سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف لوگ انکو مالدار خیال کرتے ہیں تم انکے چہروں سے انکو صاف

پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے اصرار کر کے نہیں مانگتے اور تم جو مال بھی خرچ کرتے ہو تو اللہ کو اس کی خبر ہے۔(سورۃ بقرۃ۔۲۷۳)

آیت: یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَ الِدَ یْنِ وَالْاَ قْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ .

ترجمہ: اے پیغمبر لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے کہ جو مال تم کو خرچ کرنا ہے وہ والدین پر قریب کے رشتہ داروں پر یتیموں پر محتاجوں پر اور مسافروں پر (اللہ) خرچ کرو اور تم جو بھی نیکی کا کام کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ (سورۃ بقرۃ۔۲۱۵)

آیت: واٰ تَی الْمَا لَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِیالرِّ قَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ. (سورۃ بقرۃ۔۱۷۷)

ترجمہ: اور مال عزیز ہونے کے باوجود (اللہ کی محبت میں) دیتا ہو رشتہ داروں کو یتیموں کو محتاجوں کو مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور غلاموں کو چھڑانے میں خرچ کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔(سورۃ بقرۃ۔۱۷۷)

(سورۃ بقرۃ کی ایت ۲۱۵۔عشر کے فرض ہونے کی دلالت کرتی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کرو یعنی والدین پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی ہے تو لازمی طور پر یہ حکم زکوٰۃ کے بارے میں نہیں ہے۔تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کے یہ آیت عشر کے بارے، میں صدقات کے بارے میں، اللہ کی محبت میں خرچ کرنے کے بارے میں وغیرہ ہے۔اسکے بعد اللہ فرماتا ہے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو (یعنی ازواج،اولاد جس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے) اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو یتیم ہیں محتاج ہیں، مسافر ہیں اور سوال کرنے والے اور غلاموں کو چھڑانے میں خرچ کرنے والے ہیں ان پر بھی خرچ کرو۔یعنی تمہارے عشر میں، صدقات میں،

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں ان لوگوں کا حق بھی ہے۔اسی طرح سورۃ بقرۃ کی آیت ۱۷۷ کے شروعاتی حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ان لوگوں پر اپنا مال خرچ کرو جو قریب کے رشتہ دار ہوں (یعنی والدین، ازواج، اولاد وغیرہ جس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی) اسکے علاوہ تم ان لوگوں پر خرچ کرو جو یتیم ہوں محتاج ہوں اور مسافر ہوں، اسی آیت کے اگلے حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔آیت کے شروع میں اللہ نے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ خالصتاً عشر کے بارے میں ہے اور آگے کے حصّہ میں کھلے الفاظ میں فرماتا ہے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو، اگر آیت کا پہلا حصّہ زکوٰۃ کے بارے میں ہوتا تو اللہ دوبارہ آیت کے اگلے حصّہ میں زکوٰۃ دینے کا حکم نہیں فرماتا۔ان آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں آیتوں میں عشر کی فرضیت بتائی گئی ہے، قرآن مجید میں دوسری اور آیات بھی ہیں جو عشر کے فرض ہونے کی دلالت کرتی ہیں مگر مضمون کی طوالت کے خوف سے تحریر میں نہیں لائی جارہی ہے۔)

عشر واجب ہونے کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں ہے مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہو اس میں بھی عشر واجب ہے، لیکن نابالغ اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔جس پر عشر واجب ہو اس کا انتقال ہوگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے بھی عشر لیا جائے گا۔عشر میں سال گذرنا بھی شرط نہیں بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے اور اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع پیداوار ہو تو بھی عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو۔جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصّہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی کسی سے پانی خرید کر یا ڈول سے ہو تو اس میں نصف عشر ہے یعنی بیسواں حصّہ۔گیہوں، جو، جوار باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے ہر قسم کے میوے اور ہر قسم کی ترکاری پر بھی عشر واجب ہے، تھوڑی پیداوار ہو یا زیادہ۔عشر فرض

ہونے کیلئے کسی مخصوص ملک میں رہنا ضروری نہیں ہے، مسلمان دنیا کے کسی بھی ملک میں قیام کرتا ہواس پر عشر فرض ہے چاہے وہ دار الحرب ہو یا دار الاسلام، جس طرح دار الحرب یا دار الکفر میں مسلمانوں پر نماز، روزہ، اور حج فرض ہے اسی طرح زکوٰۃ اور عشر بھی فرض ہے۔ قرآن کی جن آیتوں سے نماز، روزہ، زکوٰۃ وعشر اور حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اس کے مخاطب تمام مسلمان ہیں وہ جہاں کہیں بھی مقیم ہوں ان پر عشر کی ادائیگی فرض ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور ائمہ دین کے نزدیک مسلمانوں کی مملوکہ ہر زمین کی پیداوار پر عشری ہو یا خراجی عشر ساقط نہیں ہوتا اور نہ ہی حکومت کے لگائے ہوئے کسی ٹیکس سے زکوٰۃ اور عشر ساقط ہوتا اس لئے کے عشر وزکوٰۃ ایک عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے عشر واجب ہونے کیلئے دَین اور قرض سے فارغ ہونا شرط نہیں ہے عشر ہر حال میں ادا کرنا فرض ہے اس کے برخلاف زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت واجب ہوتی ہے جب صاحب نصاب شخص قرض سے فارغ ہو اور اگر مال صرف اتنا ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا یا نصاب سے کم بچتا ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہ ہوگی مگر عشر تب بھی ادا کرنا ہوگا جب کہ آپ ہزاروں روپیوں کے مقروض ہوں۔ عشر کے واجب ہونے کیلئے زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہیں ہے صرف پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے اسکے برخلاف زکوٰۃ کیلئے مال کا مالک ہونا شرط ہے۔ عشر وزکوٰۃ سے بچنے کیلئے کسی عالم ومفتی کے اختلافی فتوؤں کا سہارا لینا ایک مسلمان ایک مومن کے شایانِ شان نہیں قرآن احادیث اور نقلیات سے عشر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے لحاظہ ہر حال میں عشر ادا کرنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اس سے پہلوتہی کرنا دنیا اور آخرت میں نقصان دہ ہے۔ عشر کے بارے میں زیادہ احادیث تو بندہ کی نظر سے نہیں گذریں مگر صدقات، عطیات اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی اہمیت محتاجوں کی مدد کرنے کا اجر وغیرہ کی بہت سی احادیث موجود ہیں جس میں سے صرف چند تحریر میں

لائی جا رہی ہیں۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا ہے عشری ہے یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں اس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں اس میں نصف حصّہ یعنی بیسواں حصّہ۔ حضرت ابن نجارؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر اس شے میں جسے زمین نے نکالا ہے اس پر عشر یا نصف عشر ہے۔(صحیح بخاری)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جن کھیتوں کو نہریں اور بارش سیراب کریں اس میں دسواں حصّہ ہے اور جن کو اونٹوں پر پانی لا کر سیراب کیا جائے ان میں بیسواں حصّہ ہے (مسلم)

اس حدیث کو سامنے رکھ کر فقہائے احناف نے متفقہ فیصلہ فرمایا ہے کہ عشر یا نصف عشر ادا کرتے وقت بیج، مزدور، بیل، محافظ اور اس طرح کے دوسرے اخراجات کو الگ نہیں کیا جائیگا، بلکہ خرچ نکالے بغیر کل غلے کی زکوٰۃ (عشر) ادا کرنی ہوگی، ان کا استدلال یہ ہے کہ اگر اخراجات کو نکالنا ہوتا تو پھر نبی اکرم ﷺ دو شرحیں الگ الگ مقرر نہ فرماتے بلکہ اخراجات نکال کر ایک ہی شرح مقرر فرماتے۔ حضور ﷺ نے اخراجات اور محنت و مشقت کا لحاظ فرماتے ہوئے خود ہی دس فیصد اور پانچ فیصد کی دو شرحیں مقرر فرمادی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے کھیت کی سیرابی کو پیداوار کے لئے اصل کی حیثیت دی ہے اور اسی کے لحاظ سے شرحیں مقرر فرمائی ہیں۔

حدیث: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سو(۱۰۰) اوقیے تھے میں نے اس میں سے دس اوقیے صدقہ کر دئے اور دوسرے نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سو(۱۰۰) دینار تھے میں نے اس میں سے دس

دینار صدقہ کر دئے تیسرے نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس دس دینار تھے میں نے اس میں سے ایک دینار صدقہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سب نے اچھا کام کیا ہے اور تم سب اجر میں برابر ہیں کیونکہ تم میں سے ہر ایک نے اپنے مال کا عشر (دسواں حصّہ) صدقہ کر دیا۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ: ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال محبوب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو آگے جمع کر چکا ہو یعنی خیرات، صدقات کر کے محشر کیلئے جمع کیا ہو۔ اور جو مال پیچھے چھوڑ گیا وہ تو وارث کا مال ہے۔ (بخاری، نسائی)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک کہتا ہے، اے اللہ: خرچ یعنی خیرات کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ: روکنے والے کو یعنی خیرات نہ کرنے والے کے مال کو تلف کر دے۔ (مسلم)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے اور دور ہے جہنم سے۔ بخیل دور ہے اللہ سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے اور قریب ہے جہنم سے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، عابد بخیل کے بہ نسبت۔ (ترمزی)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنی زندگی میں یعنی صحت میں ایک درہم صدقہ کرنا مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداوٗد)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جنگل میں تھا اس نے ابر میں ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ وہ ابر ایک کنارہ کو ہو گیا اور ایک مقام پر پانی برسانے لگا اور وہ سارا پانی

ایک نالی نے لے لیا، وہ شخص قانی کے پیچھے ہولیا اور دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا وہی جاری کیا ہوا پانی اپنے کھیتوں میں پھیر رہا ہے۔اُس شخص نے کہا: اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں ہے۔وہی نام جس کو اللہ نے ابر سے کہا تھا۔ باغ میں کھڑے ہوئے شخص نے اس آدمی سے پوچھا کہ تم میرا نام کیوں پوچھے تھے؟ اس نے کہا میں نے ایک آواز سنی تھی کوئی ابر سے کہہ رہا تھا فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر۔ یہ بتا کہ تم ایسا کونسا عمل کرتے ہو جس کے بدلے میں تیرا نام لیکر پانی بھیجا جاتا ہے؟ اس باغبان نے جواب دیا کہ جو کچھ اس باغ میں پیدا ہوتا ہے اس میں سے تین حصّے کرتا ہوں ایک حصّہ خیرات کرتا ہوں، ایک حصّہ بال بچوں کی پرورش میں خرچ کرتا ہوں اور ایک حصّہ باغ بونے کیلئے رکھتا ہوں (مسلم)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابودرداءؓ سے فرمایا: جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کردو، پھر اپنے ہمسایوں کو پہنچاؤ۔ (احیاء العلوم۔۴۷۴)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جو سخی ہے اس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے۔ وہ ٹہنی اس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں نہ داخل کردے۔ اور بخل جہنم کا ایک درخت ہے جو بخیل ہے اس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اسے جہنم میں لے جانے تک نہیں چھوڑے گی۔ (شعب الایمان)

قوم مہدویہ میں عشر سے مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس جو کچھ بھی اللہ کی عطا سے آتا ہے اُس میں سے دسواں حصّہ غریب اور محتاجوں کو دے دینا ہی عشر کہلاتا ہے۔ چاہے وہ رقم کی شکل میں ہوں غلے کی شکل میں ہوں، میوؤں کی شکل میں ہوں، ترکاریوں کی شکل میں ہوں، کپڑوں کی شکل میں ہوں یعنی کسی بھی طرح کا مال ہو یا کوئی بھی استعمال کی شئے ہو آپ کو اس کا دسواں حصّہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا فرض ہے۔ عشر ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے

کہ صرف آمدانی کا دسواں حصّہ یعنی اللہ نے جو کچھ آپ کو پہنچایا اس میں سے دسواں حصّہ اللہ کی راہ میں بطور عشر ادا کرنا فرض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہیکہ عشر ایسے لوگوں کو دینا چاہئے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے مگر فاقوں کی وجہ سے ان کے چہروں کو پہنچانا جا سکتا ہے، یعنی قومِ مہدویہ کہ وہ فقراء جو اللہ کی راہ میں اللہ کے دیدار کی چاہت میں دنیا ترک کر کے دن رات اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کا ذریعہء معاش کچھ بھی نہیں ہوتا وہ تو صرف اللہ پر توکل کر کے اپنی زندگی گذارتے ہیں ایسے ہی اللہ والے جو کسی سے سوال نہیں کرتے عشر کے مستحق ہوتے ہیں۔ آج سے کچھ سو سال پہلے تک بھی ہماری قوم میں دائرں کا نظام قائم تھا اُس وقت عشر دائرہ کے مرشدینِ اکرام کو دیتے تھے اور وہ مرشد تمام عشر سویت کروا دیتے تھے اور جو اُن کے حصّہ میں آتا تھا اس میں سے بھی صرف دسواں حصّہ اپنے پاس رکھ کر باقی تمام مال فقراء میں تقسیم کر دیتے تھے مگر آج کے دور میں بعض مرشدین جو بھی عشر زکوٰۃ نذرانہ وغیرہ آتا ہے فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنے کے بجائے وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں لگا رہے ہیں ایسا عمل مہدی موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے روِش کے خلاف ہے۔

عشر کا مستحق صرف اور صرف وہ اللہ والے فقراء اور وہ مساکین ہیں جو بھوکے رہنا، فاقوں میں زندگی گذارنا پسند کرتے ہیں مگر کسی کے سامنے دستِ سوال نہیں ہوتے۔ عشر کے سب سے زیادہ حقدار آپ کے وہ غریب قریبی رشتے دار ہوتے ہیں جو غربت کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتے، اسکے علاوہ عشر قوم کے اُن بیواؤں، یتیموں، بیماروں، فقراء اور مرشدین کو دینا چاہئے جو اس کے مستحق ہیں۔ مستحقین میں نہ صرف مرشدین کرام، فقراء اعظام ہیں بلکہ بہت سے ایسے اللہ والے بھی ہیں جو تارک دنیا نہیں ہیں اور بعض ایسے مجبور افراد بھی ہیں جن میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ لوگ کسب کر کے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھر سکیں (یعنی بے روزگار، عمر رسیدہ،

بوڑھے، بیمار وغیرہ) اور بعض ایسے حضرات بھی ہماری قوم میں ہیں جو اللہ واسطے ترکِ دنیا کرنے کے باوجود بھی لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہ وہ بھی تارکِ دنیا ہیں ان کے بارے میں ان کے مرشد کے علاوہ چند قریبی لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ترک دنیا کر چکے ہیں وہ صرف اللہ پر توکل کر کے بیٹھے ہیں ایسے ہی اللہ والوں کو عشر پہنچانا بہت ضروری ہے اسکے علاوہ ہماری قوم میں بعض ایسے مستحقین افراد کا زمرہ بھی ہے جس کو بہت سے ناواقف حضرات مالدار سمجھ کر اُن کی مدد نہیں کرتے کیونکہ وہ لوگ کسی سے سوال نہیں کرتے اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ایسا پیش کرتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ مالدار ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہے، ایسے ہی اللہ والوں کو عشر، زکوٰۃ، عطیات، نذرانہ دینے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور عشر، زکوٰۃ، عطیات، نذرانہ وغیرہ صحیح شخص کو پہنچنے پر دل کو خوشی اور قلب کو سکون نصیب ہوتا ہے ۔ کسی غیر مستحق کو عشر، زکوٰۃ، عطیات نذرانہ پہنچانے سے بہتر ہے کہ تھوڑی تکلیف اُٹھائے اور مستحقین کو ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے تاکہ صحیح مستحق کے پاس اس کا حق پہنچ سکے۔

آیئے اب آپ کے سامنے چند نقلیات مہدی موعود علیہ السلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس میں مہدی موعود علیہ السلام نے عشر کی فرضیت کا حکم فرمایا ہے۔

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تم کو جو کچھ دیتا ہے اس کا عشر دو اگر تھوڑا ہو تو اس میں سے تھوڑا چیونٹیوں کو ڈالو۔ (حاشیہ انصاف نامہ۔ صفحہ۔۱۹۴)

نقل: حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں دے تھوڑا ہو یا بہت اس کا عشر دو اگر روٹیاں تھوڑی ہوں یا بہت ان کا عشر دو اگر تھوڑی سی روٹی ہو تو اس میں سے تھوڑی چیونٹیوں کو ڈالو۔ (نقلیات میراں سید عالمؓ ۔۸)

نقل: حضرت بندگی میاں شاہ نعمت سے منقول ہے کہ حضرت مہدی موعوالسلام عشر کو بھی بعض

اوقات وہیں مضطروں کو دیتے اور پوچھتے کہ کیا عشر میں کچھ بچ گیا ہے تو لاؤ صحابہؓ جواباً عرض کرتے کہ میرانجی کچھ نہیں ہے اس کے بعد مہدی موعوا السلام کھڑے ہو جاتے تھے (انصافنامہ۔۱۹۸)

نقل: مہدی موعود علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کسب کرنا کیسا ہے؟ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا پہلے تو کسب کرنے والا مومن ہونا چاہئے۔ پھر پوچھا کہ کوئی مومن ہو کر کسب کیسے کرے؟ مہدی موعودؑ نے فرمایا جس کا مقام پیغمبروں کا ہے شاید وہ کسب کرے اور حدود کسب کی حفاظت کرے۔ پھر پوچھا کہ کسب کے حدود کیا ہیں؟ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا! پہلی حد یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کرے کسب پر نظر نہ کرے۔ دوسری حد یہ ہے کہ پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ تیسری حد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ چوتھی حد یہ ہے کہ حرص نہ کرے تھوڑی غذا اور ستر عورت پر اکتفا کرے۔ پانچویں حد یہ ہے کہ **پورا عشر خدا کی راہ میں دے**۔ چھٹی حد یہ ہے کہ طالبانِ خدا کی صحبت میں رہے۔ ساتویں حد یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے۔ آٹھویں حد یہ ہے کہ ہر دو وقت کی حفاظت کرے۔ یعنی فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز سے عشاء تک اللہ کی یاد میں رہے۔ نویں حد یہ ہے کہ اذاں کے بعد کام کرنا جائز نہیں ہے اگر کام کرے تو کسب حرام ہے۔ دسویں حد یہ ہے کہ زبان سے جھوٹ نہ کہے جو کچھ قرآن میں آیا ہے اس پر عمل کرے ممنوعات سے پرہیز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسول میں اور کہتے ہیں کہ بعضے رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ نکال لیں کفر اور ایمان کے بیچ میں ایک راستہ ایسے ہی لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب''۔ (حاشیہ صفحہ ۴۶،۴۵)

نقل: صدیق اکبر بندگیمیراں سید محمودؓ کا پاجامہ پارہ پارہ ہو گیا تھا۔ میاں بابن مہاجرؓ سویت کرتے

تھے اور عشر بھی اصول کر کے اُن ہی کے حوالے کیا جاتا تھا۔ ایک روز میاں بابن مہاجرؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ کے لئے ایک پاجامہ بنا کر لائے اور ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کیا تو میراں سید محمودؓ نے پوچھا یہ پاجامہ کہاں سے بنا کر لائے ہو؟ آپ نے فرمایا عشر کے پیسوں میں سے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے ناگواری ظاہر کی اور وہ پاجامہ نہیں پہنا اور فروخت کرنے کا حکم دیا۔ میاں بابنؓ نے کہا حضرت مہدی موعودؑ اپنی ذات پر اور اپنے گھر والوں پر عشر کے پیسوں میں سے کبھی کبھی خرچ کرتے تھے۔ خوندکار کس لئے خرچ نہیں کرتے یہ سن کر صدیق اکبر حضرت سید محمودؓ نے بہت زاری کی اور فرمایا کہ مہدیؑ فرمان خدا کے بندہ تھے جو کچھ آپؑ نے کیا خدا کے فرمان سے کیا میں کون ہوں کہ تم مجھ کو امامؑ مہدی کے برابر کرتے ہو۔ (شواہد ولایت۔ ۱۹۷)

نقل: صدیق اکبر بندگیمیراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ جو فقیر جس کسی کو تربیت کرتا ہے اس کو چاہئے کہ مرید کو عشر کے باب میں مقید کر کے نہ رکھے کہ ہم کو دے دو دوسرے فقراء کو مت دو۔ کیوں کہ یہ فعل جائز نہیں۔ اگر کوئی فقیر عشر کو مقید کرتا ہے تو وہ مہدیؑ سے نہ ہوگا۔ اور وہ فقیر مہدیؑ اور صحابہؓ کی روش کے خلاف کرتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۶۳)

نقل: حضرت بندگی میاں عبدالرحمٰنؓ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے ایک بھونرے کو تلقین فرمایا تھا وہ اپنا عشر میاں عبدالملکؓ کے پاس لے گیا میاںؓ نے پوچھا تم کہاں تلقین ہوئے ہو؟ کہا میاں عبدالرحمٰنؓ کے پاس تو میاںؓ نے فرمایا اپنا عشر عبدالرحمٰنؓ کو دو اس نے عشر میاں عبدالرحمٰنؓ کے پاس لا کر جو کچھ ماجرا گذرا تھا بیان کیا، میاں عبدالرحمٰنؓ نے اپنی آنکھوں میں پانی لا کر فرمایا یہ فقیروں کا حق ہے فقراء جہاں بھی ہوں وہاں دو ہم قید کے ساتھ ہرگز نہیں لینگے تم مجھ سے تلقین ہوئے ہیں تو مجھے جائز نہیں ہے کہ قید کر کے لوں یہ بات مدعاء مہدی موعود علیہ السلام کے خلاف ہے چند روز کے بعد بھی وہ شخص عشر لایا اور دینے کی کوشش کیا لیکن میاں عبدالرحمٰنؓ نے ہرگز نہیں

لیا۔ (نقلیات میراں سید عالمؒ۔۲۸)

نقل: حضرت بندگی میاں الہدادؓ کو ایک شخص نے کہا کہ بندہ نے عشر کے متعلق نیت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں دوں لیکن میرے پاس دیانت دار نوکر نہیں ہیں خوندکار ایسا کریں کہ بندگانِ خدا سے دو اشخاص کو بھیجیں کہ وہاں سے حاصل کر کے لائیں اس کے بعد ملک الہدادؓ نے فرمایا کہ تجھ پر لعنت ہو کہ بندگانِ خدا عشر لینے اور رقم حاصل کرنے کیلئے گاؤں کو جائیں۔(انصاف نامہ۔۲۰۶)

نقل: حضرت بندگیمیراں سید یوسف بارہ بنی اسرائیلؒ اپنی آمدانی سے عشر کا بہت سا سونا، مال و اسباب، برتن ولباس وغیرہ اللہ کی راہ پر حضرت بندگیمیاں سید محمود سیدنجی حسین ولایتؒ کی خدمت میں دولت آباد سے جالور روانہ کئے اس مال واسباب کو لیجانے والوں میں سے ایک صاحب کو خیال آیا کہ اکمل المرشدین حضرت بندگیمیراں سید خوندمیرؒ بارہ بنی اسرائیل سے جا کر دریافت کروں اگر کوئی چیز عشر سے ہو تو حضرت سیدنجیؒ کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ چناچہ موصوف نے حضرت بندگیمیراں سید خوندمیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا، حضرت بندگیمیراں سید خوندمیرؓ کو اللہ تعالیٰ تھوڑا کچھ دیا کرتا تو آپؒ اس سے عشر نکالا کرتے تھے چناچہ چند مہینوں میں عشر کی رقم جمع ہوئی تھی وہ صرف آدھا روپیہ تھی اور اس کو آپؒ بڑی احتیاط سے رکھے تھے اور تلاش میں تھے کہ اگر موئی جالور جائیں تو یہ پیسے روانہ کر دیئے جاسکیں جب موصوف جالور جانے کا تذکرہ کئے تو وہ آدھا روپیہ لا کر بہت عجز وانکساری کے ساتھ حوالہ کئے، جب یہ لوگ مال ومتاع لیکر دولت آباد سے روانہ ہو کر حضرت سیدنجیؒ کی خدمت میں جالور پہنچے اور سب مال واسباب آنخضرت کی خدمت میں پیش کئے تو حضرت سیدنجیؒ کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگائے اور سویت کا حکم دیدیئے اس کے بعد حضرت سیدنجیؒ ان لوگوں سے دریافت فرمائے کہ ”میرے میاں بھی

ہمارے لئے کچھ بھیجے ہیں؟'' اس پر وہ لوگ تعجب سے عرض کئے کہ خوندکار خود میاں ہیں یہ دوسرے صاحب (میاں) کون ہیں اس وقت حضرت سید نجیؓ نے فرمایا کہ'' بھائی سید خوندمیر کچھ بھیجے ہیں تو لادو'' اس وقت وہ صاحب آدھا روپیہ جو پگڑی میں باندھ کر رکھے تھے آپؓ کے سامنے پیش کئے اور عرض کئے کہ میراں سید خوندمیرؓ بہت عجز وانکساری کے ساتھ فرمائے کہ یہ رقم آپؓ کی خدمت میں پیش کردی جائے۔ حضرت سید نجیؓ نے اس رقم کو لیکر اپنے منہ میں ڈال لیا اور اپنے دانتوں میں پکڑے رہے سب مال واسباب کی سویت کے بعد گھر میں تشریف لے گئے اور باورچی خانہ میں جاکر بی بی کے ہاتھ میں یہ پیسے دیکر فرمائے کہ'' آج ان پیسوں سے ہمارے لئے کھانہ تیار کرو'' چناچہ انہی پیسوں سے کھانہ تیار کیا گیا اور اس روز آپؓ وہی غذا استعمال فرمائے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ میرا میاں بہت تکلیف میں ہے۔ (سیرت بزرگان دین مہدویہ۔۱۷)

قرآن مجید کی آیات، احادیث نبوی، اور نقلیاتِ امامنا مہدی الموعود علیہ السلام سے عشر کی فرضیت ثابت ہوچکی ہے اب آپ کے سامنے بزرگان دین کے چند حکایت پیش خدمت ہیں جس میں اللہ کی راہ میں توکل کرنے والے تارک دنیا اور مسکین ومجبور بندوں کی مدد فرمانے کی تلقین فرمائی ہے۔

★حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص سائل کو اپنے گھر سے محروم پھیرا یعنی بغیر کچھ دیے بھیجا تو فرشتے اس کے گھر پر سات دن سایہ نہیں کرتے۔ (احیاء العلوم۔۴۷۵)

★حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادہ کو فرمایا کہ جب تو کوئی خطا کرے تو صدقہ دے دینا۔ (احیاء العلوم۔۴۷۵)

★حضرت یحییٰ ابن معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کوئی دانہ وزن دار ہے دنیا کے پہاڑوں کے برابر ہوجائے بجز صدقہ کے دانہ کے یہ اتنا بھرا ہوجاتا ہے۔ (احیاء العلوم۔۴۷۵)

★حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ستر سال اللہ کی عبادت کی پھر اس سے ایک کبیرہ گناہ سرزد ہوگیا اور اس کا عمل باطل کر دیا گیا۔ پھر اس کا گزر ایک مسکین پر ہوا اسے ایک روٹی صدقہ میں دے دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خطا معاف فرمائی اور ستر سال کے اس کے اعمال بھی بحال کر دیئے۔ (احیاء العلوم۔۴۷۵)

★اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور پہاڑوں کی میخیں زمین میں ٹھونک دی جس سے زمین کا کانپنا بند ہوگیا، ملائکہ نے کہا یا اللہ پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی؟ تب اُس نے لوہا پیدا کیا اور لوہے نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کر دیئے، اس پر ملائکہ نے عرض کیا، یا اللہ لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے؟ تو اللہ نے آگ پیدا فرمایا۔ آگ نے تو لوہے کو گلا دیا، پھر پانی پیدا کیا۔ پانی آگ کو بجھا دیا، پھر ہوا کو پیدا کیا۔ ہوا نے پانی کو ساکن کر دیا۔ اس پر ملائکہ آپس میں بحث کرنے لگے کہ قوی تر چیز کونسی ہے؟ پھر ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا اللہ! تیری مخلوق میں قوی ترین کون ہے؟ اللہ نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات کرے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ میں نے اس زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا۔ (کیمیائے سعادت)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانشین خاتم ولایت محمدیہؑ، اول میراںؑ، امیر المصدقینؑ، مقبولِ معبودؑ، صدیق اکبر حضرت بندگیمیراں سید محمود ثانی مہدی سلام اللہ علیہ کی شان اقدس میں بندہ نے قوم کے معزز شعراء اکرام کے چند منتخب اشعار بطور عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔صدیق اکبر کی ہستی وہ ہستی جس کی مدحت اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، مہدی الموعود علیہ السلام سے لیکر کائنات کا ذرہ ذرہ کرتا ہے۔ان اشعار کے ذریعہ بندہ تو صرف اپنی غلامی کا اظہار کررہا ہے۔

جناب سید ظہور اللہ حسینی صاحب ظہورؔ

سُنا ہے اُس جگہ سرکارؑ بھی تشریف لاتے ہیں
جہاں ہوتی ہے محفل ثانئ مہدیؑ کی مدحت میں

ڈاکٹر سید علی اطہر یداللّٰہی صاحب اطہرؔ

چراغ طُور ہیں محمودِ دیں بزم ہدایت میں
کوئی افضل نہیں اُن سے نسب میں نام ونسبت میں

جناب سید علی مسعود عابد صاحب اکیلوی

تصور میں جو دیکھوں ثانئ مہدیؑ کے چہرے کو
لگے مصروف ہوں جیسے میں قرآں کی تلاوت میں

جناب سید جلیل محمدؐ صاحب جلیلؔ ہمنابادی

آپؑ آقا جانشینِ مہدی موعودؑ ہیں
آپؑ کی عظمت ہے وہ جو عظمتِ قرآن ہے

جناب محمد امام صاحب آمامؔ

کلام مہدیؑ دیں ہے کلام ثانئ مہدیؓ
پیام مہدیؑ دیں ہے پیام ثانئ مہدیؓ

جناب سید یعقوب صاحب باقر مشہورؔ

ثنائے ثانئ مہدیؓ بھی ہے شامل عبادت میں
مری نیکی یہ تُل سکتی ہے میزانِ سعادت میں
قلم سجدہ کناں ہے ثانئ مہدیؓ کی مدحت میں
گلے ملتا ہے کاغذ سے سُرورِ شوقِ اُلفت میں

جناب جنید خاں صاحب جنیدؔ یوزئی

نہ ہو کیوں شان مہدی کی، تمہاری پاک سیرت میں
ہو تم صدیقِ اکبرؓ، ثانئ مہدیؓ حقیقت میں
ثانئ مہدیؓ، ہمسر مہدیؑ، عارف کامل، مرکز عظمت
طورِ طریقت، نور شریعت، کانِ حقیقت، جان ہدایت

جناب سید یوسف صاحب خیالؔ خوندمیری

شریعت میں، طریقت میں، عبادت میں، لیاقت میں
نظر موعود آئے ثانئ مہدیؓ کی صورت میں
یقیناً ثانئ مہدیؓ ہیں صدیق اکبرؓ بھی
چراغِ معرفت ہیں آپ دربارِ خلافت میں

میرے ملجا و ماوا ثانئ مہدیؓ
دلبند امام دوسرا ثانئ مہدیؓ
راہِ حق میں صعوبت اٹھانے کا
کوئی ثانئ نہیں آپ کا ثانئ مہدیؓ

جناب سید حمید شمیمؔ صاحب نصرتی

قدرت نے دی ہے اس کو سزا ثانئ مہدیؓ
جس نے بھی کی ہے تم سے دغا ثانئ مہدیؓ
صدیقؓ تھے، نعمتؓ و نظامؓ اور دلاورؓ
مہدیؑ کا کوئی ثانی نہ تھا ثانئ مہدیؓ

جناب محمد مجیب صاحب مجیبؔ عارفی

مہدی سے کہاں تم ہو جدا ثانئ مہدیؓ
عالم نہ ہو کیوں تم پہ فدا ثانئ مہدیؓ
ظاہر میں محمدؐ ہیں تو باطن میں ہیں مہدیؑ
یہ مرتبہ ہے حق سے ملا ثانئ مہدیؓ

جناب سید اشرف خوندمیریؔ صاحب اشرفؔ

مقابل آ گیا ہے کون یہ مہدیؑ کی صورت میں
مسلسل آئینہ بھی غرق ہے دریائے حیرت میں
نبیؐ موعودؑ کے پاکیزہ چہرے میں نظر آئے
''نظر موعودؑ آئے ثانئ مہدیؓ کی صورت میں''